TIGHT BINDING BOOK

داستان زوال

محمد امیر احمد علوی بی۔اے

داستان زوال

یعنی

تباہی بنی اسرائیل کی کہانی یہود کی زبانی

(ماخوذ از عہد نامۂ عتیق تالمود و دیگر کتب یہود)

مؤلفہٗ

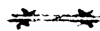
جناب منشی امیر احمد صاحب علوی بی اے

امیر محل نصیر باغ کاکوری (لکھنؤ)

نامی پریس لکھنؤ مطبوع گردید

(پرنٹر:- بانکے لال سکسینہ لازم مطبع)

مارچ سنہ ۱۹۳۶ عیسوی



طبع اول .... قیمت عہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

دنیا قوموں کا مسافرخانہ ہی۔ ایک جاتی ہی۔ دوسری آتی ہی کوئی بنتی ہی۔ کوئی بگڑتی ہی۔ کوئی جانشینوں کے لئے نقش قدم چھوڑتی ہی۔ اور کوئی بے نام و نشان مٹ جاتی ہی۔ لیکن کاروانسرا کی دلچسپیوں اور فتنہ سامانیوں میں فرق نہیں آتا۔

ہزاروں اٹھ گئے رونق وہی باقی ہے مجلس کی

گروہ گروہ جوق جوق جادہ پیمائوں کے انبوہ اس سرائے فانی میں شب باش ہوئے۔ بربریت و مدنیت کی ہوا کھائی۔ عروج و زوال کے تماشے دیکھے اور ایک معینہ مدت کے بعد ایسے گمنام ہوئے کہ ان میں سے بیشتر کا کچھ حال معلوم نہیں۔

حیات جاوید صرف اُن اقوام کو نصیب ہوتی ہی جو اس دار ناپائدار میں دیرپا یادگاریں قائم کریں۔ تہذیب و تمدن کی جدید شاہراہیں دریافت کریں۔ جہانستانی اور کشورگیری کا چار دانگ عالم میں غلغلہ بلند کریں یا ایسے خیالات کی تشہیر و تدوین کریں جو انسانی زندگی میں مہتم بالشان تغیرات کا باعث ہوں بلکہ جسقدر زیادہ اخلاقی اور روحانی فوائد کسی قوم سے اس کے ہمعصروں کو پہونچتے ہیں اتنا ہی زیادہ بسط و تفصیل سے اُسکی تاریخ بیان ہوتی ہی۔

جنوبی یورپ کے ایک مختصر قطعے نے منطق و فلسفہ کے اسرار سے خلق کو روشناس کیا۔ صناعی۔ نازک خیالی اور شاعری میں یدطولیٰ حاصل کیا اُسکی یاد ہنوز باقی ہی۔ اور خطۂ یونان کی عظمت دانشورانِ عالم کے قلوب پر نقش ہی۔ رومۃ الکبریٰ نے انضباط قوانین۔ اسلوب بیان۔ آئین جہانداری اور خطابت کا عالم کو درس دیا۔ اُسکے شوکت و اقتدار

کے سامنے تمام شائستہ دنیا کا سر تسلیم ہنوز خم ہے۔

مصر نے تہذیب و تمدن میں درجۂ کمال پایا۔ اور عجیب و غریب مستحکم اہرام بنا کر فن تعمیر کے راز عالم آشکارا کئے آج ہزاروں برس کے بعد بھی فراعنہ فراموش نہیں کئے جا سکتے۔

بھگوت گیتا کا راگ۔ ایجنٹا اور ایلورا کے غار ہندوستان کو ہمیشہ زندہ رکھنے کیلئے کافی ہیں۔

جمشید و کیخسرو۔ سخاریب و بخت نصر۔ ارجن و بھیم۔ ہنبال و چنگیز۔ تیمور اور نپولین جس جس ملک نے پیدا کئے اُسکی تاریخ بنی آدم کے قلوب سے محو نہیں ہو سکتی۔

لیکن ہم جس قوم کی دردناک داستان بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اُس نے یونان۔ روما مصر یا ہندوستان کی طرح مستقل یادگاریں نہیں چھوڑیں۔ اُس نے کوئی تیمور یا ہنیال پیدا نہیں کیا۔ کوئی پتھر اور چونے کی عمارت اُس پر فاتحہ خوانی کو باقی نہیں۔ اُسکا رقبۂ حکومت کبھی وسیع نہ تھا۔ دنیا کی ملکی اور تمدنی تاریخ پر اُس کا مستقل اثر کبھی نہ ہوا۔ اُس نے سائنس میں کوئی ترقی نہیں کی۔ علوم و فنون۔ نقوش و سنیر نجات میں اختراعات نہیں کیں۔ تجارت و زراعت میں ایجادات سے دنیا کو بہرہ مند نہیں کیا۔ شجاعت و مردانگی میں بھی شہرت نہیں پائی۔ وہ سرزمین شام کے ایک مختصر صوبہ میں آباد تھی۔ اور اُسکی مردم شماری کبھی سات[1] نقطوں سے آگے نہیں بڑھی۔ لیکن اس کا نام نیک ہنوز زندہ ہے۔ اُس کی تاریخ محفوظ و منقوش ہی۔ اور اُس کے سوانح حیات میں ایک خاص دلکشی ہے جو تمام دیگر اقوام و ملل کی تواریخ سے مختلف ہی۔

تم یونہی سمجھنا کہ فنا میرے لئے ہی　　پر غیب سے سامان بقا میرے لئے ہی
پروا نہیں گر ساری خدائی ہو مخالف　　کافی ہی اگر ایک خدا میرے لئے ہی

---

[1] یعنی ایک کروڑ تک نہیں پہونچی۔

اس قوم کے برگزیدہ افراد نے حیات انسانی کے ایک رخ کو منزل کمال تک پہونچایا۔ اخلاقیات روحانیات اور الٰہیات کا ایسا دلکش ترانہ سنایا کہ یونان کا فلسفہ فراموش ہو جائے۔ روما کے قوانین نابید ہو جائیں۔ لیکن وہ کالنقش فی الحجر ہمیشہ پاک دلوں پر کندہ رہیگا انکا سکھایا ہوا علم آخرت دنیا کے تین[1] شایستہ مذاہب کا سرچشمہ ہے مشرقی و مغربی متمدن و وحشی۔ عالم و جاہل۔ شاہ و گدا اس کے خوان فضل و کمال سے یکساں ذلہ ربا ہیں اور فی الحقیقت وہ اولاد آدم کیلئے ہر صنعت و حرفت۔ سائنس و قانون فلسفہ اور منطق سے زیادہ نفع بخش ہے۔

آج دنیا میں ابراہیمؑ و اسماعیلؑ۔ اسحاقؑ و یعقوبؑ۔ یوسفؑ و موسیٰؑ کو جو شہرت عام حاصل ہے وہ مہانسرائے عالم کے کسی بڑے سے بڑے فاتح یا زبردست سے زبردست شاہنشاہ کو نصیب نہوئی۔

طالع میں نہیں یہ شب کسی کے   اختر سو بار سو کے جاگے

یورپ۔ مغربی ایشیا۔ شمالی افریقہ۔ امریکہ اور ہندوستان کے بچہ بچہ کی زبان پران بزرگوں کا نام ہے اور انکے حالات کمالات۔ فضائل و اخلاق اس قدر مشہور ہیں کہ ان نفوس قدسیہ کا اسم مبارک کان میں پڑتے ہی انکے کارناموں کی تفصیل خود بخود تازہ ہو جاتی ہے۔ اور سوانح زندگی کے دلکش مناظر عالم خیال میں آنکھوں کے سامنے چلتے پھرتے نظر آنے لگتے ہیں۔

ان صدر نشینان فضیلت نے گرامی قدر اخلاف چھوڑے جنکو عزت و عافیت نے نذریں گذرانیں۔ دولت و فراغت نے موتیوں کے ہار پہنائے۔ شجاعت و الوالعزمی نے سونیکے پھول نچھاور کئے اور سلطنت و اقبال نے حیاتِ جاوید کی مجلس میں تعظیم

---

[1] یعنی یہود۔ مسیحی اور مسلمان

وتکریم سے رونق افروز کیا۔ مگر دنیا کا دستور العمل تبدیل نہیں ہوتا۔ دو رنگی سرائے کے قواعد وضوابط میں ترمیم نہیں ہوتی۔ ہر جزر کے ساتھ مد عسر کیساتھ یُسر لازم ہے اور ہر عروج کے بعد ہبوط۔ کمال کے بعد زوال۔ عزت کے بعد ذلت سے چارہ نہیں۔ یعقوبؑ و اسحاقؑ کی اولاد اس قاعدۂ کلیہ سے کیوں مستثنیٰ ہوتی۔ ۹ انکو بھی طلسم اجرام و اجسام کے کُل منازل کی سیر کرائی گئی۔ اور نشیب و فراز کے عبرت خیز تماشے دکھائے گئے۔ کبھی وہ عظمت و شوکت تھی کہ اُنکے عبادتخانے کی تعمیر کیلئے اقصائے عالم سے گراں ترین اجناس کا خراج وصول کیا گیا۔ زمین نے لعل و یاقوت اُگلے اور سمندر نے موتیوں کا مینھ برسایا۔ اور کبھی وہ ذلت و مسکنت تھی کہ گھر بار مال متاع لٹا آنکھوں کے سامنے مقدس معبد میں آگ لگائی گئی اور ایک حاکم جابر نے جلاوطنی کا فرمان صادر کیا۔

ایکدن وہ عزت افزائی تھی کہ طیور و وحوش، چرند و پرند اُن کے لئے مسخر کئے گئے بحیرہ احمر شق ہوا۔ کہ یہ بخیریت دشمنوں کے ملک سے نکل جائیں۔ پتھر نے کلیجہ چاک کیا کہ انکو رفع تشنگی کیلئے پانی میسر آئے۔ آسمان سے من و سلویٰ اُترا کہ اُنکو بے زحمت غذا نصیب ہو۔ اور ایک روز وہ فضیحت و رسوائی ہوئی کہ غیرتمند عورتوں کی لاشوں سے کنوئیں پٹ گئے معصوم بچوں اور معذور بوڑھوں کے خوں سے ندیاں بہیں اور وہ جفا پیشہ دشمنوں کی غلامی میں گرفتار سب کچھ دیکھتے تھے مگر آہ کرنے کی اجازت نہ تھی۔

زور ہی کیا تھا جفائے باغباں دیکھا کئے　　　آشیاں اُجڑا کیا ہم ناتواں دیکھا کئے

اس عروج و زوال۔ عزت و ذلت شفقت و عتاب کی مبسوط تاریخ عہد نامۂ عتیق ہے جسکی ابتدائی پانچ کتابیں (۱) پیدائش (۲) خروج (۳) احبار (۴) شمار اور (۵) استثنار، توریت کہلاتی ہیں۔ اور حضرت موسیٰ کی طرف منسوب ہیں چھٹی کتاب حضرت موسیٰ کے خلیفہ یوشع بن نون کے فتوحات کی داستان ہے۔ ساتویں " قضاۃ " اور نویں دسویں " سموئیل "، بنی اسرائیل کے اشاعت

تہذیب و تمدن کا شاہنامہ ہیں۔ گیارہویں اور بارہویں میں "سلاطین" کا احوال ہے۔ اور تیرہویں چودہویں کا نام ہی "تواریخ" ہے پندرہویں نمبر پر "عزرا" اور ستائیسویں پر دانیال کی تالیفات فرزندان یعقوب کے عہد مصیبت کی یادگار ہیں۔ (۲۳) اشعیا (۲۴) ارمیا اور (۲۶) حزقیل یہودیوں کی بداعمالی کی تفصیلات سے لبریز ہیں۔ بقیہ[۱] کتابیں انبیاء بنی اسرائیل کے وہ صحائف ہیں جنکو بائبل کے جمع کرنیوالوں نے قابل استنا سمجھا اور کتاب مقدس میں شامل رکھا۔

بابل کی اسیری تک یہود کی قومی زبان عبرانی تھی۔ عہد نامۂ عتیق کے کل صحیفے اسی زبان میں لکھے گئے۔ صرف عزرا۔ ارمیا اور دانیال کے چند اجزا کلدانی میں تھے۔

بابل سے رہائی کے بعد صحف مقدس کا ارامی (شامی) میں ترجمہ ہوا۔ اور اسکے بعد یونانی زبان کو یہ عزت حاصل ہوئی۔ اب دنیا میں عبرانی کی کوئی کتاب نویں صدی عیسوی سے پہلے کی تحریر شدہ موجود نہیں۔ البتہ یونانی زبان میں کتاب مقدس کے تین مکمل نسخے چوتھی صدی عیسوی کے مرقومہ محفوظ ہیں۔

یہود کو فلسفۂ تاریخ سے دلچسپی نہ تھی۔ واقعات کی یادداشتیں لکڑی کے تختوں اور خشک کھالوں پر نقش کر کے شاہی کتب خانوں میں رکھی جاتی تھیں۔ وہ اسیری اور تباہی میں غارت ہوئیں۔ کوئی سنگین کتبہ اسرائیلی بادشاہوں کا نصب کیا ہوا اسوقت تک دستیاب نہیں ہوا عبرانیوں کا احوال اُنکے ہمعصر بابلیوں اور مصریوں کی تواریخ میں بھی نہیں ملتا۔ انبیاء اور کاملین کے حاشیہ نشین بزرگوں کے ملفوظات قلمبند کرتے تھے۔ اور قوم یہود کی بابت جو کچھ واقفیت ہمکو حاصل ہو سکتی ہے وہ انہیں تالیفات کی رہین منت ہے۔ لیکن یہ کتابیں تحریفات سے خالی نہیں۔ یونانی۔ لاطینی۔ اور دیگر تراجم کے درمیان فرنگی محققوں کے قول کے مطابق تقریباً ایک لاکھ پچاس ہزار اختلافات ہیں۔ اور ان اسباب کی بنا پر یورپ کے بعض مورخ

---

[۱] عہد نامۂ عتیق میں کل ۳۵ کتابیں شامل ہیں۔

عبرانیونکی تمام قدیم روایات کومشتبہ سمجھتے اورخروج مصر سے پہلے کی کل حکایات کو افسانہ قرار دیتے ہیں.
بنی اسرائیل کے نامور مورخ **جوزلیفس** نے لکھا ہی کہ **آروشیر** کے بعد (یعنی پانچویں صدی قبل مسیح سے) کتاب مقدس کے قدیم صحیفوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ یہ مُسلم ہی کہ سنہ عیسوی کو آغاز سے بہت پہلے اِن صحیفونکے یونانی ترجمے مصر میں شائع ہو چکے تھے۔ اور معترضین کو یہ تسلیم ہی کہ تراجم کے اختلافات سے تفصیلات میں فرق آگیا ہی مگر نفس واقعات میں کوئی تغیر نہیں ہوا لہٰذا کوئی معقول وجہ نہیں ہی کہ عہد نامۂ قدیم کی قدر و منزلت یونانی اور مصری تواریخ سے کم کیجائے۔ دوسری قومونکی خاندانی روایات جسقدر معتبر ہو سکتی ہیں کم ازکم اتنا ہی اعتماد عہدنامۂ قدیم پر ضرور ہونا چاہئے۔

ہیرودوٹس کے قصے۔ **الیڈ** کے افسانے یوروپ والے سند میں پیش کرتے ہیں۔ **شاہنامہ** کی کہانیاں پارسی مانتے ہیں **مہابھارت** کی حکایتیں ہنود کا جزو ایمان ہیں **واقدی** کی روایتیں **آغانی** کی داستانیں مسلمان نقل کرتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہو سکتی ہی کہ اُس مقدس کتاب کے بیانات پر اعتبار نہ کیا جائے جسمیں دو ہزار برس سے کسی واقعہ کے متعلق تغیر یا اضافہ نہیں کیا گیا۔

غرض یونان کی قدیم تواریخ سے عہدنامۂ عتیق کم رتبہ نہیں ہی۔ اور عبرانیوں کے احوال دریافت کرنیکے لئے ہمارا یہی مستند ترین ذریعہ ہی۔ عہدنامۂ عتیق سے دوسرے درجہ پر **تالمود** ہے جسکی یہودیوں کی نظر میں وہی عزت ہی جو مسلمانوں کی نگاہ میں کتب احادیث کی۔ اس ضخیم تالیف میں علما اور احبار کے مکاشفات اور انبیاء سابقین کے وہ قصص و حکایات ہیں جو متداولہ صحف مقدس میں پائے نہیں جاتے۔ یہ کتاب عبرانی زبان میں ٦ جلدوں اور ١٢ حصوں پر منقسم ہی۔ اور اسکا معتبر ایڈیشن سنہ ١٥٢٠ء میں بمقام **وینس** شائع ہوا تھا اس کتاب میں علاوہ مسائل فقہ اور تعلیم شریعت کے توریت و زبور وغیرہ کتب آسمانی کے بعض آیات و اسفار کی

تشریح وتفصیل بھی ہی۔ اس مشہور **تالمود** کے علاوہ ایک مختصر کتاب **تالمود یروشیلمی** کے نام سے بھی عبرانی زبان میں دستیاب ہوئی ہی اور ۱۸۹۳ء میں اُسکا ترجمہ پیرس میں شائع کیا گیا ہی۔

فلیویس جوزیفس نام ایک یہودی جو ۳۷ء میں پیدا ہوا اور ۹۵ء میں مرا۔ یروشلیم کی آخری تباہی کیوقت میدان جنگ میں موجود تھا۔ اور ۷۰ء کے خونی مناظر کی دردناک تصویر پیش کرنیکے لئے اُس نے یونانی زبان میں بنی اسرائیل کی ایک مبسوط تاریخ لکھی جسکا یورپ کی بیشتر زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ اور آج تاریخ یہود کے طالبعلم کیلئے اُس کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ ان تالیفات کے علاوہ صحفِ انبیاء کا ایک بہت بڑا طومار علمائے یہود کے پاس تھا جسکے بعض اجزاء مثلاً **صحیفۂ ابراہیمؑ یا کتاب ادریس** وغیرہ ہنوز یورپ میں رائج ہیں مگر مسیحی محققین اُن کو **الہامی** نہیں مانتے۔

ان تمام بیش بہا ماخذوں سے مستفید ہوکر **اینجلو ریپوپورٹ** نے ایک کتاب **مذہبی قصص وافسانہائے بنی اسرائیل** کے نام سے تالیف کی اور گریشم کمپنی لندن نے ۱۹۲۸ء میں اس قاموس حکایات کو تین جلدوں میں شائع کیا۔ اسرائیلیوں کے مراسم اور مذہبی کہانیوں سے واقفیت حاصل کرنیکے لئے یہ مجموعہ لغایت مفید ہے۔

اگر عہدنامۂ عتیق۔ تالمود۔ جوزیفس اور قاموس الحکایات کو پیش نظر رکھ کر بنی اسرائیل کی تاریخ مرتب کیجائے تو وہ نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہو سکتی ہی۔

یہود کے عہد عروج کی تاریخ ہندوستان میں مشہور ہی اور **قصص الانبیاء** یا **احوال الانبیاء** کے نام سے متعدد کتابیں اس موضوع پر اردو میں لکھی جا چکی ہیں مگر اُن کے عہد زوال کی داستان جہاں تک مجھکو معلوم ہی ہندوستان کی کسی زبان میں موجود نہیں ہی۔

راقم الحروف **صحیفۂ دانیال** کی تفسیر لکھنے والا تھا مگر چند اوراق تحریر کرنے کے بعد خیال آیا کہ جب تک بنی اسرائیل کے زوال وتباہی کی تاریخ سے اہل وطن کو روشناس نہ کیا جائے

حضرت دانیال کی پیشین گوئیاں سمجھائی نہیں جا سکتیں۔ لہذا اُس خدمت کو ملتوی کر کے تاریخ زوال کے سلسلہ کا آغاز کیا۔

اس کتاب کے ابتدائی تین ابواب میں یہودیوں کے عہد شباب و ترقی کا افسانہ ہے۔ اور بقیہ ابواب میں اُنکے زوال کی تاریخ ہے۔ آخر میں یہود کے مراسم اور طرز معاشرت پر بھی خامہ فرسائی کی ہے۔

اس تالیف کا ماخذ عہد نامۂ عتیق اور **جوزیفس** کی تاریخ ہے۔ ابتدائی ابواب میں چند پُر لطف حکایتیں تفنن طبع کیلئے قاموس الحکایات سے اخذ کی گئی ہیں۔ مگر متن کتاب میں یا حاشیہ پر تصریح کر دی ہے کہ یہ حکایات قاموس سے ماخوذ ہیں تاکہ مورخوں کی نگاہ میں ان افسانوں کی آمیزش سے ساری کتاب بے وقعت نہو جائے۔

عوام کو منطقی دلائل۔ فلسفیانہ نکات اور خشک مباحث سے دلچسپی نہیں ہوتی وہ قصہ کہانی کے دہوکے میں سارا دفتر پڑھ لیں۔ لیکن تاریخ اور فلسفہ کے نام سے فوراً سرگرانی پیدا ہوتی ہے۔ لہذا اس تالیف کا طرز بیان مورخانہ انداز تحریر سے مختلف رکھا گیا ہے۔ دلچسپ افسانے شامل کئے ہیں اور عشق و محبت کی کہانیاں بھی حذف نہیں کی ہیں۔

یہ کتاب حقیقتاً یہود کی دردانگیز تاریخ کا اجمالی خاکہ اور اُنکی ہمعصر و ہمسر قوموں کے کارناموں کا خلاصہ ہے۔ مگر واقعات و سوانح۔ قصص و حکایات کی طرح بیان کئے ہیں۔ اور عہد قدیم کی ایک شاندار قوم کا احوال **داستان زوال** کے عنوان سے نذر کیا ہے۔ تاکہ اسی حیلہ سے یہ تالیف عوام و خواص کے طبقوں میں یکساں قبولیت حاصل کرے۔

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمّا را

فقیر امیر احمد علوی
ستمبر ۱۹۳۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

تمہید

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوشِ حقیقت نیوش ہے

بانیٔ خاندان

ارضِ کنعان کا ایک جوان صالح اپنے برگزیدہ باپ کے حکم سے عراق کیطرف راہی ہوا تاکہ اپنے ماموں سے جو شہر حران کا ایک دولتمند باشندہ تھا اس کی بیٹی کی خواستگاری کرے وطن مالوف (بیر شیبہ) سے حران تک سترہ دن کا راستہ تھا۔ بے آب وگیاہ کوہستان اور خطرناک وادیاں سنگِ راہ تھیں۔ صحرائی جانوروں سے زیادہ اپنے توام[1] بھائی کا خوف تھا۔ جس سے قدیم دشمنی تھی۔ شفیق باپ نے زادِ سفر تحائف وہدایا کیلئے زر وجواہر کا انبار ساتھ کیا تھا اور اُسکی حفاظت کی فکر ترددات میں اضافہ کا باعث تھی۔

بستی سے کچھ ہی دور نکلا تھا کہ بے رحم بھتیجے[2] نے راستہ روکا۔ اور جسقدر مال ومتاع ساتھ تھا لوٹ لیا۔ نہ ہاتھ میں کوڑی رہی نہ تن پر کپڑا۔ آگے بڑھے تو مال نہیں حال نہیں اور پیچھے پھرے تو والد ماجد کو مُنہ دکھانے کی مجال نہیں۔!!

---

[1] عیصو بن اسحاقؑ۔ ۱۲ [2] الفاز بن عیصو بن اسحاقؑ۔ ۱۲

بیکسوں کے مددگار سے فریاد کی اور بہ چشم نم آسماں کی طرف رُخ کیا۔ دیکھا کہ بارہ روشن ستارے فلک اخضر پر درخشاں ہیں۔ دن کے وقت سورج کی تیز روشنی میں ستاروں کا نور دیکھ کر حیرت و استعجاب کے بادل چھا گئے!! آنکھ نیچی کی تو پہچانا کہ وطن سے بہت دور موریہ کے کوہستان میں استادہ ہے اور دو دن کی مسافت چند لمحوں میں تمام ہو گئی ہے۔ اس طےّ الارض کی کھلی ہوئی کرامت نے حیران و مدہوش کر دیا۔ دیکھتے دیکھتے آفتاب غروب ہو گیا۔ ہر طرف تاریکی چھا گئی اور اسی کوہستان کے ایک گوشہ میں رات بسر کرنا لازم ہوا۔

پہاڑ پر سنگریزوں کی افراط تھی۔ درندوں سے حفاظت کیلئے اپنے اردگرد بارہ پتھر لگائے اور ایک پتھر پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ آنکھ بند ہوتے ہی قدرتِ ایزدی کا تماشہ نظر آیا۔

خواب یعقوب

دیکھا کہ ایک عظیم الشان سیڑھی زمین سے فلک ہفتم تک لگی ہے اور عجیب الخلقت فرشتے اس راستہ سے زمین پر اُترتے اور پھر آسمان پر چڑھتے ہیں۔ بعض ملائک نے اس نووارد مسافر کے نزولِ اجلال کی ملاءِ اعلےٰ میں خبر پہونچائی۔ بابل کا بادشاہ آیا اور اُس سیڑھی کے ستر ڈنڈوں تک چڑھ کر نیچے اترا۔ توران کا تاجدار آیا اور باون ڈنڈوں تک چڑھ کر لوٹا۔ یونان کا شہزادہ آیا اور ایک سو اسی زینے طے کر کے نیچے گرا۔ بعد ازاں ایڈوم[1] کا حاکم آیا اور بڑبڑاتا ہوا زینے پر چڑھنے لگا۔ اُس نے بادلوں تک پہونچنے اور آسمان پر حکومت کرنے کا عزم کیا۔

---

[1] فلسطین کے جنوب مشرق میں ایڈوم کا ملک تھا۔ یہاں عیصو بن یعقوب کی اولاد آباد تھی۔ یروشلم کی آخری تباہی سے چند سال پہلے ایڈومیوں کا خاندان مملکت بنی اسرائیل پر حکمران تھا۔ ۱۲

ناگاہ خداوند کے جلال نے اس تماشائی کو گھیر لیا۔ آسمانوں کے دروازے کھل گئے زمین کے طبق روشن ہوگئے اور بانگِ جرس نے صدا دی ایڈوم کے حاکم سے خوف نہ کر۔ یہ مبارک زمین جس پر تو استراحت کر رہا ہے تیرے فرزندوں کی میراث ہے اور تیری نسل ریت کے ذروں کی طرح بیشمار ہوگی!! یکایک **فلسطین** کی تمام زمین گیند بنکر اُس بخت بیدار سونے والے کے ہاتھ میں آگئی اور مکرر بشارت دی گئی کہ اسکے فرزند اس خطۂ ارض پر تصرف کریں گے۔

اَب اِس سے بھی زیادہ حیرت انگیز جلوے نظر آنے لگے۔ دیکھا کہ **کوہ سینا** تجلی حق سے منور ہے اور خدا کا ایک مقبول بندہ اُستادِ ازل سے احکام و قوانین کی تعلیم پا رہا ہے۔ دفعتہً سین بدل گیا۔ ایک عالی منزلت عبادت گاہ تعمیر ہو رہی ہے اور خدا کی بندگی کا حق ادا کرنے والے دودھ اور شہد کی نہروں میں غسل کر رہے ہیں۔ ایک لمحہ میں یہ تماشا بھی غائب ہوا **یروشلم** کا خوبصورت شہر جل رہا ہے اور عبادتگاہ کا سارا مال و اسباب لوٹا جاتا ہے۔ یہ منظر بھی روپوش ہوا۔ دنیا کے ہر گوشہ سے غلام آزاد ہو کر آئے اور عبادتگاہ کی دوبارہ تعمیر ہونے لگی[۱]۔!!

گھبرا کر آنکھ کھولدی۔ رات ختم ہوچکی تھی اور صبح کا سپیدہ پھیل گیا تھا۔ عنایت و نوازش خداوندی کا شکریہ ادا کیا اور اس مقدس مقام کا نام **بیت ایل** (یعنی خانۂ خدا) رکھا۔

ارادہ کیا کہ اس متبرک مقام پر ایک نشان قائم کرے۔ بارہ پتھر جو رات کو اپنے گرد لگائے تھے حکم خداوندی سے باہم وصل ہو کر ایک سنگِ گران بن گئے۔ اُسی پتھر کو زمین میں گاڑا اور آنے والی نسلوں کی عظمت و شان کا سنگِ بنیاد ارضِ موعود پر

---

[۱] اس حکایت کا ایک حصہ قاموس الحکایات سے ماخوذ ہے - ۱۲

نصب کیا۔

یہ کرامات و بشارات سے سرفرازی پانے والے اسرائیلیوں کے جد اعلےٰ حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام تھے۔ جن کی اولاد بنی اسرائیل کے نام سے دنیا میں مشہور ہوئی اور اس عجیب و غریب خواب کی تعبیر خون کے حرفوں سے تاریخ یہود میں لکھی ہے۔

اس مقام انوار و تجلیات سے رخصت ہو کر ریگستانی منازل اور سنگلاخ مراحل طے کر کے عراق کے سبزہ زار میں داخل ہوئے۔ ایک دلکشا اور پُر فضا بستی سامنے تھی جنگل و پہاڑ داہنے بائیں۔ دیکھا کہ آبادی کے باہر چند گڈرئے اپنے گلّے لئے ہوئے کنویں کے گرد جمع ہیں۔ دہان چاہ پر بھاری پتھر ہے جس کو انبوہ کثیر کی متحدہ کوشش کے بغیر جنبش نہیں دیجا سکتی۔ مویشی چرانے والے رفیقوں کے انتظار میں ہیں کہ وہ سب جمع ہو لیں تو پتھر ہٹانے کی ہمت کی جائے۔ ناگہاں ایک حسین لڑکی گاؤں کی طرف سے اپنی بھیڑوں کو ہنکاتی ہوئی آئی اور چاہ کے پاس خاموش کھڑی ہو گئی دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ لڑکی اُن کے ماموں لایان کی ہے اور راحیل نام ہے۔

مویدمن اللہ نے اپنی حیرت انگیز قوت پر اعتماد کر کے وہ وزنی پتھر بغیر مدد غیرے اُٹھایا اور راحیل کے مویشیوں کو سب سے پہلے سیراب کر دیا۔ شرمیلی لڑکی نے شکریہ ادا کیا۔ کلمہ و کلام کی نوبت آئی۔ مسافر نے بتایا کہ وہ اُسکی پھوپھی ربیقہ کا لڑکا ہے جو بیر شیبہ میں اسحاقؑ بن ابراہیمؑ سے منسوب ہے۔ لڑکی دوڑتی ہوئی گھر گئی۔ باپ کو خبر کی۔ وہ کنوئیں کے قریب آیا بھانجے کو گلے لگایا اور ہمراہ لیجا کر عزت سے مہمان رکھا۔ راحیل

اور اُس کا بوجھ بٹاتے تھے ماموں کو بھی اُنس پیدا ہوا اور اپنی ایک لڑکی کی شادی اس عزیز سے کرنا چاہی۔

بڑی بیٹی **لیّا** خوبصورت تھی مگر آنکھوں میں کچھ نقص تھا۔ چھوٹی بیٹی **راحیل** سر سے پا تک بے عیب تھی اور مہمان کی نظر الفت بھی اُسی کیطرف تھی۔ سات برس تک **لابان** کی گلہ بانی اس شرط پر منظور کی کہ **راحیل** کے ساتھ اُنکا عقد کر دیا جائے ماموں نے اقرار کیا مگر جب ایفاء عہد کا وقت آیا تو بجائے **راحیل** کے **لیّا** کو چہرے پر نقاب ڈال کر مجلس نکاح میں حاضر کیا۔ اور بھانجے کی شادی بڑی بیٹی سے کردی۔ چند ساعت کے بعد راز افشا ہوا۔ داماد نے شکایت کی۔ **لابان** نے جواب دیا کہ بڑی بیٹی سے پہلے چھوٹی لڑکی کی شادی کرنا ہمارے مراسم خاندانی کے خلاف تھا اس لئے **لیّا** کا عقد کیا گیا۔

البتہ یہ ممکن ہے کہ **راحیل** بھی اسی کے ساتھ منعقد کر دیجائے بشرطیکہ وہ سات برس اور گلہ بانی کی مشقت برداشت کرے۔ **یعقوبؑ** نے قبول کیا اور ایک ہفتہ کے بعد **راحیل** کا عقد بھی اُن کے ساتھ کر دیا گیا۔ اُس ملک کی رسم کے مطابق **راحیل** اور **لیّا** کے ساتھ دو کنیزیں **بلہا** اور **زلفا** بھی داماد کو عنایت ہوئیں۔

لیّا سے چھ لڑکے۔ **روبن۔ شمعون۔ لاوی۔ یہودا۔ اشکار** اور **زبلون** اسباط پیدا ہوئے۔

بلہا سے **دان** اور **نفتالی**۔ **زلفا** سے **جد** اور **آشر** اور **راحیل** سے **یوسف** اور **بنیامین** عالم وجود میں آئے۔ یہی وہ بارہ فرزند تھے جو **اسباط یعقوبؑ** کے نام سے مشہور ہوئے اور جنکی مثالی ہئیت بارہ چمکدار ستاروں کے روپ میں

دن کیوقت محزوں وبیکس یعقوبؑ کو مورہ سیہ کے کوہستان میں دکھائی گئی تھی۔

بیس برس کی جلاوطنی کے بعد اپنی بیویوں۔ حرموں اور اولاد کو ہمراہ لیکر والد بزرگوار کی خدمت میں واپس آئے۔ توام بھائی کو خوشامد سے راضی کیا۔ کچھ دنوں سکم[1] میں مقیم رہے۔ جو بانی خاندان کی اُس چند روزہ اقامت کی یادگار میں مدت تک بنی اسرائیل کا دارالسلطنت رہا۔ اور بعد ازاں بیرشیبہ[2] میں سکونت گزیں ہوئے۔ جس کو اُن کے جدامجد حضرت ابراہیمؑ کا دارالہجرت بننے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ جہاں اُنکے والد اسحاقؑ کی ولادت ہوئی تھی اور جہاں سے اُن کے چچا اسماعیلؑ مع اپنی ماں ہاجرہ کے جلاوطن کئے گئے تھے۔

احکم الحاکمین کی عدالت دیکھئے کہ جس بستی سے اسحاقؑ کی ماں کو رضامند کرنے کیلئے خوردسال اسماعیلؑ کنیزک زادگی کا داغ لگاکر نکالے گئے تھے وہیں سے اسحاقؑ کا حسین وجمیل پوتا یوسفؑ کھوٹے داموں پر مدین[3] کے ایک سوداگر کے ہاتھ بیچا گیا مصر کی بازار تک پہونچا اور وہاں دوبارہ فروخت ہوا

یوسف

اُسوقت مصر میں ایک عربی النسل خاندان فرمانروا[4] تھا۔ عبرانی غلام کی قدر دقیمت ہوئی یوسفؑ کا اختر اقبال چمکا پردیس میں راحت و فراغت۔ حکومت اور مدارالمہامی نصیب ہوئی۔ اپنے باپ بھائیوں کو بھی وہیں بلالیا۔ خاندان کے کل افراد اُسوقت تک

---

[1] سکم یروشلم کے شمال میں تقریباً ۳۰ میل کے فاصلہ پر تھا۔

[2] بیرشیبہ (یا بیرسبع) یروشلم کے جنوب مغرب میں تقریباً ساٹھ میل کے فاصلہ پر ساحل بحر قلزم سے ۴۰ میل مشرق میں واقع ہے۔ [3] عرب کا وہ حصہ جو کوہ سینا۔ ایڈوم اور کنعان۔۔کے درمیان تھا مدین کہلاتا تھا۔

[4] تحقیق جدید کے موافق اس خاندان کے ایک بادشاہ کا نام "عزیز" تھا۔

صرف ستر تھے۔ وہ سب کی سب مصر میں جا بسے اور ایک مدت تک عزت و حرمت سے آباد رہے۔

دولت اور عافیت کی برکت سے اولادِ یعقوب میں روز افزوں ترقی ہونے لگی اور مصر کا زرخیز صوبہ جشن اُن کا وطن ثانی بن گیا۔

وہ فیاض اور نیک دل بادشاہ جس نے یوسفؑ اور اُن کے رشتہ داروں کی توقیر و تکریم کی تھی دنیا سے رخصت ہوا اور تھوڑی ہی مدت کے بعد دوسرا خاندان مصر پر حاکم ہوا جو یوسفؑ کے حُسنِ خدمات اور علوئے مرتبت سے واقف نہ تھا وہ اس اجنبی قوم کو جس کی تعداد خاندان سلطنت سے زیادہ تھی خطرناک سمجھنے لگا اور درپئے آزار ہوا۔ اُس نے اسرائیلیوں پر جدید ٹیکس لگائے اور اُن سے بیگار لینا شروع کی۔ بے رحم جفا کار افسر حکومت پر مامور کئے جو فرزندانِ یعقوبؑ بالجبر محنت لیتے اور اُن کے خونِ گرم سے قلعے اور محل تیار کراتے تھے۔ اس جبر و قہر سے مملکت کی قوت میں اضافہ ہوتا تھا اور بنی اسرائیل کے دماغ سے آزادی اور خود مختاری کی ہوا بھی دور کی جاتی تھی۔ باوجود ان مظالم و مصائب کے افزائش نسل میں کمی نہ ہوئی۔ بنی اسرائیل کی مردم شماری ترقی پذیر رہی یہانتک کہ اُن کے مردوں کی تعداد چھ لاکھ کے قریب ہو پہنچ گئی۔ مصری خوفزدہ ہوئے اور حاکموں نے گران تر سختیاں شروع کیں۔ اُنسے اینٹ پکانے۔ پتھر ڈھونے کی مشقت لی گئی۔ آرام سے گھر پر بیٹھنا ناممکن بنایا گیا تب بھی توالد و تناسل میں نمایاں فرق نہوا آخر کار رامسیس دوم فرعون مصر نے حکم دیا کہ اُن کے نوزائیدہ لڑکے قتل کئے جائیں اور لڑکیاں زندہ رکھی جائیں تاکہ بنی اسرائیل میں مردوں کا اضافہ نہو سکے۔

حضرت موسیٰؑ اس دورِ مظالم میں حضرت موسیٰؑ کی ولادت ہوئی جنھوں نے اسرائیلیوں کے

قلوب میں تازہ روح پھونکی اور مظلوم بیگاریوں کو ایک زبردست قوم بنا دیا۔

حضرت موسیٰؑ کے حالات۔ معجزات۔ نصائح اور قوانین دنیا میں اس قدر مشہور ہیں کہ اس مختصر مضمون میں نقل کرنے کی احتیاج نہیں۔ اُن کا سب سے زیادہ شاندار کارنامہ بنی اسرائیل کو فرعون کے پنجۂ ظلم سے نجات دلانا تھا۔ وہ اس عظیم الشان انبوہ کو جس کے مردوں کی تعداد چھ لاکھ سے متجاوز تھی ہمراہ لیکر فرعون کی مملکت سے فرار ہوئے۔ دریاؤں اور ریگستانوں کو عبور کرتے ہوئے کوہ سینا کے دامن تک پہونچ گئے۔ ۴۳۰ سال مصر میں سکونت گزیں رہنے کے بعد حضرت موسیٰؑ کے قیادت میں فرزندان یعقوبؑ دوبارہ اپنے آبائی وطن کے متصل پہونچے اور فلسطین کے جنگل میں آزادی کی ہوا کھانے لگے۔

چالیس سال تک جنگل اور ریگستان میں سرگرداں رہے مگر الوالعزم سردار کی شفقت وعنایت سے کسی قسم کی تکلیف نہوئی۔ پینے کیلئے پتھروں سے چشمے جاری ہوتے تھے اور کھانے کے لئے من وسلویٰ ملتا تھا۔

اُسوقت جزیرۂ نمار سینا کا بیشتر حصہ عمالقہ کے قبضہ میں تھا جو اپنا سلسلۂ نسب عیصو بن یعقوبؑ سے ملاتے اور صوبہ ایدوم کو اپنا آبائی وطن بتاتے تھے یہ قوم بڑی بہادر اور قدآور تھی۔ اور اس کے ایک سردار عوج بن عنق کا نام درازئ قد کے لئے مشرق میں ہنوز ضرب المثل ہے۔ اس کوہ پیکر قوم کے علاوہ بہت سی چھوٹی چھوٹی جنگجو اور خود مختار قومیں آباد تھیں جنیں سے عموری۔ فلستی۔ حطی۔ یبوسی۔ جبلی۔ زبدونی۔ موآبی وغیرہ مشہور ہیں۔ فلسطین پر قبضہ کرنے کے لئے ان سب قوموں سے برسر پیکار رہونا اور سب کو زیر کرنا لازم تھا۔

عمالقہ سے جنگ

عمالقہ سے رفیدیم[1] کے میدان میں اِن خانہ بدوشوں کی پہلی جنگ ہوئی اور کامیابی

[1] رفیدیم کوہ سینا سے تقریباً ۲۰ میل کے فاصلہ پر جانب شمال ایک مشہور شہر تھا۔

کا سہرا اسرائیلیوں کے سر رہا - عموریوں اور مدین والوں سے بھی لڑائی ہوئی اور فتح نصیب ہوئی۔ فلسطین کے پانچ بادشاہوں نے متحد ہو کر بنی اسرائیل پر حملہ کیا مگر ناکام رہے۔ اور یہ بہادر قوم موآب[1] کے میدان تک پہونچ گئی۔ جو ارض کنعان کے قریب واقع تھا اور جس کی حکومت کا عالم خواب میں یعقوبؑ سے وعدہ کیا گیا تھا مصر کی غلامی برداشت کئے ہوئے اسرائیلی فنا ہو چکے تھے اور ایک نئی جوان ہمت اور جواں سال قوم پیدا ہو گئی تھی جس نے نہ مصر کی دولت دیکھی تھی نہ غلامی کی ذلت سہی تھی - وہ موآب کے زرخیز علاقہ میں خیمہ زن تھے - مدین والوں کو زیر کر کے آئے تھے اور کنعان پر قبضہ کرنے کیلئے دریائے اردن کو عبور کرنے والے تھے کہ ان کی تعداد کا شمار کیا گیا اور معلوم ہوا کہ ۲۰ سال سے زیادہ عمر کے چھ لاکھ ایک ہزار سات سو تیس جوان موجود ہیں یعنی جسقدر ریگستان کی بادیہ پیمائی میں ہلاک ہوئے اُس سے زیادہ پیدا ہو چکے ہیں۔

اسی جگہ اُنکے ہادی و راہ نما حضرت موسیٰؑ کی وفات ہوئی اور سپہ سالار یوشع بن نون بنی اسرائیل کے سردار مقرر ہوئے۔

یوشع بن نون

یوشع بڑے جانباز۔ بہادر۔ مدبر اور ہوشمند تھے۔ اُنھوں نے حضرت موسیٰؑ کی آغاز کردہ خدمت کی تکمیل کی اور دشمنوں کو تباہ کر کے بنی اسرائیل کو کنعان کا مالک بنا دیا فلسطین کا محفوظ اور مستحکم ترین شہر یریحا (جیریکو) ایک ہفتہ کے محاصرے میں فتح کیا اور اس کے علاوہ ۳۱ بڑے بڑے شہروں پر اسرائیلیوں کو قبضہ دلا دیا۔ عموریوں۔ حطیوں۔ کنعانیوں اور یبوسیوں نے اُن کے خلاف اتحاد کیا جیعوں

---

[1] یروشیلم سے ۵۰ میل جنوب شرق میں موآب کا علاقہ بحیرۂ شور اور مدین کے درمیان تھا۔

کی لڑائی میں سب کو شکست دی اور فلسطین کے قدیم باشندوں کی ہمت پست کر دی۔

ان فتوحات کے بعد بھی جہاد کا سلسلہ جاری رہا لیکن ہر جنگ میں یوشعؑ کو کامیابی نصیب ہوتی تھی۔ وہ کنعان کا بیشتر حصّہ فتح کر چکے تھے۔ صرف فلستیوں جیشوریوں اور جبلیوں کے صوبے باقی تھے کہ بنی اسرائیل صلح و عافیت کے آرزومند ہوئے اور لڑائی کا سلسلہ ملتوی کرنا پڑا۔

تقسیم کنعان

اُسوقت کُل مفتوحہ علاقہ تقریباً ۱۹۰ میل لمبا اور (وسط میں) ۸۰ میل چوڑا تھا اور اس میں ڈیڑھ کروڑ ایکڑ زمین تھی۔ اس کی مشرقی سرحد دجلہ اور فرات کی عالی شان حکومتوں سے ملتی تھی۔ مغرب میں بحیرۂ روم تھا۔ جنوب میں وہ ریگستان تھا جو اس علاقہ کو مصر سے جدا کرتا تھا اور شمال میں لبنان کا کوہستانی سلسلہ شام سے حد فاصل تھا۔

یہ وسیع املاک احفاد اسرائیل میں قرعہ اندازی سے تقسیم کی گئی۔ یہودا ابن یعقوب کی اولاد سب بھائیوں سے تعداد میں زیادہ تھی اُس کو جنوبی حصہ ملا جس کے شرق میں دریائے اردن۔ مغرب میں فلستیوں کا علاقہ جنوب میں ایدومیوں کا ملک اور شمال میں دان اور بنیامین کی جاگیریں تھیں۔

یہودا کے بعد یوسفؑ کی اولاد تھی۔ اُس کی دو شاخیں ہو گئی تھیں۔ افرائیم اور منسّی اُن کو یہودا کے شمال میں جگہ ملی۔ شرق میں اردن مغرب میں بحیرۂ روم۔ جنوب میں دان اور بنیامین کے علاقے سکم دارالسلطنت بھی اسی قطعہ میں تھا۔

بنیامین یہودا اور افرائیم کی جاگیروں کے بیچ میں آباد ہوئے۔ دان کی جاگیر فلستیوں کی سرحد سے متصل تھی اور ہمیشہ غیر محفوظ رہی سمعون کو یہودا سے

بھی جنوب میں حصہ ملا۔ اسیطرح کُل اسباط کو مفتوحہ آراضی میں پھیلا دیا گیا۔

لاوی بن یعقوبؑ کی اولاد امور مذہبی کی نگراں تھی۔ نماز کی امامت اور خیمۂ اجتماع کی سر براہ کاری اُن کے سپرد تھی۔ اس لئے کوئی جداگانہ صوبہ اُن کو نہیں دیا گیا۔ ہر سبط کی جاگیر سے چار شہر اُن کے لئے وقف تھے اور اس طرح وہ کُل ارض کنعان میں ہدایت خلق کے لئے پراگندہ تھے۔

غرض یہ خانہ بدوش قوم شہروں اور قصبوں میں رہنے لگی۔ کنعان کی زمین انکی ملکیت ہوئی۔ وہ جس جگہ چاہیں اپنے خیمے نصب کریں اور جس مقام کو پسند کریں وہاں اپنے مویشی چرائیں۔ انگور۔ شہد۔ دودھ اور اجناس خوردنی کی افراط تھی۔ آزادی اور مطلق العنانی کی نعمت حاصل تھی۔ **یوشع نے سکم** کے مقدس مقام پر ایک بار تمام اولاد اسرائیل کو جمع کیا۔ شریعت موسوی اور ملت آبائی پر قائم رہنے کی وصیت کی اور اپنا کام تمام کر کے ۱۴۵۰ء قبل مسیح میں دنیا سے رخصت ہوئے وفات یوشع

انکی وفات کے بعد اس ہمت اور دبدبہ کا سردار اسرائیلیوں کو نصیب نہ ہوا۔ قوم کے بارہ ٹکڑے ہو گئے اور ہر ٹکڑے کا حاکم الگ تھا۔ باہم فساد شروع ہوا۔ مصری خون کی آمیزش رنگ لائی۔ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد خدائے واحد کو بھولکر بت پرستی میں گرفتار ہو جاتے تھے۔

چاروں طرف طاقتور قوموں سے گھرے تھے۔ پہلے بادشاہ **عراق** مسلط ہوا اور اُن سے آٹھ برس تک خراج لیا۔ اس مصیبت سے نجات ہوئی تو **موابیوں** نے عمالقہ اور عمونیوں سے ساز کر کے حملہ کیا اور اٹھارہ برس تک اُنپر حکومت کی۔ یہ آفت دور ہوئی تو فلستیوں نے دہاوے شروع کئے۔ اسی دور میں یکمرتبہ **بنیامین** کی کل اولاد خانہ جنگی میں قتل ہو گئی۔ صرف چھ سو مرد باقی رہ گئے تھے۔

جنکے لئے بہ ہزار خرابی چھ سوکنواریاں تہیا کی گئیں اور سبط دوازدہم کا نام ونشان بصد مشکل قائم رکھا گیا۔

عہد قضاۃ

یہ طوائف الملوکی کا دور ساڑھے چار سو برس رہا۔ نہ کوئی مرکزی حکومت تھی اور نہ رقبۂ مقبوضہ میں اضافہ ہوا۔ اغیار موقع پاکر چڑھ آتے اور اسرائیلی شہروں میں لوٹ مار کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ اُن کا مقدس **تابوت سکینہ**[له] بھی چھین لے گئے جس میں "خداوند کے احکام" اور حضرت موسیٰ کے تبرکات محفوظ تھے اور جو بنی اسرائیل کی نظر میں فتح ونصرت کے لئے لوح طلسم تھا۔

جب مصائب وآلام کا ہجوم ہوتا تو دفع اعدا کے لئے کسی بہادر کو قاضی مقرر کرتے۔ وہ دشمنوں کے مظالم سے بچاتا اور چند سال تک ملک میں امن قائم رکھتا تھا۔ ادھر اُس کی آنکھ بند ہوئی اور فتنہ وفساد پھر شروع ہوا۔ عہد نامۂ قدیم کے صحیفۂ **قضاۃ** میں بعض دانشمند اور شجاع قاضیوں کا تذکرہ ہے ہم بطور نمونہ کے صرف ایک **قاضی سمسون** کا افسانہ درج کرتے ہیں۔

افسانۂ سمسون

اسباط **یعقوب** کو پیکر دشمنوں سے ہر طرف گھرے ہوئے تھے۔ جن سے جنگ وجدال کا سلسلہ نامتناہی ہمیشہ جاری رہتا تھا وہ اُن کو غاصب سمجھتے کہ ہمارے

له یہ صندوق ببول کی لکڑی کا تھا اور اس کے اندر باہر سونا منڈھا تھا۔ لمبائی ۲½ ہاتھ چوڑائی ڈیڑھ ہاتھ اور اُنچائی ۱½ ہاتھ تھی۔ صندوق کے اوپر ایک زریں تاج بنا تھا۔ اور سونے کے دو فرشتے سرپوش پر اس طرح گڑھ کر بنائے گئے تھے کہ اُن کے مُنھ آمنے سامنے تھے اور ان کے پر صندوق کو ڈھانکے تھے اس صندوق میں وہ عہد نامہ تھا جو حضرت موسیٰؑ اور انکے مالک کے درمیان ہوا تھا۔ اسکے علاوہ اور تبرکات بھی تھے بخت نصر کی غارتگری کے بعد یہ صندوق گم ہو گیا

آبائی ممالک پر متصرف ہیں۔ یہ اُن کو ظالم کہتے کہ ہم کو خداداد میراث سے متمتع ہونے نہیں دیتے۔ وہ موقع پاکر ان کے دیہات و باغات پر تاخت کرتے، یہ گھات دیکھ کر اُن کا مال و متاع لوٹ لاتے۔ کبھی وہ عبرانیوں کو غلام بناتے اور کبھی یہ فلسطینوں سے قلبہ رانی کراتے تھے۔

جنوب مغرب میں بحیرۂ روم کے ساحل تک فلستیوں کا علاقہ تھا جو سب سے زیادہ جنگجو۔ جفاکار۔ جور پیشہ۔ جابر اور اسرائیلیوں کے جاہل ترین دشمن تھے۔ بدقسمتی سے بنی اسرائیل میں باہم اتفاق نہ تھا۔ وہ آپس میں لڑتے۔ خانہ جنگیوں اور بدکاریوں میں مبتلا ہو کر دشمنوں کو تاخت و تاراج کا خود موقع دیتے تھے۔

اس شور و شر، طوفان بے تمیزی کے عہد میں اسرائیلیوں کا صوبہ دان فلسطیوں کے تصرف میں آگیا۔ اور ۴۰ برس تک وہاں کے باشندے دغا پیشہ حکام کے جور و جفا کے شکار رہے۔ جب صبر و تحمل کا پیمانہ لبریز ہوا۔ آہ و فریاد کے نالوں نے عرش و کرسی میں تزلزل پیدا کیا تو مظلوموں کے گھرانے میں ایک بانجھ عورت کے بچہ ہوا۔ جس کی بابت ہاتفِ غیب نے بشارت دی کہ وہ فلستیوں کا شر دان سے دفع کریگا بشرطیکہ اُس کے سر پر کبھی استرا نہ لگایا جائے اور اُس کے والدین تمام منشیات اور ناپاک اغذیہ سے محترز رہیں۔

یہ مبارک فرزند تاریخ یہود میں سمسون کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن اُس کی فوق الفطرت شجاعت و جوانمردی کشورکشائی و نبرد آزمائی کی داستانوں میں یونانی ہرکلیز سیستانی۔ رستم اور ہندی ارجن و بھیم کا پرتو نظر آتا ہے۔ عہد طفولیت سے اسکی زیرکی دانائی ہمت و دلاوری کی دھوم تھی ہوشیار ہوا تو شہر تمنہ[۱]

---

[۱] یروشلم کے مغرب میں ۲۰ میل کے فاصلہ پر سمندر کے کنارے عسقلان کے قریب تمنہ آباد تھا۔

کی ایک فلستی لڑکی سے شادی کا ارادہ کیا۔ بنی اسرائیل غیر قوموں سے ازدواج ومناکحت ناپسند کرتے تھے۔ والدین مزاحم ہوئے "کیا تیرے بھائیوں کی بیٹیوں میں یا ساری قوم میں کوئی خوبصورت عورت نہیں ہے جو تو نامختون فلستیوں میں بیاہ کرتا ہے" مگر سمسون نے نہ مانا۔ لڑکے کی ہٹ سے لاچار ہو کر والدین بیٹے کو ساتھ لیکر نسبت کا پیام دینے گئے۔ تمنہ کے قریب ایک تاکستان میں ماں باپ آرام کر رہے تھے اور سمسون اُس باغ کی دوسری طرف گلگشت میں مصروف تھا کہ ایک مہیب شیر سامنے آیا سمسون نے اُس کو بکری کی طرح چیر ڈالا۔ مگر والدین سے اس سانحہ کا کچھ تذکرہ نہ کیا۔ وہ ہنسی خوشی نسبت پختہ کر کے گھر واپس آئے اور اُن کو اس اُفتاد کی کچھ اطلاع نہوئی۔ کچھ عرصہ کے بعد شادی کرنے گیا۔ اور اس تاکستان سے گزرا تو دیکھا کہ شیر کی نعش اسی جگہ پڑی ہے اور اُس کے ڈھانچے میں شہد کی مکھیوں نے چھتہ لگا یا ہے۔ اُس نے تھوڑا شہد ہاتھ میں لیا اور کھاتا ہوا سسرال پہونچا۔ ملک کے رواج کے مطابق باشندگان تمنہ کی ہفت روزہ ضیافت کا اعلان کیا شہر کے ۳۰ منتخب رئیس مدعو کئے گئے اور انکی خوب خاطر تواضع ہوئی۔

مجلس گرم ہوئی تو سمسون بولا کہ میں ایک چیستان کہتا ہوں۔ اگر سات دن کے اندر آپ لوگ اس کو حل کر دیں تو میں ہر ایک حاضر مجلس کو ایک کتانی کرتہ اور ایک قیمتی جوڑا اندر کرونگا اور اگر اس پہیلی کو کوئی نہ بوجھ سکے تو آپ حضرات مجھکو ۳۰ جوڑے اور ۳۰ کرتے عنایت کریں۔ رفقاء جلسہ نے شرط منظور کی اور مشتاق ہو کر معمہ دریافت کیا۔ سمسون نے کہا۔

"کھانے والے کے پیٹ سے کھانا نکلا اور زبردست سے مٹھاس نکلی"۔

سب مہمان متحیر ہوئے اور یہ چیستان کوئی حل نہ کر سکا مجبور ہو کر سمسون کی بیوی کو بہکایا کہ وہ اپنے شوہر سے اس پہیلی کا حل دریافت کرے تاکہ تمنہ والوں کی رسوائی نہ ہو۔ نئی دولھن نے وہ پرانا جادو جگایا جو ہر زمانہ اور ہر ملک کی عورتوں کو فطرت نے تعلیم کیا ہے۔ اور جسکا توڑ کسی جن و بشر کو معلوم نہیں۔ اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْم خلوت میں رو رو کر کہنے لگی۔

"تجھے تو مجھ سے نفرت ہے۔ تو مجھکو پیار نہیں کرتا تو نے میری قوم کے لوگوں سے پہیلی پوچھی پر وہ مجھے نہ بتائی۔" سمسون نے کہا کہ میں نے اپنے ماں باپ کو بھی نہیں بتائی ہے تجھے کیسے بتاؤں۔ مگر ساحرہ نے نہ مانا سات دن مسلسل روتی رہی۔ آخر تنگ آکر سمسون نے شیر اور شہد کا قصہ بیان کر دیا۔

ضیافت کا ساتواں دن تھا اور آفتاب لب بام پہونچ چکا تھا۔ سمسون کے بازی جیتنے میں تھوڑی ہی دیر باقی تھی کہ رؤسائے شہر تشریف لائے اور داماد سے مخاطب ہو کر بولے کہ "شہد سے زیادہ شیرین کوئی چیز نہیں اور شیر سے بڑھکر کوئی زبردست نہیں۔" سمسون سمجھ گیا کہ بیوفا دلھن نے یہ راز آشکار اکیا۔ کہنے لگا کہ "اگر تم میری بچھیا کو ہل میں نہ جوتتے تو میری پہیلی کبھی نہ بوجھتے" اب شرط کی جزا اور مشروط کی ادائی لازمی ہوئی قہر درویش برجان درویش۔ اس عیاری کا بدلہ لینے عسقلان گیا جو تمنہ کے قریب ہی لب ساحل فلستیوں کا ایک آباد شہر تھا اور وہاں ۳۰ دولتمندوں کو موت کے گھاٹ اتار کر اُن کی پوشاکیں لایا اور تمنہ کے رفیقوں کو حسب وعدہ تقسیم کر دیں۔ یہ پہلا کڑوا پھل تھا جو سمسون کو عورت کے شجر محبت سے ملا اور وہ رنجیدہ ہو کر اپنے دیس کو واپس چلا گیا۔

مصیبت پر مصیبت یہ کہ عورت کے بغیر گزر نہیں۔ ہر کہ زن ندارد راحت تن

ندارد۔ شب ماہ میں سونی سیج اندھیری گور میں کانٹوں کا بچھونا ہے۔ موسم گرما میں فصل ربیع کی تیاری کے وقت بی بی کی یاد نے بیچین کیا اور عروس کو رخصت کرانے تمنہ پہونچا۔ سسر نے کہا کہ وہ لڑکی میں نے اپنے ایک رفیق کو دیدی ہے تو اُس کی چھوٹی بہن سے شادی کرلے۔ یہ توہین ناقابل برداشت تھی۔ سمسون غم وغصہ سے ماہی بے آب کی طرح بیتاب ہوا اور سسرال والوں کو سزا دینے کی یہ عجیب وغریب تدبیر نکالی کہ جنگل جا کر تین سو لومڑیاں پکڑیں اور اُن کی دُموں میں روشن مشعلیں باندھ کر تمنہ کے قطعات و باغات میں چھوڑ دیں۔ ساری کھڑی کھیتی جل گئی بلکہ زیتوں کے باغ بھی راکھ کا ڈھیر ہو گئے۔ سراسیمہ حیرت زدہ ساکنین دیار نے اس وحشیانہ جرم کا مرتکب تلاش کیا۔ معلوم ہوا کہ سسر کی ضد میں سمسون نے یہ حرکت کی ہے۔ اُنھوں نے اپنے غصہ کی آگ فرو کرنے کے لئے سمسون کو نہ پا کر اُس کے سسر اور بیوی کو جلتے بھاڑ میں جھونک دیا۔ اور اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔

بیوفا بیوی کا بدانجام سنکر محبت کی دبی ہوئی چنگاری بھڑک اُٹھی۔ وہ فلسطیوں کے خون کا پیاسا ہو گیا اور بے تعداد ظالموں کو تہ تیغ کرکے دشمنوں کو کنعاں کی سرزمین سے نکالا اور ہاتفِ غیب کی بشارت کے مطابق دان لیا۔

اسرائیلیوں کے سب قبیلے اس کی ہمت و بہادری کے رجز خواں ہوئے۔ ہمسایہ سلطنتیں اُس کے نام سے ڈرنے لگیں۔ وہ عبرانیوں کی مسند قضا پر متمکن کیا گیا اور اس کے دبدبہ سے ۲۰ برس تک ارض کنعان میں امن قائم رہا۔

عورت کی محبت کا زہر ایک بار چکھ چکا تھا۔ اُلفت کے مصائب کا زخم خوردہ تھا۔ مگر عشق کا مریض کبھی شفایاب نہیں ہوتا جنس لطیف کی یاد دل سے نہیں جاتی

چھٹتی نہیں ہے منھ سے یہ کافر لگی ہوئی

دو گونہ رنج و عذاب است جان مردم را　　بلائے صحبتِ نسوان و فرقتِ نسواں

سنا کہ فلستیوں کے شہر غزہ[۵۱] میں ایک خوبصورت مغنیہ رہتی ہے۔ چندے آفتاب چندے ماہتاب۔ حسن و جمال کی زیارت کے لئے ایک شب بے یار و مددگار دشمنوں کے ملک میں اُس کے گھر جا پہونچا۔ فلستی تاک میں تھے۔ فصیل کا محاصرہ کر لیا اور شہر پناہ کے پھاٹک بند کر کے گھات میں بیٹھے کہ صبح کے وقت سمسون برآمد ہو تو اُس کو قتل کر دیا جائے۔ محبت کے مدہوش کو نصف شب گذرنے کے بعد ہوش آیا۔ اپنے تہور پر ندامت ہوئی مہرب و مفر ڈھونڈھنے باہر نکلا۔ راستے مسدود۔ دروازے مقفل۔ دشمن ہوشیار۔ خدا کا نام لیا۔ شہر پناہ کا بڑا دروازہ بیخ و بنیاد سے اُکھاڑ کر اپنے کاندھے پر سپر کی طرح رکھا۔ اور فلستیوں کے سامنے سے نکل گیا۔ مگر کسی جوانمرد کو ٹوکنے کی ہمت نہ ہوئی۔

عشق و محبت کے افسانے اور اُن کے خطرناک انجام کہاں تک بیان کئے جائیں۔ درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار۔ البتہ یہ عبرت ناک کہانی سننے کے قابل ہے کہ سورق[۵۲] کی وادی میں ایک حسین عورت دلیلہ نام رہتی تھی۔ جسکے دام محبت میں سمسون ایسا گرفتار ہوا کہ تمام کاروبار سے معطل ہو کر شب و روز اس کی خدمت میں حاضر رہنے لگا۔ دشمن سمسون کی دلاوری سے عاجز تھے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھکر عورت کی خوشامد کرنے لگے کہ اُس کی وساطت

---

۵۱ یروشلم سے ۴۰ میل مغرب جنوب میں سمندر کے کنارے غزہ آباد تھا۔

۵۲ فلستیوں کے علاقہ میں یروشلم سے مغرب طرف ۳۰ یا ۴۰ میل کے فاصلہ پر سورق نام ایک ندی تھی۔

سے سمسون کی بہادری کا راز دریافت کیا جائے۔
برادران یوسف نے اپنے بھائی کو چند کھوٹے درہموں کے عوض فروخت کیا تھا۔ اُس بیوفا نے گیارہ سو روپیہ کے وعدے پر اپنے جان نثار شیدائی کو بیچنے کا اقرار کر لیا۔
راز و نیاز کے وقت مُنھ سُکھا کر عاشق سے پوچھنے لگی کہ تجھپر غلبہ پانے کی کیا تدبیر ہے؟ سمسون نے کہا کہ مجھکو بید کی سات ہری ہری شاخوں سے باندہیں تو میرا زور جاتا رہیگا۔ وہ سو گیا تو اس ستمگار نے عاشق کو بید کی ڈالیوں سے باندھا اور کچھ آدمی گھات میں بٹھا کر سمسون کو جگایا کہ فلستی تجھپر چڑھ آئے وہ بیدار ہوا اور بید کو ایسا توڑا جیسے سن کا سوت آگ پاتے ہی ٹوٹ جاتا ہے۔ دلیلہ شرمندہ ہوکر بولی کہ تُو نے دہوکا دیا اور مجھ سے جھوٹ بولا۔ سمسون نے کہا کہ مجکو نئی رسیوں سے جو کبھی کام میں نہ آئی ہوں باندھا جائے تو میں بے بس ہو جاؤنگا۔ دلیلہ نے اس کا بھی امتحان کیا مگر رسیاں دھاگے کی طرح ٹوٹ گئیں دلیلہ کہنے لگی کہ مجھ ایسی محبت کرنے والی عاشقِ زار سے دروغگوئی زیبا نہیں سچ بتلا کہ تیری غیر معمولی قوت کا راز کیا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ اگر تو میرے بالوں کی ساتوں لٹیں تانے کے ساتھ بُن دے تو میری طاقت سلب ہو جائیگی اُس جفا کار نے بالوں کو بنکر کھونٹے سے باندھ دیا اور چلائی کہ فلستی تجھپر چڑھ آئے۔ سمسون نے آنکھ کھولی اور کھونٹے کو تانے کے ساتھ اُکھاڑ ڈالا۔
تب عاجز ہوکر وہ کہنے لگی کہ تیرا دعویٰ الفت اور لافِ عاشقی غلط ہے۔ تو نے مجھکو تین بار دہوکا دیا اور ایک ذری سی بات نہ بتائی۔ ایسے بے رحم سے دل لگانا جان کا زیان خلق کی نضیحت ہے۔ سمسون نے لاکھ ٹالا مگر وہ فتنہ پرداز اصرار سے

بازنہ آئی۔ لاچار ہوکر بتادیاکہ میری طاقت کا راز میرے بالوں میں ہے۔ اگر میرا سر مونڈا جائے تو مجھ میں کچھ زور باقی نہ رہیگا۔ اب دلیلہ کو اطمینان ہوا اور اُسنے یقین کر لیا کہ سمسون نے اصلی راز ظاہر کر دیا ہے۔ فلستی سرداروں کو گھات میں بٹھایا۔ خوشامد اور چاپلوسی کی میٹھی میٹھی باتیں کرکے سمسون کو اپنے زانو پر سلایا۔ اور اس کے بالوں کی ساتوں لٹیں اُسترے سے صاف کر دیں۔ اس خدمت سے فارغ ہوکر شور مچایا سمسون اُٹھ فلستی تجھ پر چڑھ آئے۔ الفت کا متوالا جگا تو معلوم ہوا کہ تقدیر سو گئی۔ ہاتھ پانوں کی قوت سلب تھی۔ دشمن سامنے آئے اور گرفتار کرکے اُس کی آنکھیں نکال لیں۔ وہ غزہ کے جیلخانہ میں پیتل کی بیڑیوں سے جکڑ کر رکھا گیا۔ اور چکی پیسنے کی مشقت اُس کے سپرد کی گئی۔

چند روز کے بعد فلسطین کے رؤسا نے اس مہتم بالشان کامیابی پر جشن شاہانہ برپا کیا۔ اپنے دیوتاؤں پر قربانیاں چڑھائیں۔ اور رقص و سرود میں منہمک ہوئے۔ جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو تذلیل و تمسخر کے لئے سمسون اس مجلس میں طلب کیا گیا۔ گھر مردوں اور عورتوں سے بھرا تھا۔ فلستیوں کے تمام سردار جمع تھے۔ چھت پر تقریباً تین ہزار مرد و زن کا اجتماع تھا۔

ایک لڑکا اندھے سمسون کو ہاتھ پکڑ کر لایا اور اس عالیشان بارگاہ کے وسط میں دو ستونوں کے قریب کھڑا کر دیا۔ سمسون کے سر پر بال پھر اُگ آئے تھے اُس نے دو عالم کے فریادرس سے عرض کی کہ "اے مالک میں تیری منت کرتا ہوں کہ فقط ایک بار مجھے زور بخش تاکہ میں دشمنوں سے اپنی آنکھوں کا بدلہ لوں اور انھیں کے ساتھ مر جاؤں"۔ یہ دعا کرکے دونوں درمیانی ستونوں کو پکڑا۔ ایک پر دہنے ہاتھ سے اور دوسرے پر بائیں ہاتھ سے زور لگایا تو وہ گھر اُن سرداروں پر

اور اُن سب لوگوں پر جو وہاں جمع تھے گر پڑا۔" پس وہ مُردے جنکو اُس نے مرتے دم مارا اُس سے بھی زیادہ تھے جنکو اُس نے جیتے جی قتل کیا تھا۔"

اسی عہد کا ایک سبق آموز افسانہ اور سنئے۔

عُرفہ اور رُوت کا قِصّہ

جب بنی اسرائیل پر قاضیوں کی حکومت تھی۔ سرزمین کنعان پر قحط کی مصیبت نازل ہوئی۔ عسرت زدہ قبیلے تلاش رزق میں چار طرف سرگرداں ہوئے۔ ایک یہودی **الیملک** نام اپنی بیوی **نعومی** اور دو بیٹوں کو ساتھ لیکر **موآب** کے ہمسایہ ملک میں پہونچا اور وہیں اقامت اختیار کر لی۔ کچھ عرصہ کے بعد **الیملک** دنیا سے رخصت ہوا۔ مگر اس کی بیوہ **نعومی** دار الہجرت میں مسکن گزیں رہی۔ اور اپنی بیٹوں کی اُسی دیس میں شادیاں کر دیں۔ ایک بہو کا نام **عرفہ** اور دوسری کا نام **روت** تھا فرماں بردار بیٹے۔ اطاعت شعار بہویں۔ آنکھوں میں نور۔ کلیجے میں ٹھنڈک۔ جلاوطنی کا غم اور بیوگی کا الم فراموش ہو گیا۔ تقریباً دس سال تک یہ تارکانِ وطن **موآب** میں بعافیت بسر کرتے رہے۔

قضاء کردگار سے دونوں بیٹے یکے بعد دیگرے عالم جاودانی کی طرف راہی ہوئے ایک دل دو داغ۔ کلیجے کا گھاؤ ناسور بنا اور پھوٹ کر بہا۔ زندگی سے بیزار ہوئی اور **موآب** کے زمین و آسمان سے نفرت ہو گئی۔ عالم وحشت و سراسیمگی میں بہوؤں کو ساتھ لیکر کنعاں کی طرف کوچ کیا۔ کچھ دور چلکر سوچی سمجھی اور نوجواں بہوؤں کو فہمائش کی کہ وہ اپنے میکے واپس جائیں اور سکھ چین سے رہیں۔ مگر وہ دونوں چلا چلا کر رونے لگیں اور ساس کی رفاقت ترک کرنے پر رضامند نہ ہوئیں۔ **نعومی** نے اصرار کیا اور سمجھایا کہ اس کے کوئی فرزند نہیں ہے جو ان غمزدہ بیواؤں سے عقد کرلے نہ کوئی ایسا دولتمند رشتہ دار ہے جو اُن کے بار کا متحمل ہو سکے۔ اس لئے مناسب وقت

یہی ہے کہ وہ اپنے وطن میں رہیں اور شادیاں کریں۔

خوشدامن کی فہمائش اور تاکید کا عرفہ پر اثر ہوا وہ چالیس قدم تک مشایعت کرکے واپس گئی اور چندروز کے بعد نئے تعلقات میں پھنسکر لغومی اور اُس کے فرزندوں کو بھول گئی۔ چوں در بر دیگرے نشیند۔ خواہد کہ ترا دیگر نہ بیند۔

لیکن پیکر صدق و صفا روت متوفی شوہر کی ماں کو غربت و مسافرت میں تنہا چھوڑنا آئین وفا شعاری کے خلاف سمجھکر اُس کی جدائی پر رضامند نہوئی۔ "جہاں تو جائیگی میں جاؤں گی۔ جہاں تو رہیگی میں رہونگی۔ تیرے لوگ میرے لوگ تیرا خدا میرا خدا ہوگا۔ جہاں تو مریگی میں مرونگی اور وہیں دفن ہونگی"۔ ساس مجبور ہوئی اور بیوہ بہو کو ہمراہ لیکر بیت لحم پہونچی

شہر میں غل ہوا کہ دس برس کے بعد لغومی پردیس سے آئی۔ خویش و بیگانہ۔ اغیار و آشنا مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے۔ دل شکستہ لغومی نے اُن کے خیر مقدم کا شکریہ ادا کیا مگر گزارش کی کہ لوگ اُس کو لغومی نہ کہیں بلکہ مارہ[1] کے نام سے یاد کریں"۔ مجھپر قہر خداوندی نازل ہوا۔ میں بھری پُری گئی تھی اور گود خالی کرکے آئی ہوں۔ لہٰذا مارہ کہلانے کی سزاوار ہوں لغومی کے مبارک نام کی مستحق نہیں"!!

لغومی بیت لحم[2] پہونچی تو ربیع کی فصل تیار تھی اور جو کاٹنے کا وقت تھا ساس سے

---

[1] عبرانی زبان میں لغومی کے معنی شیرین اور خوشگوار کے ہیں مارہ کے معنی تلخ اور بدمزہ ہیں ۱۲

[2] یروشیلم کے جنوب میں چار پانچ کوس کے فاصلہ پر بیت لحم ایک قصبہ تھا۔ مسیحی دنیا میں یہ شہر بہت مشہور ہوا کیونکہ حضرت عیسیٰ کی ولادت یہاں ہوئی تھی۔

اجازت لیکر روت مزدوری کی تلاش میں نکلی۔ پہلے جس کھیت میں قدم رکھا اُس کا مالک ایک شخص بوعز نام الیملک مرحوم کا رشتہ دار تھا۔ اِس نوجوان حسینہ کو مزدوروں کے غول میں دیکھ کر حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ موآب کی رہنے والی ہے۔ اور نعومی کے ساتھ آئی ہے۔

روت کی عدیم المثال رفاقت اور حیرت انگیز وفاشعاری بیت لحم میں مشہور ہو چکی تھی۔ اُس کے حُسن وجمال کا گھر گھر چرچا تھا۔ بوعز سمجھ گیا کہ وہی گلاب کی کلی آج اُس کے چمن میں خندان ہوئی ہے۔ لڑکی کو پاس بلاکر شفقت و مہربانی سے کلام کیا اور اُس کو مزدوری کرنے۔ بالیاں چُننے کی اجازت دی۔

کھانے کا وقت آیا تو روٹی اور سرکہ سے ضیافت کی اور اپنے خدام کو اُس نووارد کی خاطر و مدارات کی تاکید کر گیا۔ روت شام تک بالیاں چنتی رہی۔ اور کوئی مانع نہوا غروب آفتاب کے وقت ایک بڑا انبار جو کا اکٹھا کر کے ساس کی خدمت میں لائی۔ اور دن بھر کی کیفیت بیان کی۔

ساس نے یہ ماجرا سُنا تو بولی کہ "بوعز ہمارے قریبی رشتہ کا ہے۔ وہ خداوند کیطرف سے برکت پائے جس نے زندوں اور مردوں پر مہربانی کی۔ تو اُس کے کنیزوں کے ساتھ جایا کر اور وہ تجھے کسی دوسرے کھیت میں نہ پائیں" غرض گندم وجو کی فصل ختم ہونے تک روت بوعز کے کھیت پر کام کرتی رہی۔ اور شام سے صبح تک ساس کی خدمت گزاری میں حاضر رہتی تھی۔

قدیم یہود میں دستور تھا کہ کوئی شخص لاولد بیوہ چھوڑ کر انتقال کرے تو اُس کا قریب ترین رشتہ دار ذمہ دار ہے۔ کہ متوفی کا اثاث البیت۔ باغ مزرعہ خرید کرلے اور اُس کی بیوہ سے نکاح کرے تاکہ مرحوم کا گھر بے چراغ نہو۔ اور اس کا نام دنیا

میں باقی رہی۔

نعومی کو فطرتاً آرزو تھی کہ اُس کے شوہر اور بیٹوں کا نام زندہ رہے۔ خدا کی طرف سے یہ سامان ہوا کہ **روت** جس کھیت پر مزدوری کرنے گئی اس کا مالک اپنا قریبی رشتہ دار نکلا۔ اور وہ پردیسی بہو کے حال زار پر مہربان بھی ہوگیا تو اُسکو تمنا ہوئی کہ اسرائیلیوں کے قدیم قانون سے فائدہ اٹھا کر اپنے گھر میں رونق دتازگی پیدا کرے بہو کو ہدایت کی کہ وہ غسل کرکے صاف ستھری پوشاک پہنے اور خوشبو لگا کر شب کے وقت **بوعز** کے خرمن میں جائے اور دیکھے کہ تقدیر کا فرشتہ اس کو کیا بشارت دیتا ہے" جو کچھ کرنا مناسب ہے وہ **بوعز** خود تجھکو بتائیگا"

روت نے حکم کی تعمیل کی۔ جب **بوعز** کھا پی کر فارغ ہوا اور اپنے کھلیان کے پاس استراحت کرنے لگا تو وہ دبے پانوں آئی اور اُس کے قدموں کے پاس لیٹ گئی۔ آدھی رات کو **بوعز** نے کروٹ لی۔ اپنے پاؤں کے پاس عورت دیکھ کر ڈر گیا پوچھا کہ کون ہے۔؟ جواب ملا میں" تیری لونڈی **روت** ہوں۔ تو کنیز پر اپنا دامن پھیلا دے۔ کیونکہ تو نزدیک کا قرابتی ہے"

بوعز خوش ہو کر بولا" تمام شہر جانتا ہے کہ تو پاکدامن عورت ہے" اور یہ بھی سچ ہے کہ میں نزدیک کا قرابتی ہوں" لیکن ایک قریب تر رشتہ دار موجود ہے۔ تو آج کی شب اسی خرمن میں آرام کر میں صبح کو اُس سے دریافت کرکے جواب دونگا۔

روت نے ساری رات اُسی جگہ گذاری اور صبح تڑکے" جب ایک دوسرے کو پہچان نہ سکتا تھا" اٹھی اور ساس کی خدمت میں حاضر ہو کر شب کی روداد بیان کی

اُس زمانہ میں شہر پناہ کا پھاٹک قومی اور ملکی جلسوں کے لئے **دار الشوریٰ** تھا **بوعز** پھاٹک کے قریب بیٹھا اور جب وہ قریب تر رشتہ دار نظر آیا تو اُسکو

ٹوک کر اپنے پاس بلایا۔ برادری کے دس اکابر جمع کئے اور سب کو گواہ کر کے اُس رشتہ دار سے کہا کہ **نعومی** جو **موآب** کے دیس سے واپس آئی ہے **الیملک** کا مال بیچتی ہے۔ اگر تو اُس کو خرید کرے تو تجھے مُردے کی بیوی موآبی **روت** بھی لینا ہوگی تاکہ اُس مردے کا نام اس کی میراث پر قائم کرے۔ اگر تو نہیں لینا چاہتا تو مجھے بتادے کیونکہ تیرے سوا اور کوئی نہیں جو اُسے لے اور میں تیرے بعد ہوں"۔

رشتہ دار نے ملک کے رواج کے مطابق معاہدہ کی تصدیق کیلئے پاؤں سے جوتی اتاری اور **بوعز** سے کہا کہ مجھکو اُس زمین کی ضرورت نہیں ہے۔ تو لے لے۔ **بوعز** نے اُسی مجلس میں تمام اکابر اور حاضرین کو شاہد بنا کر **نعومی** کی زمین خرید لی اور **روت** سے عقد کر لیا۔

اس مبارک شادی سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام **عوبید** رکھا گیا۔ اس عوبید کا بیٹا **اشیا** تھا جسکے ایک گرامی قدر فرزند **داؤدؑ** کا مقدس نام دنیا کی تاریخ میں مشہور ہے۔ اسی مولود مسعود کے طفیل سے **روت** آج تک زندہ ہے اور **عہدنامہ عتیق** میں ایک مستقل کتاب اُس کے نام سے موجود ہے۔ ذالِکَ فضل اللہ یوتیہ من یشاءَ واللہ ذو الفضل العظیم۔

قدردان شہنشاہ کی نکتہ نوازی پر قربان جائے مصیبت زدہ ساس کی رفاقت کا ثمرہ دونوں بہوؤں کو ملا **عرفہ** نے چالیس قدم تک مشایعت کی تھی اس کو ایک قوی ہیکل شیر زور فرزند[۱] عنایت ہوا جو فلستیوں کا سپہ سالار بنا۔ تمام بنی اسرائیل اُسکے مقابلہ سے عاجز آ گئے۔ ماں کے چالیس قدم کے عوض چالیس دن تک

---

[۱] جالوت اور داؤد کا احوال باب دوم میں ملاحظہ فرمائیے۔

اسرائیلی لشکر کے سامنے "ہل من مبارز" کا ڈنکا بجاتا رہا مگر کسی بہادر کو اس سے پنجہ زنی کی مجال نہوئی۔ البتہ روت کی خدمت و اطاعت عرفہ سے ارفع و اعلیٰ تھی۔ لہٰذا روت کا پوتا میدان میں آیا تو عرفہ کا طالع اقبال بے نور ہو گیا اور پتھر کے ایک ٹکڑے سے داؤد نے جالوت کو ہلاک کر دیا۔

دوسرا باب

عہد شباب

فرزندان اسرائیل ہمسایہ قوموں کی دست برد سے عاجز تھے۔ ہر وقت جان کا خطرہ بربادی زراعت کا خوف تھا۔ فلسطی[1] ملک میں بڑھتے چلے آتے تھے اور اُن کی فوجی

---

[1] کنعان میں عبرانیوں کا سلسلۂ فتوحات شروع ہونے سے پہلے دریائے یردن سے مغرب طرف آٹھ مختلف قومیں آباد تھیں۔ جنمیں سے فلستی جنوب مغرب میں کنعانی یردن کی زرخیز وادیوں میں یبوسی۔ ہویطی اور عموری کوہستان میں۔ اور حطی لبنان کے علاقہ میں آباد تھے۔

یہ سب قومیں حام بن نوح کی نسل سے تھیں۔ ان کی زبان عبرانیوں سے ملتی جلتی تھی لیکن اُن کا مذہب مصریوں کا سا تھا۔

فلسطین کے جنوبی ریگستان اور جزیرہ نما ئے سینا میں عمالقہ اور ایدومی آباد تھے۔ یہ سامی النسل تھے اور عیصو بن اسحاق کی اولاد کہے جاتے تھے۔ وہ بنی اسرائیل کے چچازاد بھائی تھے لیکن ہمیشہ دشمنی کا برتاؤ کرتے رہے۔ عمالقہ نے خانہ بدوشی ترک نہ کی۔ البتہ ایدومی ریاست یہود کے آخری زمانے میں حکومت سے سربلند ہو گئے تھے۔

ان قوموں سے پورب طرف موآبی اور عمونی آباد تھے جو حضرت ابراہیم کے بھتیجے لوط کی اولاد مشہور تھے وہ ملوک نام ایک دیوتا کی پرستش کرتے تھے۔

موآبیوں کی زبان قریب قریب عبرانی تھی۔ ان کا ایک سنگین کتبہ حال میں دستیاب ہوا ہے جس سے بنی اسرائیل کی شمالی سلطنت کا کچھ احوال معلوم ہوتا ہے۔

یہ دونوں قومیں عبرانیوں کی طرح شہروں اور قصبوں میں رہتی تھیں۔ وہ انگور کی کاشت کرتی اناج پیدا کرتی تھیں اور عربوں کی طرح خانہ بدوش نہ تھیں۔

چھاؤنیاں وسط کنعان میں قائم ہوگئی تھیں عمونی موآبی عمالقہ وغیرہ دندان آز تیز کئے
موقع محل دیکھ کر دھاوے کرتے اور مال و متاع لوٹ لیجاتے تھے۔ راحت و عافیت
ارض موعود میں مفقود تھی اور خود مختاری "شبے ماند شب دیگر نماند" کا مصداق نظر آتی تھی
تقریباً چار سو برس سے بنی اسرائیل میں لامرکزی اور خود سری کی آفت نازل تھی۔
وقتاً بعد وقتٍ قاضیوں کے تقرر سے نہ دشمنوں پر مستقل ہیبت طاری ہوتی تھی،
اور نہ ملک میں امن رہتا تھا۔ اکابر قوم نے رائے دی کہ ایک بادشاہ منتخب کیا
جائے جس کی حکومت تمام اسباط تسلیم کریں۔ اور اُس کی قیادت میں دشمنوں کا
شر دفع کیا جائے۔

ساؤل کی بادشاہی

پیغمبر وقت شموئیل نے ایک دانشمند اور شجاع سی سالہ جوان ساؤل کو سبط
بنیامین سے اس خدمت عظیم کے لئے منتخب کیا اور اس طرح بنی اسرائیل میں
سلطنت کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔

ساؤل ہوشمندی اور تن و توش میں اپنے بھائیوں سے ممتاز تھا۔ وہ ایسا قدآور
تھا کہ لوگوں کے درمیان کھڑا ہوتا تو سب اُس کے کندھے تک آتے تھے۔" عرب کے
مورخ اُس کو طالوت کے نام سے جانتے ہیں۔ وہ دشمنوں سے لڑا اور کامیاب ہوا
عمونیوں کے بادشاہ نے ایک اسرائیلی شہر یبیس جلعاد کا محاصرہ کیا۔ خلقت
پریشان ہوئی تو اس شرط سے صلح پر راضی ہوا کہ سب باشندوں کی داہنی آنکھ
نکال دی جائے۔ شہر والوں نے ساؤل کے پاس قاصد بھیجے اور مدد مانگی بادشاہ
نے بیلوں کی ایک جوڑی ذبح کراکے گوشت کے ٹکڑے تمام اسباط اسرائیل
میں تقسیم کئے اور پیام بھیجا کہ جو اس وقت ہمارے ساتھ جنگ کو نہ نکلیگا اُسکے
مویشی یوں ہی کاٹے جائیں گے۔ تین لاکھ تیس ہزار اسرائیلی اُس کے جھنڈے

کے نیچے جمع ہوئے عمونیوں کو شکست دی اور اُن کے بیشمار بہادر قتل کئے۔

فلستی کنعان کے بعض شہروں پر قابض تھے اور اپنی جابرانہ حکومت سے لوہاروں کا پیشہ بند کرا دیا تھا تاکہ اسرائیلی تلوار اور بھالے نہ بنوا سکیں ساؤل نے فلستیوں سے جنگ کی تو اُس کے ہمرائیوں کے پاس اسلحہ نہ تھے۔ حکمت عملی سے دشمنوں کو زیر کیا اور انھیں کے ہتیاروں سے اُن کے جنگجو نبرد آزماؤں کو قتل کیا۔

ان فتوحات کے بعد وہ موآبیوں ادومیوں اور عمالقہ سے برسرِ پیکار ہوا اور سب دشمنوں کو کنعان کے حدود سے خارج کیا۔ عمالقہ کی جنگ سے پہلے ایک تصفیہ ساؤل کے اجلاس پر پیش ہوا جو ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

ایک[1] دولتمند پیر مرد کی نوجوان عورت پر عاملِ شہر فریفتہ ہوگیا اور اُس کو اپنے دام تزویر میں گرفتار کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ وفا سرشت عورت نے جب کوئی صورت گلوخلاصی کی نہ دیکھی تو اپنی عزت و آبرو بچانے کے لئے اُس شہر سے فرار ہونے کی نیت کی۔ جس قدر زر و جواہر اُس کے پاس تھا۔ گھڑوں میں بھرا اور اُن ظروف کے بالائی حصوں کو شہد سے ڈھانک کر اپنے شوہر کے ایک دوست کے پاس لے گئی۔ معتبر گواہوں کے سامنے وہ شہد سے بھرے ہوے کلسے دوست کے پاس امانت رکھوا کر وطن کو الوداع کہی۔ اور کسی دوسری بستی میں مصیبت کے دن کاٹنے لگی۔

کچھ دنوں کے بعد دوست کو کسی تقریب کے موقع پر شہد کی ضرورت ہوئی اور

سونے کے گھڑے

---

[1] یہ قصہ قاموس الحکایات سے ماخوذ ہے۔

اُس نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ وہ بقدر ضرورت شہد قرار شدہ عورت کے ظروفِ امانت سے نکال لے۔ ملازم شہد اُنڈیلنے گیا تو دیکھا کہ گھڑوں میں سونا بھرا ہے۔ اوپر شہد کی ایک ہلکی تہ ہے۔ اور نیچے سب سونا ہی سونا ہے۔ متعجب ہو کر مالک کو خبر دی۔ عورت کی آواز اور سونے کی جھنکار سے ایمان بچانا دشوار ہے۔ دوست کی نیت میں فتور آیا۔ اُس نے گھڑوں سے سونا نکال لیا اور بازار سے شہد خرید کر کے وہ ظروف بھروا دیئے۔ تاکہ کسی وقت امانت طلب کی جائے تو ظروف فی الفور حاضر کر دئے جائیں۔

ایک مدت کے بعد عامل شہر بقضائے الٰہی فوت ہو گیا اور وہ عصمت مآب عورت اپنے دیس کو واپس آئی۔ دوست کے پاس امانت کی خبر لینے گئی تو دیکھا کہ سونا اُڑ گیا۔ صرف شہد گھڑوں میں بھرا ہے بدحواس ہو کر گمشدہ مال کا مطالبہ کیا۔ دوست نے لاعلمی ظاہر کی۔ ادھر اصرار تھا۔ اُدھر انکار۔ بات کو مثل زلف طول ہوا۔ معاملہ عدالت تک پہونچا۔ قاضی نے ثبوت مانگا۔ عورت کے گواہوں نے بیان کیا کہ ہمارے سامنے شہد کے گھڑے سپرد کئے گئے تھے۔ اور سونیکا کچھ مذکور نہ تھا۔ نالش خارج ہو گئی۔ عورت آزردہ ہو کر بادشاہ کے پاس فریاد لے گئی۔ لیکن ساؤل اور اُس کے مصاحبین کچھ امداد نہ کر سکے کیونکہ مدعا علیہ دعویٰ سے انکار کرتا تھا۔ اور عورت کے پاس کوئی شہادت نہ تھی۔ مایوس ہو کر محل شاہی سے واپس آئی۔ راستہ میں چند لڑکے کھیل رہے تھے اُن میں سے ایک کو اُس مظلومہ کی آزردگی پر رحم آیا۔ حال پوچھا۔ بیان میں صداقت کی بو محسوس ہوئی تو اس معاملہ کی تفتیش کرنے اور مال کا سُراغ لگانے کا وعدہ کیا۔ بشرطیکہ بادشاہ سے اس رضاکارانہ خدمت کی اجازت لے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے

عورت اتنی آس پاکر دوبارہ محل شاہی میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ ایک غریب لڑکا میرے مال کا پتہ چلانے کا وعدہ کرتا ہی بشرطیکہ فرمان سلطانی سے وہ تحقیقات کرنے کا مجاز و ماذون ہو۔ بادشاہ کو حیرت ہوئی مگر عورت کی آزردگی اور دل شکستگی پر ترس کھاکر اجازت مطلوبہ عطا کردی۔

اُس دانشمند لڑکے نے بادشاہ کی اجازت سے متنازعہ گھڑے دربارعدالت میں منگوائے اور فریقین کے مواجہہ میں اُن کو خالی کراکے توڑ ڈالا۔ جب وہ ظروف شکستہ ہوئے تو اُن کے پیندوں میں سونے کے ٹکڑے شہد سے آلود پائے گئے حرص وطمع کے ہیجان سے دوست کی آنکھوں میں چربی چھاگئی تھی۔ سونا نکالنے کی عجلت تھی اور عیب چھپانے کے لئے گھڑوں کو شہد سے پُر کرنے کی جلدی۔ اُسوقت یہ خیال نہیں آیا کہ ظروف کے زیریں سطح میں شاید کچھ زروجواہر چپک کر رہگیا ہو یہ فروگذاشت اسوقت مدعیہ کے لئے ناقابل روجحت بن گئی۔ سونے کے ٹکڑے دیکھ کر دوست کا چہرہ زرد ہوگیا۔ اور اُس کو اپنی خیانت تسلیم کرنا پڑی۔ عورت کو سب مال واپس ملا اور اُس لڑکے کی حیرت انگیز فراست بادشاہ کے دل پر نقش ہوگئی تحقیق سے معلوم ہوا کہ ایک کثیرالعیال اسرائیلی اشیا کا لڑکا ہے۔ مگر کنیزک زادگی کا داغ چہرے پر لگا ہی اسوجہ سے باپ اور بھائیوں کی نظر میں خوار ہے۔ اس کی تعلیم وتربیت کی طرف مطلق توجہ نہیں کی گئی۔ جنگل میں بکریاں چرانے اور گلّوں کی نگہبانی کی خدمت اُس کے سپرد ہی۔ وہ دن بھر اسی کام میں مصروف رہتا اور اپنے مالک کی ذرہ نوازی کے گیت گایا کرتاہی۔ بھیڑ بکریوں کی پرورش نہایت دلسوزی سے کرتاہی پہلے خوردسال بچوں کو نرم نرم دوب چراتاہے جب وہ شکم سیر ہوجاتے ہیں تب بڑے میمنوں کو گھاس کھلاتاہی۔ اور جب وہ بھی چھک جاتے ہیں تب بڑی بکریوں

اور بھیڑوں کو سخت گھاس اور مضبوط جڑیں کھانے کے لئے چھوڑتا ہے۔ جنگل کی صحت بخش آب وہوا اور گلہ بانی کی عرق ریز ریاضت نے اسکے اعضائے جسمانی میں غیر معمولی صلابت پیدا کردی ہے۔ اور اسکی شجاعت کا یہ عالم ہے کہ متعدد بار شیروں اور ریچھوں کو مار کر اپنے مویشی ان سفاک جانوروں کے پنجۂ ستم سے چھڑائے ہیں۔ اُس کی جفاکشی۔ جانفشانی اور سرفروشانہ کارگزاری کی بنی آدم میں شہرت نہیں لیکن ملکوت اور لاہوت میں غلغلہ ہے۔ کہ یہ ہونہار لڑکا اس قابل ہے کہ بنی اسرائیل کا گلہ بان بنایا جائے۔!!

جنگ عمالقہ

اس قصے کو مجمل چھوڑ کر فتوحات ساؤل کی داستان سنئے۔ بادشاہ کو پیغمبر وقت نے حکم دیا کہ وہ عمالقہ سے جنگ کرے اور اُن کے مرد۔ عورت۔ گائے بیل بھیڑ بکریاں اونٹ گدھے ہلاک کردے۔

بادشاہ نے دولاکھ جوانان تیغ زن کی جمعیت ہمراہ لیکر عمالقہ سے جہاد کیا۔ اُنکے بادشاہ اجاج کو زندہ گرفتار کرلیا۔ اور اُس کی اچھی اچھی بھیڑ۔ بکریوں۔ گائے۔ بیلوں اور موٹے موٹے بچوں اور برّوں کو جیتا رکھا۔ لیکن ہر ایک چیز جو ناقص اور نکمی تھی نیست کردی۔

ساؤل کی یہ نافرمانی کہ "لوٹ پر ٹوٹ کر وہ کام کر گذرا جو خدا کی نظر میں برُا تھا" بارگاہ ایزدی میں ناپسند ہوا۔ خداوند کی طرف سے ایک برُی روح اُسے ستانے لگی۔ مصاحبوں نے بادشاہ کا خفقان دور کرنے کے لئے ایک ایسے مطرب کی تلاش شروع کی جو بربط بجانے میں اُستاد ہو۔ اور اختلاج قلب کے وقت بادشاہ کا دل گا بجا کر بہلایا کرے۔ جستجو سے معلوم ہوا کہ اشیا کا ایک بیٹا بجانے میں استاد ہے۔ قاصد روانہ کئے گئے کہ اس مغنی بے بدل کو دربار میں لائیں۔ اشیا نے بیٹے

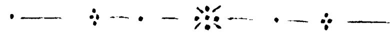
کو نذرانہ کے لئے ایک گدھا جس پر روٹیاں لدی تھیں۔ شراب کا ایک مشکیزہ اور بکری کا ایک بچہ دیکر محل شاہی میں بھیجدیا۔ بادشاہ کو حقانی مطرب کا گانا بجانا بہت پسند آیا۔ اس کی فراست و دور اندیشی پہلے ہی سے دلپر نقش تھی۔ اب موسیقی میں کمال دیکھکر سب درباری نقش بہ دیوار بن گئے اور وہ بکریاں چرانے والا سلطان کا منظور نظر ہوگیا۔ روزانہ بادشاہ کے حضور میں تھوڑی دیر گا بجاکر دربار کو مسرور کرتا اور بعد ازاں اپنے گلے کی نگہداشت کے لئے جنگل کی طرف چلا جاتا تھا۔

عمالقہ کا حملہ

ساؤل غضب خداوندی سے ہول دل میں مبتلا تھا۔ حکومت کے بازو سست تھے۔ عمالقہ اپنی پراگندہ قوت کا شیرازہ درست کرکے اسرائیلیوں پر حملہ آور ہوگئے۔ ایک پہلوان جالوت نام اس کا سپہ سالار بنا۔ اس کا قد چھ ہاتھ اور ایک بالشت تھا۔ اس کے سر پر پیتل کا خود تھا اور وہ پیتل ہی کی زرہ پہنتا تھا۔ جو وزن میں پانچہزار مثقال کی تھی۔ اس کی ٹانگوں پر پیتل کے ساق پوش تھے۔ شانوں پر پیتل کی برچھی تھی۔ بھالے کی چھڑ ایسی تھی جیسے شہتیر۔ نیزے کا پھل چھ سو مثقال لوہے کا تھا۔ اُس نے اعلان کیا کہ اگر کوئی اسرائیلی اُس سے لڑے اور اُس کو قتل کرڈالے تو سب عمالقہ اُس کے خادم ہوجائیں گے۔ اور اگر وہ اسرائیلی قتل ہوجائے تو سب بنی اسرائیل عمالقہ کی غلامی قبول کریں۔ ساؤل کے لشکریوں نے پہلوان کا رجز سنا تو ہراساں ہوئے اور کسی جوانمرد کو ہمت نہ ہوئی کہ اُس کوہ پیکر کا مقابلہ کرے۔

بادشاہ نے اپنے ہمقوموں کی ہمت افزائی کے لئے اشتہار دیا کہ جو اسرائیلی اس پہلوان کو قتل کرے وہ بادشاہ کا داماد بنایا جائیگا۔ لیکن کسی سورما نے شاہزادی کو اپنی جاں پر فوقیت نہ دی۔ اور یہ سودا بھی سودمند نہ ہوا۔ ہر طرف بنی اسرائیل پر

لعن وطعن کی بوچھاڑ تھی۔ **عمالقہ** بڑھ بڑھ کر گالیاں دیتے تھے۔ اسرائیلی گردن جھکائے کھڑے تھے اور آنکھ ملانے کی مجال نہ تھی۔



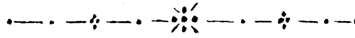
پیغمبر وقت حضرت **شموئیل** کو بارگاہِ قدس سے حکم ملا کہ وہ **اشیا** کے ایک لڑکے کو حکومت بنی اسرائیل کے لئے منتخب کریں۔ **اشیا** کے بروایتے سات اور بروایتے بارہ لڑکے تھے۔ وہ سب درگاہ رسالت میں ملاحظہ کے لئے طلب کئے گئے مگر مقبول بارگاہِ حق کے لئے جو علامات بتائی گئی تھیں وہ اُن میں سے کسی میں نظر نہ آئیں۔ پیغمبر کے پاس ایک پیالہ مقدس روغن سے بھرا ہوا تھا۔ اس میں جوش نہ آیا۔ اُنکے ہاتھ میں ایک خلعت تھا وہ کسی کے قد پر راست نہوا۔

وحی خداوندی میں خطا کا امکان نہ تھا۔ پیغمبر کو یقین ہوا کہ غالباً **اشیا** کے سب لڑکے ہنوز حاضر نہیں ہوئے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک لڑکا اور بھی ہے۔ مگر وہ بھیڑ بکریاں چراتا ہے۔ اور شرفا و اعیان کی مجلس میں بیٹھنے کے قابل نہیں سمجھا جاتا۔ پیغمبر نے ارشاد کیا کہ اُسے بلا بھیج کیونکہ جب تک وہ یہاں نہ آجائے ہم نہ بیٹھیں گے۔ مجبوراً وہ بیٹا بھی طلب کیا گیا۔ وہ سُرخ رنگ خوبصورت اور حسین تھا۔ اُس کے آتے ہی روغن مقدس میں جوش آیا اور خلعت سرفرازی اُس کے قامت پر درست ہوا۔ باپ کو کنیزک زادہ کی اس حیرت انگیز عزت افزائی پر تعجب ہوا مگر **اشیا** کی محبوب بی بی **نازبت** یہ مسرت انگیز بشارت سن کر باغ باغ ہوئی۔ اور اٹھائیس برس کے بعد اپنا رازؔ[۵] فاش کیا کہ اُس کے شوہر نے

---

[۵] ماخوذ از قاموس الحکایات۔

جوانی کی سیہ مستی میں ایک حسین خواص پر تصرف کرنا چاہا تھا مگر بی بی کی غیرت نے یہ ننگ گوارا نہ کیا۔ اُس نے کنیز کا بھیس بدل کر شوہر کو دھوکا دیا۔ جب لڑکا پیدا ہوا تو اسی خواص کو پرورش کے لئے دیا گیا۔ اور اسی کا فرزند مشہور ہوا۔ باپ اُسکو پرستار زادہ تصور کرتا رہا۔ اور لڑکے کی تعلیم و تربیت کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ مگر آج معلوم ہوا کہ وہ انجب نہیں۔ نجیب الطرفین تھا۔ اسی کی طرف زبور میں اشارہ ہے کہ" میں نے بدی میں صورت پکڑی اور میں گناہ کی حالت میں ماں کے پیٹ میں پڑا۔"



میدان جنگ ایلا کی وادی میں **ساؤل** کا لشکر خیمہ زن ہے اور اُس کے مقابل **فلستیون** کے ڈیرے ہیں **جالوت** روزانہ نعرے ہل من مبارز کے لگاتا ہے اور اسرائیلیوں پر فضیحت و ذلت کے بادل برساتا ہے۔ لیکن کسی شیر دل کو اس کی گرج اور تڑپ کا جواب دینے کی مجال نہیں ہوتی اسی خوف و رجا کی دہوپ چھاؤں میں چالیس دن گذر چکے ہیں **فلستیوں** کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا ہے۔ **جالوت** عنقریب جنگ مغلوبہ کا حکم دیکر بنی اسرائیل کا خیمہ و خرگاہ تاراج کرانے والا ہے۔ کہ مردے از غیب بروں آید و کارے بکند۔ **اشیا** کا مقبول خداوند صاحبزادہ اپنے باپ کے حکم سے بھائیوں کی خیریت دریافت کرنے کے لئے جنگ گاہ میں پہونچتا ہے۔ **جالوت** کا اعلان۔ طالوت کا وعدۂ انعام۔ اخوان و بنی اعمام کی کم ہمتی و بزدلی دیکھ سنکر غضبناک ہوتا ہے۔ اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر جدال و قتال کی اجازت

ل ایلا ندی یروشیلم سے ۲۵ میل مغرب کی طرف تھی۔

طلب کرتا ہی۔

ساؤل گوسفند کو گرگ اور مور ضعیف کو پیل دمان کے مقابلہ سے منع کرتا ہی مگر جس کے سر پر ستارۂ بلندی چمکتا ہو وہ موت سے کیا ڈرے۔ اپنی شجاعت و دلاوری کے پچھلے کارنامے سنا کر بادشاہ کو حرب و ضرب کی اجازت عطا کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

ساؤل نے اپنی فولادی زرہ عنایت فرمائی تو باوجود بادشاہ کی مشہور جسامت کے اُس صاحب اقبال کے تن پر قدرتِ خداوندی سے درست ہوئی۔ اور اس خرق عادت نے ساؤل کو یقین دلایا کہ جالوت کا قاتل دستیاب ہوگیا۔ مگر اسی کے ساتھ دل کدورت منزل میں حسد کا بیج اُگا۔ جوان نے نورفراست سے بھانپ لیا۔ دست لبستہ عرض کی کہ وہ ہمیشہ درندوں سے نہتا لڑا ہی۔ اور شیروں کو قوت بازو سے زیر کیا ہی۔ لہٰذا بادشاہ کے دشمن سے بھی ننگی بدن مقابلہ کریگا۔

زرہ سلطانی اُتار کر رکھدی اور رزم گاہ کی طرف قدم بڑھایا۔ راہ میں پانچ سنگریزے پڑے تھے اُن کو اٹھا کر اپنے توبڑے میں رکھا اور نیم عریانی کی وردی پہنے، سنگ و فلاخن کے آلات حرب لگائے۔ جالوت کے سامنے پہونچا۔ تو اُس کوہ پیکر کے بدن میں تھرتھری پیدا ہوگئی۔

قتل جالوت

جالوت بدحواس ہو کر کہنے لگا کہ میں تیرا گوشت کھیت کے مویشیوں کو کھلاؤنگا اور یہ سُدھ نہ رہی کہ کھیت کے مویشی گوشت نہیں کھاتے ہیں۔ حریف کا رجز سنکر جالوت کے پانون زمین میں دھنس گئے اور اس کے دست و بازو میں قوت نہ رہی کہ مدعی پر وار کرے۔ مجاہد نے پتھر فلاخن میں رکھ کر دشمن کی پیشانی پر

نشانہ بنایا۔ جالوت زمین پر منھ کے بل گرا۔ فاتح کے پاس تلوار بھی نہ تھی دشمن کی شمشیر اُس کے میان سے کھینچی اور بچھو کے ڈنک سے بچھو کا سر کاٹ لیا۔

عمالقہ نے دیکھا کہ ان کا پہلوان ایسی ذلت سے مارا گیا تو خوف زدہ ہو کر بھاگے۔

اسرائیلیوں نے تعاقب کیا اور اُن کا مال و متاع لوٹ لیا۔

جب بنی اسرائیل دشمن کو بھگا کر شہر کے قریب پہونچے تو اسرائیلی عورتیں گاتی اور ناچتی ہوئی۔ دفوں۔ خوشی کے نعروں اور باجوں کے ساتھ بادشاہ کے استقبال کو نکلیں اور آپس میں کہتی تھیں کہ ساؤل نے ہزاروں کو مارا مگر اس جوانمرد نے لاکھوں کو مارا۔ بادشاہ کو یہ بات بُری لگی اور کہنے لگا کہ ان عورتوں نے میرے لئے ہزاروں اور اس حقیر شخص کے لئے لاکھوں کا لفظ استعمال کیا۔ اَب سوا بادشاہی کے اُسے کیا ملنا باقی ہے۔ حسد کا پودھا پہلے ہی اُگ چکا تھا اُس میں پھول پھل آنے لگے۔!!

حاسد بادشاہ اُس سرفروش جان نثار کو حقیر سمجھا لیکن شہنشاہ قضا و قدر کی سرکار سے اُس محسود بندہ کی بڑی عزت و توقیر ہوئی۔ تاریخ یہود کا زرین ورق اُن کے ترانۂ فتوحات سے جگمگا رہا ہے۔ پرستاران ملت موسوی گلہ بانِ سلطان کی مدح و ستائش سے الواح زبرجد پر میناکاری کر رہے ہیں! عبودیت کیشان اعجاز عیسوی صاحب زبور کی حکمت و دانشمندی معرفت و حق شناسی پر نیازمندی کے نقش و نگار بنا رہے ہیں!! اور حلقہ بگوشان آستانۂ محمدی حضرت داؤد کی بارگاہ رسالت میں صلوۃ و سلام کے ہار پھول نذر کیا کرتے ہیں!!!

دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا

آسماں آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا

* * *

ساؤل کی وعدہ خلافی

وعدہ آسان ہے وعدہ کی وفا مشکل ہے۔ نحوست و فلاکت کے گدھ جس وقت طالوت کے سر پر منڈلا رہے تھے۔ ننگ و غیرت نے دنیا نظروں میں تیرہ و تار کر دی تھی۔ اور خدام و مصاحبین کی کثیر جماعت میں کوئی اپنا مددگار نہیں ملتا تھا۔ تو اُس نے جالوت کے قاتل کو انعام و اکرام سے مالا مال کرنے اور اپنا داماد بنانے کا وعدہ کیا مگر جب مصیبت کی گھڑی ٹل گئی۔ جالوت قتل ہوا اور فلستیوں کا شر دفع ہوا۔ بادشاہ کی نیت بگڑی۔ حسد کے شعلے اُس کے سینے میں مشتعل ہوئے۔ اور قاتل دشمن کو داماد بنانے میں لڑکوں کے وراثت آبائی سے محروم ہو جانے اور خاندان سے سلطنت نکل جانے کا خطرہ نظر آنے لگا۔ دوسرے ہی دن اپنے جان نثار کو قتل کرنے کی تدبیر کی اور اُس کو بھالے سے زخمی کرنا چاہا۔ مگر وار خالی گیا۔ طعن خلائق سے ڈر کر اپنی بیٹی مسیرب سے نکاح ٹھیرایا۔ مگر جب شادی کی ساعت آئی تو لڑکی دوسرے شخص کو بیاہ دی۔ اعیان و اشراف نے خلف وعدہ کو کمال معیوب سمجھا۔ رعایا کی بےچینی سے ہراساں ہو کر اپنی چھوٹی بیٹی میکل سے شادی کرنے کا اقرار کیا۔ بشرطیکہ وہ ایک سو فلستیوں کو قتل کرے اور اُن کی کھوپڑیاں لا کر شہزادی کا مہر ادا کرے۔ داؤد نے یہ شرط بھی پوری کی اور فلستیوں کی دو سو کھوپڑیاں لایا قوم کے جوش و خروش سے مجبور ہو کر بادشاہ نے میکل کا نکاح حسب وعدہ کیا مگر چند بدمعاش متعین کر دئے کہ وہ تاک میں رہیں اور موقع پا کر داؤد کو مار ڈالیں۔ لیکن سب تدبیریں اُلٹی ہوئیں۔ کبھی میکل نے اور کبھی اُس کے بھائی یونتن نے راز آشکارا کر دیا اور وہ برگزیدہ محسود محل شاہی سے فرار ہو کر حضرت شموئیل کے پاس پہونچا اور اُن سے علم و حکمت کا درس لینے لگا۔

ہجرت داؤد

تمام بنی اسرائیل حضرت شموئیل پر پروانہ وار تصدق اور اُن کے عظمت

وجلال کے بندۂ بے درم تھے۔ وہ جب تک زندہ رہے اُن کے دامن عافیت میں پناہ ملی۔ مگر تھوڑی ہی مدت میں اُن کی وفات ہوگئی اور بادشاہ نے اپنے داماد کے قتل کی تدبیر تیزی سے شروع کردی۔ حضرت داؤد دیس ولیس جنگل جنگل پھرتے تھے مگر کہیں امن نہ ملتا تھا۔

بادشاہ اور اس کے سپاہی ہر جگہ تعاقب کے لئے موجود تھے۔ جس قبیلہ نے پناہ دی ساؤل اُس کا دشمن ہوگیا۔ جس بندۂ خدا نے حمایت کی آواز بلند کی اُسکا سر کٹوا لیا۔ جس خاندان نے نصرت و اعانت کا ارادہ کیا اُس کو بے نشان کردیا۔ چند کاہنوں نے ازراہِ حمیت مہمان مصیبت زدہ کی خاطر کی تو اپنے سلطنت کے تمام کاہنوں اور افسوں گروں کو قتل کرا دیا۔ سرگردان ہوکر دشت زیف کے کوہستان میں خانہ بدوشانہ سکونت کی لیکن وہاں بھی اطمینان نصیب نہوا ساؤل اور اُس کے خادم ہر جگہ جان لینے کو موجود تھے مگر

فانوس بنکے آپ حفاظت ہوا کری   وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

دشمن کو کبھی وار کا موقع نہ ملا۔ البتہ چند بار خود ساؤل اپنے ہی دام میں گرفتار ہوا ایک غار میں وہ بآرام سو رہا تھا اور کوئی محافظ نزدیک نہ تھا۔ حضرت داؤد اس کے سر پر پہونچے اور اُس کے جبہ کا دامن کاٹ لیا مگر رگِ جان پر حملہ نہ کیا کیونکہ مالک پر وار کرنا وفاشعاری کی شریعت میں حرام تھا۔

ایک دن ساؤل سو رہا تھا اور لشکری اُس کے گرد ڈیرے ڈالے تھے حضرت داؤد اچانک وہاں پہونچے اور اس کے سرہانے سے نیزہ اور صراحی پانی کی اُٹھائی مگر بادشاہ پر چوٹ نہیں کی کیونکہ حاکمِ وقت پر ہاتھ اُٹھانا اطاعت گزاری کے مذہب میں

گناہ کبیرہ تھا۔

آخر کار ہجوم مصائب سے عاجز آکر ہجرت کا عزم بالجزم کیا اور بنی اسرائیل کے علاقہ سے نکلکر فلستیوں کے ملک میں چلے گئے۔ اور اُس سرزمین پر ایک برس اور چار مہینہ تک سرگشتگی کے ایام گزارتے رہے۔

قتل ساؤل

عمالقہ کے غول قامت اژور شگاف درندوں نے پچھلی شکستوں کا خونبہا بیباق کرنے کے لئے بنی اسرائیل کے مظلوم و پریشان گلے پر چھاپا مارا۔ ساؤل میں مقابلہ و مجادلہ کا دم نتھا۔ **جلبوعہ**[ا] کے کوہستان میں خیمہ زن ہوا لیکن دشمنوں کی قوت اور جمعیت سے مبہوت تھا۔ خدا سے نصرت و اعانت کی دعائیں مانگیں۔ فرزندان **یعقوب**ؑ کی امداد کے پرانے وعدے یاد دلائے لیکن باب اجابت مفتوح نہ ہوا اور کوئی صورت کشود کار کی نظر نہ آئی۔ علماء اشراف گروہ گروہ قتل ہو چکے تھے۔ ورنہ آج انکی دعاؤں سے دفع بلیات کی آس ہوتی۔ حضرت **شموئیل** وفات پا چکے تھے ورنہ اُن کے مقدس دامن کے سایہ میں پناہ ملنے کی اُمید ہوتی۔ کاہن اور افسونگر موت کے گھاٹ اتارے جا چکے تھے ورنہ اس وقت انہیں کی غیب دانی یا شعبدہ پردازی کا سہارا ہوتا کوئی برگزیدہ ہستی ملک و قوم میں باقی نہ تھی جو بگڑی تقدیر بنا سکے۔ میدانِ جنگ کا نقشہ بد سے بدتر ہونے لگا اور فوج میں سخت بددلی پھیلی۔ عاجز ہوکر بادشاہ نے ہر طرف کاہنوں کی تلاش شروع کی۔ تاکہ اُن کی مدد سے

[ا] جلبوعہ یروشیلم سے پچاس میل شمال میں ایک پہاڑ ہے اس پہاڑ پر ساؤل قتل کیا گیا۔ اور حضرت داؤد نے اس سرزمین کو بددعا دی۔

دشمن کے دفع کرنے کی تدبیر دریافت کی جائے۔

کہتے ہیں کہ اگلے وقتوں میں ایک بادشاہ تھا۔ اپنی مملکت کا دورہ کر رہا تھا کہ ایک شہر تک پہونچا۔ جس کے باب المدینہ میں قدم رکھتے ہی مرغ کی آواز مسموع ہوئی۔ اس صدائے بے ہنگام کو فالِ بد تصور کر کے اُس نے بستی بھر کے مرغ ذبح کر ڈالے۔ شب کو بستر استراحت پر دراز ہوا تو خادموں کو حکم دیا کہ نور کے تڑکے جب مُرغ بانگ دے تو مجھے بیدار کر دینا خادم نے دست بستہ عرض کی کہ جہاں پناہ اَب مرغ کہاں باقی ہیں جو صبح کی اذان دیں۔

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی　　　مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کُشی

یہی کہاوت ساؤل کے حال زار پر چسپاں ہوئی۔ پہلے خود ملک بھر کے کاہنوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرایا اور اَب مصیبت کے وقت اُن سے استفادہ کے لئے کاہنوں کی جستجو کرنے لگا۔ تفحص اور تحقیق سے پتہ چلا کہ صرف ایک کاہنہ زندہ باقی ہے جو اندور[1] میں اپنی ہستی چھپائے ہوئے موجود ہے۔ بادشاہ بھیس بدل کر اس کی خدمت میں پہونچا۔ اپنے افعال وحرکات پر ندامت ظاہر کی اور مآل کار دریافت کیا ضعیفہ نے ترس کھا کر اپنے علم کے زور سے ارواح علویہ کی حاضرات کی۔ ایک مقدس روح جو خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت شموئیل کی تھی جماعت کے ساتھ نظر افروز ہوئی۔ اور بادشاہ سے مخاطب ہو کر ارشاد کرنے لگی کہ" تو نے خداوند کی بات نہیں مانی۔ اس وجہ سے مالک نے تیرے ساتھ یہ برتاؤ کیا۔ کل تو اور تیرے بیٹے میرے پاس پہونچ جائیں گے۔ اور خداوند اسرائیلی لشکر کو بھی فلستیوں کے ہاتھ

---

[1] یروشیلم سے ۷۰ میل شمال کی طرف ایک جھیل کے قریب یہ قصبہ واقع تھا۔

ہیں دیگا۔"

معاً قدوسیوں نے ترانہ سنایا کہ "جب کوئی مہمان عزیز دعوت میں بلایا جاتا ہی تو وہ اپنے لڑکوں کو نظر کے خوف سے گھر پر چھوڑ جاتا ہے۔ مگر ساؤل اپنے بیٹوں کو ہمراہ لیکر میدان جنگ میں جائیگا۔ اور کل وہ سب شموئیل کے پاس اُن کی منزل اعلیٰ میں جاگزیں ہونگے"۔ بادشاہ نے عتاب وخطاب سنکر فرمان خداوندی کے آگے سر تسلیم وعبودیت خم کیا۔ قضائے الٰہی پر راضی ہوا۔ فرزندوں کو ساتھ لیکر مقتل میں آیا۔ اور دشمنوں سے لڑکر جام کل من علیہا فان نوش کر لیا۔

حضرت داؤد وطن مالوف سے ہجرت کئے ہوئے حقلاج[۵۱] کے مقام پر تھے۔ کہ ایک فلستی پیراہن چاک کئے اور سر پر خاک ڈالے ہوئے حضور میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ "اسرائیلی کچھ بھاگے اور کچھ قتل ہوئے مگر ساؤل اور اُس کے تین بیٹے مارے گئے"۔ "میں کوہ جلبوعہ پر اتفاقاً وارد ہوا۔ دیکھا کہ ساؤل زخم خوردہ اپنے نیزے پر جھکا ہوا ہے اور رتھ سوار اس کا پیچھا کئے آرہے ہیں۔ اُس نے مجھکو پکارا اور کہا کہ مجھے قتل کر ڈال۔ کیونکہ میں بڑے عذاب میں ہوں اور اب تک دم باقی ہی۔ میں نے اُس کو قتل کیا۔ اُس کے سر کا تاج اور بازو کا کنگن لایا ہوں"۔ غم کی نشانی دیکھ کر (موئف صحیفہ شموئیل کے قول کے مطابق) داؤدؑ نے اپنے کپڑوں کو چاک کیا اور یہ دردناک مرثیہ پڑھا:۔

مرثیہ قتل ساؤل پر — اے اسرائیل! تیرے ہی اونچے مقاموں پر تیرا فخر مارا گیا۔ یہ جات[۵۲] میں نہ بتانا۔

---

۵۱ یہ قصبہ فلستیوں کی سرحد سے قریب یروشلیم سے ۴۰ میل جنوب غرب میں تھا اسکو فلستیوں نے تاراج کیا تھا

۵۲ جات فلستیون کا مشہور شہر نذی ایلا کے قریب یروشلم سے ۳۰ میل جانب مغرب تھا۔

اسقلون[ا] کے کوچوں میں اس کی خبر نہ کرنا۔
نہو کہ نامختونوں کی بیٹیاں فخر کریں۔

اے جلبوعہ کے پہاڑو! تم پر نہ اوس پڑے اور نہ بارش ہو اور نہ کھیت ہوں۔ کیونکہ وہاں زبردستوں کی سپر بُری طرح سے پھینکدی گئی۔

ساؤل اور یونتن[۲] اپنے جیتے جی عزیز اور دل پسند تھے۔ اور اپنی موت کیوقت الگ نہوئے وہ عقابوں سے تیز اور شیر ببروں سے زور آور تھے۔

اے اسرائیل کی بیٹیو! ساؤل پر رو۔
جس نے تم کو نفیس نفیس ارغوانی لباس پہنائے۔
اور سونے کے زیوروں سے تمھاری پوشاک کو آراستہ کیا۔
ہائے لڑائی میں زبردست کیسے کھیت رہے
اور جنگ کے ہتیار نابود ہو گئے۔"

خانہ جنگی

بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ ساؤل عمالقہ کی لڑائی میں جلبوعہ کی پہاڑی پر قتل ہوا۔ اور اس کے تین بیٹے بھی اس جنگ میں مارے گئے۔ صرف ایک لڑکا اشبوست نام جو اُسوقت جوان تھا اور ایک پوتا مفیبوست جو طفل پنجسالہ تھا قتل عام سے محفوظ رہی۔ دایہ اُس بدنصیب پوتے کو لیکر بھاگی۔ وہ راستہ میں گر گیا اور زندگی بھر کے لئے لنگڑا ہو گیا۔
اشبوست..... تاج وتخت کے قابل تھا۔ ساؤل کے سپہ سالار ابنیر نے اپنے ولی نعمت کے گھرانے میں حکومت کا سلسلہ قائم رکھنے کے لئے فوج کے مشورہ سے

[ا] اسقلون (عسقلان) ساحل بحر پر فلستیوں کا مشہور شہر تھا۔

[۲] یونتن بڑا بیٹا ساؤل کا تھا اُس کی شجاعت اور جواں مردی ضرب المثل ہے۔

اشبوست کو بادشاہ بنایا۔ اُدھر بنی یہودا نے جنکا اولاد اسرائیل میں زبردست پایہ تھا سلطنت کا تاج حضرت داؤد کے نذر کیا۔ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند۔ جنگ شروع ہوئی حضرت داؤد کی طرف اُنکا بھانجا یوآب سالار لشکر تھا اور ادھر ابنیر مختار کُل۔

جبعون کے تالاب پر دونوں فوجوں کا سامنا ہوا ابنیر مصلحت اندیش اور عاقبت بین تھا سمجھا کہ باہمی جنگ وجدال سے قوم کی طاقت کو زوال ہوگا۔ بہ لطائف الحیل خونریزی ٹالنا چاہی۔ تجویز کی کہ فریقین کے بارہ بارہ نوجوان میدان میں آئیں۔ اور تنغیزنی۔ نیزہ بازی۔ کلوخ اندازی کے کرتب دکھائیں۔ تماشہ کھیل کی طرح شروع ہوا مگر انجام کار سچ مچ کی لڑائی ہونے لگی۔ کھلاڑیوں نے ایک دوسرے کو تلواروں سے قتل کردیا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ داؤدی عسکر ظفریاب ہوا۔ ابنیر نے راہِ فرار اختیار کی۔ یوآب اور اُس کے بھائیوں نے تعاقب کیا۔ عساہیل یوآب کا بھائی سب پیچھا کرنے والوں کے آگے تھا۔ اور جنگلی ہرن کے مانند سبک پا سمجھا جاتا تھا۔ ابنیر نے تعاقب سے منع کیا مگر عساہیل کے سر پر قضا کھیل رہی تھی وہ باز نہ آیا ابنیر نے پلٹ کر برچھی کی انی سے اُس کا کلیجہ چھید دیا اور تڑپتی ہوئی لاش میدان میں چھوڑ کر آگے بھاگا۔

یوآب غم وغصہ سے بدحواس ہوگیا۔ تیزی سے بڑھا اور ابنیر کے نزدیک آیا ابنیر نے پکار کر کہا "کیا تلوار ابد تک ہلاک کرتی رہیگی؟ کیا تو نہیں جانتا کہ اُس کا انجام قوم کیلئے دردناک ہوگا"۔ یوآب تعاقب سے باز آیا اور اپنے مقتول بھائی کی لاش بیت لحم میں دفن کرکے بادشاہ کی خدمت میں بمقام حبرونؔ[۱] حاضر ہوگیا۔ مگر اُس کے دل میں کینہ کی آگ

---

[۱] یروشلم کے جنوب میں بیس میل کے فاصلہ پر دنیا کے قدیم ترین شہروں میں سے تھا۔ اب اسجگہ پر قصبہ الخلیل آباد ہے اور یہیں حضرت ابراہیم۔ اسحاق و یعقوب وغیرہم کے مزارات ایک غار میں بتائے جاتے ہیں۔ یہ شہر حضرت داؤد کا پہلا دارالسلطنت تھا۔

سلگتی رہی اور اس خون کا عوض لینے کے لئے موقع و محل کا انتظار کرنے لگا۔
تھوڑے تھوڑے وقفے سے چھوٹی چھوٹی لڑائیاں فریقین کے سپاہیوں میں ہوتی رہیں لیکن فیصلہ نہو سکا۔ ابنیر نے جان لیا کہ وہ اقبال داؤدی سے عہدہ برآنہیں ہوسکتا اور خانہ جنگی سے ملک تباہ ہوا جاتا ہے۔ اس فساد کو ختم کرنے کے لئے بہانہ ڈھونڈھنے لگا۔
اتفاقاً اُسی زمانہ میں **اشبوست** نے سپہ سالار پر اعتراض کیا کہ وہ ساؤل مرحوم کی حرم **رصفاہ** کے پاس بہت آنا جاتا ہے۔ اس الزام نے آگ پر تیل چھڑکا۔ وہ آزردہ ہوکر اکابر بنی اسرائیل کے پاس گیا۔ اور اُن کی صلاح سے صرف ۲۰ جوان ہمراہ لیکر سلطان حریف کی خدمت باسعادت میں آیا۔ یہاں اُسکی خوب خاطر مدارات ہوئی۔ اور اُس سے عہد و بیمان لیا گیا کہ وہ تمام بنی اسرائیل کو ایک حکومت پر متفق کردے تاکہ اندرونی سازشوں کا سلسلہ ختم ہو اور ملک کی فلاح رعایا کی رفاہ کی تدبیریں سوچنے کا وقت ملے۔
یوآب اسوقت کسی فوجی مہم پر **حبرون** سے دور تھا۔ مہمان کے رخصت ہونیکے بعد شہر میں پہونچا۔ دشمن کی عزت و تکریم کا احوال سنکر تن بدن میں آگ لگ گئی۔ پہلے بادشاہ سے شکایت کی ابنیر پر جاسوسی کا الزام لگایا مگر سرکار میں شنوائی نہوئی۔ تب بغیر اجازت قاصد بھیجکر ابنیر کو حبرون واپس بلایا وہ قاصد کے پیام پر اعتبار کرکے چلا آیا یوآب گفتگوے راز کے بہانے اُس کو ایک بند مکان میں لیگیا اور دہوکے سے بھائی کی قاتل کو مار کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔ بادشاہ کو اُس دغا بازی سے سخت صدمہ ہوا۔ یوآب کا رسوخ و اقتدار اتنا بڑھا ہوا تھا کہ اُس پر حد قصاص جاری کرنے کا بس نہ رکھتے تھے روتے ہوئے ابنیر کی لاش مدفن تک لے گئے اور اُس کی حسرتناک موت پر ایک دردانگیز مرثیہ پڑھا
اشبوست کی بادشاہی ابنیر کے دم سے تھی۔ روح نہ رہی تو قالب بیجان ہوگیا۔
دوپہر کے وقت قیلولہ میں مصروف تھا کہ دو سردار محل میں گھس آئے اور اس کا کام

تمام کر دیا۔ مقتول کا سر لیکر خلعت و انعام کے لالچ میں حبرون آئے اقبال مند بادشاہ حریف کی عبرت انگیز موت سے مغموم ہوا۔ بیرحم قاتلوں کو قصاص میں قتل کیا اور **اشبوست** کا سر اسی تربت میں دفن کیا جس میں ابنیر کا جسم سپرد کیا گیا تھا۔

اَب کوئی دعویدار سلطنت باقی نہ رہا۔ تمام اکابر و سرداران بنی اسرائیل نے متفق ہوکر اقبال داؤدی کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور وفاداری کا حلف اُٹھایا۔ نئے بادشاہ کی عمر اسوقت ۳۷ برس چھ مہینہ کی تھی۔

سلطنت داؤد

عہد صولت داؤدی بنی اسرائیل کے شباب کا نقطۂ کمال تھا۔ اندرونی سازشوں کو فرو کرنے، خانہ جنگیوں سے فراغت پانے کے بعد، یروشیلم کے مبارک شہر میں دارالسلطنت بنایا گیا۔ ہمسایہ حکومتیں مغلوب کی گئیں۔

عمالقہ۔ بنی عمون۔ آرامی اور فلسطیوں کی قوت توڑی گئی۔ اور دمشق کو فلسطین کا باجگزار بنا کر فرزندان یعقوب کا رقبۂ حکومت لبنان کی پہاڑیوں سے ایدوم تک اور جزیرہ نمائے عرب کے مغربی ریگستان سے بحر قلزم کے ساحل تک وسیع کیا گیا یعنی ملک شام کا کُل جنوبی حصہ عبرانیوں کے زیر نگیں ہوا۔ اور یہی انتہائی وسعت تھی جو اس قوم کی حکومت کو نصیب ہوئی۔

لڑائیوں کی تفصیل دلچسپ نہیں۔ صرف ان واقعات کو دوہرانا ہے جن سے فتوحات داؤدی کی عظمت ظاہر ہو۔ بنی اسرائیل کی جنگجوئی شجاعت اور خون آشامی کا اندازہ ہو اور اُسی کے ساتھ کنعان کے رسم و رواج کا کچھ نشان ملے۔

خوشتر آن باشد کہ سرِ دلبران گفتہ آید در حدیثِ دیگران

فتح یروشیلم

کنعان کے وسط میں **یبوس** نام ایک دلکشا شہر رونق فزائے عالم تھا۔ بلند کوہستانی علاقے سب طرف سے اس مینو سواد خطہ کو گھیرے تھے۔ اور عمیق گھاٹیاں دشمنوں سے

حفاظت کی ضامن تھیں۔ ندی قیدرون شمال مشرق میں بہتی تھی۔ اور دوامی سرچشمے شہر کو ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھتے تھے۔ پانی کی قلت شہر میں کبھی محسوس نہیں ہوئی۔ ہزارہا سال کے انقلابات ردو بدل میں اس بستی کے محاصرین کو پیاس کی تکلیف سے متعدد بار بیتابی ہوئی۔ مگر محصورین پانی کے محتاج نہیں ہوئے۔ جنوب و مغرب کی پہاڑیاں بلند تھیں۔ اور ان کے نیچے "جہنم" کی مشہور خطرناک وادی تھی۔ تین طرف سے ڈھلواں چٹانوں نے شہر کو ناقابلِ تسخیر بنا دیا تھا اور عہد قدیم کے بدوانہ آلاتِ جنگ سے اس علاقہ کا فتح کرنا محال تصور کیا جاتا تھا۔

فصیل کے گرد کوہستان کے نشیب میں بنی اسرائیل آباد تھے لیکن یہ جنت کا ٹکڑا یبوسیوں کے تصرف میں تھا، جو عمالقہ قدیم کی ایک شاخ تھے۔ کہتے ہیں کہ اسرائیلیوں کے جداعلیٰ حضرت ابراہیم نے یبوسیوں سے ایک معاہدہ کیا تھا کہ وہ اُن کی زمین بغیر قیمت ادا کئے کبھی نہ لیں گے۔ باشندگان شہر نے فرزندان یعقوب کے اقبال کی ہوب چڑھتی دیکھ کر وہ اقرار نامہ پیتل کی مورتوں پر نقش کرا کے بازار کے چوک میں نصب کر دیا تھا۔ اور شہر پناہ کی نگرانی پر صرف مفلوج۔ نابینا اور اپاہج تعینات کئے تھے۔ اولادِ ابراہیم سے معاہدہ کی خلاف ورزی کا اندیشہ نہ تھا اور اُس کے علاوہ شہر کی فصیل خود حفاظت کو کافی تھی۔ کسی دوسرے محافظ کی احتیاج ہی نہ تھی۔

بنی اسرائیل کو خانہ جنگی سے فرصت ہوئی اور انکی حکومت کو استقلال نصیب ہوا تو دارالسلطنت کے لئے اس قدرتی قلعہ سے بہتر کوئی مقام نہ تھا۔ یبوسیوں نے پرانا عہدنامہ یاد دلایا۔ اور بادشاہ بنی اسرائیل کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ جب تک تو اندھوں اور لنگڑوں کو نہ لیجائے، یہاں آنے نہ پائیگا۔ اس چیستان کا سمجھنا دشوار تھا۔ اور آجتک دنیا کے عقلاء اس کو حل نکر سکے۔ اسرائیلیوں کے تفکر میں اضافہ ہوا۔ اول تو چٹانوں سے

عبور دشوار۔ اس پر طرہ بزرگوں کا قول و قرار۔ اس بستی کا خیال چھوڑ دیں تو رقبۂ حکومت کے مرکز میں غیر قوم کا مستحکم مقام جس سے ساری سلطنت ہر وقت زد میں! نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن!! اقبالِ داؤدی پشت پناہ ہوا۔ چٹانوں پر آہستہ آہستہ چڑھ کر فصیل کے نیچے پہونچے۔ سرو[1] کا ایک پرانا تناور درخت دیوار کے قریب استادہ کیا جسے بادشاہ نے تھامی۔ اور اُن کے دوش مبارک پر کھڑے ہو کر یوآب نے درخت کا بالائی حصہ مضبوط پکڑا۔ تاریکی اور غفلت میں درخت آہستہ آہستہ فصیل پر گرایا گیا اور یوآب جست کر کے شہر پناہ کی دیوار پر پہونچا وہاں سے یکایک شہر میں کود کر پیتل کی مورتوں کو توڑ ڈالا اور معاہدہ کی یادگار فنا کر دی۔

اب جان نثار شجاعوں کے لئے کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ بنی اسرائیل شہر میں داخل ہو گئے اور قلعہ تسخیر کر لیا۔ بادشاہ نے اپنے جداعلےٰ کا وعدہ پورا کیا زمین کی قیمت یبوسیوں کو ادا کی اور انھوں نے منظور کر لی۔ اُسی دن وہ قلعۂ داؤد کا شہر مشہور ہوا اور اس وقت تک دنیا کے جغرافیہ میں یروشیلم کے مقدس نام سے زندہ ہے۔



تابوت سکینہ

یہود کا مُقدس صندوق "جس میں اُن کے اولوالعزم اجداد کی یادگاریں تھیں۔ اور جو اُسرائیلیات" میں **تابوت سکینہ** کے نام سے مشہور ہے بنی اسرائیل کی نظر میں ویسا ہی معزز اور واجب التعظیم تھا جیسا کہ ایرانیوں کی نگاہ میں **درفش کاویانی** بلکہ اُس سے بھی زیادہ مریض اُس کو مس کرنے سے شفا پاتے تھے۔ باران رحمت اُس کے تصدق اور وسیلہ سے نازل ہوتا تھا جس لڑائی میں یہ برکت کا خزانہ فوج

---

[1] ماخوذ از کتاب قاموس الحکایات (متھ اینڈ لیجنڈ آف انشنٹ اسرائیل)

کے ساتھ ہو اسرائیلیوں کی ہزیمت محال سمجھی جاتی تھی۔ ساؤل کے عہد حکومت میں یہ مقدس امانت قریتہ یعریم میں جو سبط یہودا کی ایک بستی تھی رونق افروز رہی۔ نئے بادشاہ نے اس تبرک کو یروشیلم میں منتقل کرنے کی نیت کی تاکہ تمام اسباط یعقوب کے قلوب میں جدید دارالسلطنت کی عظمت راسخ ہو۔

وہ بیس ہزار اکابر بنی اسرائیل کو ہمراہ لیکر قریتہ گئے اور صندوق کو گاڑی پر بار کرکے یروشیلم کی طرف گاتے بجاتے لانے لگے۔ اتفاقاً بیلوں نے ٹھوکر کھائی۔ کسی جانفروش نے تھامنے کے لئے صندوق میں ہاتھ لگا دیا۔ وہ بدقسمتی سے فوراً ہلاک ہو گیا۔ بادشاہ نے خوفزدہ ہو کر تابوت اُسی جگہ ایک مکان میں رکھوا دیا۔ اور تین مہینہ کی عبادت و ریاضت کے بعد پرہیزگاروں کے کندھوں پر بار کرا کے دارالسلطنت کی طرف کوچ کیا۔ صندوق کے اُٹھانے والے چھ قدم چلے تو قربانی کی گئی۔ "صنوبر کی لکڑی کے بنے ہوئے ساز۔ ستار۔ بربط۔ دف اور جھانجھ بجاتے خدا کی حمد گاتے ہوئے" اس سرچشمۂ جاہ و جلال کو یروشیلم لائے۔ ایک بیش قیمت خیمہ پہلے سے استادہ کر دیا گیا تھا۔ اس کے پردوں کے اندر یہ نعمت بے بہا رکھی گئی۔ اور تمام اولاد اسرائیل کو ایک ایک روٹی۔ ایک ایک ٹکڑا گوشت کا اور ایک ایک ٹکیا کشمش کی بارگاہ سلطانی سے تقسیم کی گئی۔

فتوحات داؤد

فتوحات داؤدی کا سیلاب تلاطم خیز ہوا۔ سب سے پہلے اسرائیلیوں کے جاہل ترین دشمن فلستی ورطۂ ہلاکت میں آئے اُن کا مضبوط مقام جات مع تمام قصبات متعلقہ کے بنی اسرائیل کے زیرنگین ہوا۔

موآبی فلستیوں کے بعد موت کے گھاٹ اُتارے گئے۔ بیشتر خون کی ندی میں ڈوبے جو بچے غلامی کی زنجیر میں جکڑے گئے ملک شام کی ریاست ضوباد کا فرمانروا جسکی

۱۲۴۱۶

سلطنت کا رقبہ دریائے فرات تک وسیع تھا مقابلہ پر آیا اور تباہی کے سمندر میں ڈوبا۔ ایک ہزار رتھ۔ سات ہزار سوار اور پیادے مال غنیمت میں آئے دمشق کے ارامی صنوبار کی مدد کو نکلے شکست پائی اور ان کے دار الحکومت میں بنی اسرائیل کی چوکی قائم ہوگئی۔ غنائم میں سونے کی ڈھالیں۔ اور پیتل کی بیشمار چادریں یروشیلم پہونچیں جو بعد کو عبادت خانہ کی تعمیر میں کام آئیں۔

ایدومی۔ عمالقہ۔ یکے بعد دیگرے صولتِ داؤدی کے شکار ہوئے سونے چاندی پیتل کے برتن ہر طرف سے نذر و خراج میں آنے لگے۔ اور یروشیلم کا قلعہ پرستان کا شہر زر نگار بن گیا۔

اسی اثناء میں بنی عموں کا بادشاہ فوت ہوا۔ اُس کے لڑکے کے پاس تعزیت کے لئے اسرائیلیوں کی طرف سے قاصد بھیجے گئے نوعمر رئیس کو درباریوں نے بھڑکایا اور قاصدوں پر جاسوسی کا الزام لگایا۔ لڑکا صلاح کاروں کے کہنے میں آگیا۔ ایلچیوں کی داڑھی مونچھیں منڈوا کر اُن کی آدھی پوشاک کٹوالی۔

محال تھا کہ بنی اسرائیل کا اقبالمند بادشاہ اپنے پیامبرون کی ذلت ورسوائی برداشت کرے۔ ضرب الغلام اہانت المولیٰ سپہ سالار زبردست فوج لیکر نکلا عمونیوں نے شام کے اضلاع سے ارامی سپاہی اپنی اعانت کو بلائے۔ وہ ایک دھاوے کی بھی تاب نہ لاسکے۔ اور فرار ہوگئے۔ عمونی شہروں اور قلعوں میں پناہ گزیں ہوئے۔ یوآب نے قسم کھائی کہ وہ جب تک عمونیوں کو بالکل تباہ نہ کرلے ہتیار نہ کھولے گا۔ دشمن کے علاقہ کو خاک سیاہ کرتا ہوا اُن کے دار السلطنت ربّہ تک پہونچا اور اس کا محاصرہ شروع کردیا۔

اُریا کا قصہ قدیم آلات حرب سے مستحکم مقامات کی تسخیر بہت دشوار تھی۔ محاصرے کو طول ہوا

اور اسی جگہ عبرانیوں کا بہادر افسر اُریا مارا گیا۔ جس کی خوبصورت بیوہ بیت سبع حرم داؤ دی میں داخل ہوئی۔ اور ساؤل کے طرفداروں کو نئے بادشاہ کے بدنام کرنے کے لئے ایک شگوفہ ہاتھ آیا۔

کہنے لگے کہ بادشاہ نے بیت سبع کو اُریا کی حیات ہی میں نظر پسندیدگی سے دیکھا تھا اور اس خطرناک مہم پر اُس کی تعیناتی میں یہ مصلحت مضمر تھی کہ وہ دشمنوں کے ہاتھ سے قتل ہو اور اس کی بیوہ محل شاہی کی زینت بنے۔ اتفاق سے ایسا ہی واقع ہوا۔ اور سوگ کے دن گزرنے کے بعد جس کی مدت غالباً ایک ماہ تھی وہ حرم میں داخل ہوگئی۔ بادشاہ کو تنبہ کرنے کے لئے خداوند کا ایک رسول اُس کے حضور میں آکر عرض پرداز ہوا۔

"کسی شہر میں دو شخص تھے۔ ایک امیر اور دوسرا غریب۔ اس امیر کے پاس بہت سے ریوڑ اور گلے تھے پر اس غریب کے پاس بھیڑ کی ایک بچھیا کے سوا کچھ نہ تھا۔ اُس امیر کے یہاں کوئی مہمان آیا۔ اُس کی تواضع کے لئے امیر نے اپنے ریوڑ اور گلہ سے کچھ نہ لیا۔ بلکہ اس غریب کی بھیڑی پکا کر مہمان کو کھلا دی۔ بادشاہ نے فیصلہ کیا خداوند کی حیات کی قسم وہ شخص جسنے یہ کام کیا واجب القتل ہے۔ رسول نے جواب دیا "وہ شخص تو ہی ہے" خدا نے تجھے ساہول کے ہاتھ سے چھڑایا۔ تیرے آقا کا گھر تجھے دیا مگر تو نے اُس کے حضور بدی کی۔ اُریا کی بیوی لی تاکہ وہ تیری بیوی بنے۔ اور اُس کو بنی عمون کی تلواروں سے قتل کرایا۔ سو اب تیرے گھر سے تلوار کبھی الگ نہ ہوگی اور تیرے ہی گھر سے تیرے خلاف شر اُٹھیگا" یہ داستان صحیفہ شموئیل کے مولف نے بہت رنگ آمیزی سے خلاف قیاس مبالغوں کے ساتھ بیاں کی ہے لیکن صحیفۂ "تواریخ" میں اس قصہ کا بالکل تذکرہ نہیں ہے ممکن ہے کہ صحیفہ شموئیل کی تدوین کے......

وقت ساؤل کے نمک خواروں کا بنایا ہوا قصہ زبانزد عام ہوا اور کتاب میں درج ہوگیا ہو لیکن زمانۂ مابعد میں اس کی دروغ بافی آشکارا ہوگئی اور مولف "تواریخ"[۵۱] نے اُس کو غلط جان کر اپنی تالیف میں شامل نہیں کیا۔ صحیفۂ سلاطین میں بھی یہ افسانہ درج نہیں ہے۔ تالمود صحیفۂ تواریخ کے مدت بعد مدون ہوئی۔ اُس میں ایک روایت ہے کہ اُریا جہاد کو روانہ ہونے سے پہلے اپنی بیوی کو طلاق دے گیا تھا۔ اگر یہ حکایت صحیح ہو تو ساؤلی افسانہ کے سب تار و پود بکھرے جاتے ہیں۔ کسی سردار کی مطلقہ یا بیوہ سے عقد کرنا نیک طینت بادشاہ کے شایانِ شاں شاید نہو لیکن اخلاقی جرم ہرگز نہ تھا۔ البتہ یہ مسلّم ہے کہ خداترس سلطان کو اس فعل پر ندامت ہوئی اور وہ مدت تک خطابخش و خطاپوش سرکار سے استغفار کرتے رہے۔ کیونکہ عوام کی عبادت مقربین کے لئے سیّات کے برابر ہے۔

جنکے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے

قصہ مختصر عمونیوں کا دارالسلطنت ربہ محاصرے کی سختیوں سے عاجز ہوا شہر کی فصیل میں رخنے پڑنے لگے۔ بعض استحکامات منہدم ہوگئے تو سپہ سالار کی درخواست پر بادشاہ بنفس نفیس ربّہ تشریف لے گئے اور دشمنوں کا آخری ملجا و مامن مسخّر ہوا۔ اُن کے مصیبت انجام بیعقل حاکم کا تاج جسکا وزن ایک قنطار سونا تھا اور بیش بہا

---

۵۱ صحیفۂ "تواریخ" "عزرا" نبی کا مولفہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس صحیفہ کا آخری فقرہ وہی ہے جس سے صحیفۂ عزرا شروع ہوتا ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ "شموئیل" کی کتاب سے "عزرا" کی تالیف کم رتبہ سمجھی جائے۔

شموئیل کی کتاب اسیری بابل میں تلف ہوگئی تھی اور عزرا کی کتاب رہائی کے بعد لکھی گئی۔ لہٰذا دوسری تالیف پہلی سے زیادہ معتبر ہے۔

جواہرات سے مزین و مکلّل تھا۔ اسرائیلی بادشاہ کے سر مبارک پر رکھا گیا۔ اور تمام صنو کنعان میں اولاد یعقوب کا کوئی حریف مقابل باقی نہ رہا۔

صوبہ دان سے بیر شیبہ تک بنی اسرائیل کا شمار کیا گیا تو آٹھ لاکھ فرزندان یعقوب تلوار چلانے کے قابل موجود تھے۔ جنمیں سے پانچ لاکھ صرف ایک سبط یعنی یہودا کی اولاد میں تھے۔

مولف صحیفہ "تواریخ" کے قول کے مطابق "جہاں کہیں داؤد جاتا خداوند اُسے فتح بخشتا تھا اور اپنی ساری رعیت کے ساتھ عدل و انصاف کرتا تھا"

صور کے بادشاہ حیرام نے بنی اسرائیل سے دوستانہ تعلقات پیدا کئے شاہی محل کی تعمیر کے لئے دیودار کی لکڑی، نجار اور معمار روانہ کئے جنھوں نے فنون تعمیرات عبرانیوں کو سکھائے۔ گیہوں۔ شراب۔ تیل اور شہد کی کنعان میں افراط تھی ان اجناس کا تبادلہ صور سے شروع ہوا۔ اور اُس عالمگیر تجارت کی بنیاد قائم ہوئی جس کیلئے قوم یہود آج تک دنیا میں مشہور ہے۔

اس جلیل القدر بادشاہ کا دور حکومت چالیس سال تک رہا سپہ سالار یوآب کی شجاعت و دلیری۔ استقلال و تہور کا تمام فلسطین میں ڈنکا بجا۔ اور اس کی بہادری و وفاداری کے قصے گھر گھر بیان ہونے لگے۔ ان میں سے ایک کہانی[لہ] سُننے کے قابل ہے:۔

لہ یہ قصہ قاموس الحکایات سے اخذ کیا گیا ہے۔ اور قابل اعتبار نہیں ہے البتہ اُس عہد کی معاشرت دریافت کرنے کے لئے مفید ہے جس طرح الف لیلہ سے سلاطین بنی عباس کے دور میں بغداد کی معاشرت کا پتہ چلتا ہے اُسی طرح ان افسانوں سے بنی اسرائیل کی قدیم معاشرت کا جلوہ نظر آتا ہے۔

بنی اسرائیل کو عالقہ کے شہر کینیالی کا محاصرہ کئے ہوئے چھ مہینہ گزر چکے تھے اور شہر فتح نہو تا تھا۔ سرداران لشکر نے باہم صلاح کر کے سپہ سالار سے عرض کی کہ زیادہ عرصہ تک اہل و عیال سے دور رہنا مناسب نہیں ہے۔ وطن کو واپس چلئے اور اس شہر کی تسخیر آئندہ سال کے لئے ملتوی رکھئے۔

یوآب نے جواب دیا کہ بے نیل مرام واپسی سے بادشاہ ناراض ہونگے اور ہمسایہ سلطنتوں میں یہود کی تحقیر ہوگی۔ لہذا قرین مصلحت یہ ہے کہ تم فلاخن میں رکھکر مجھے شہر میں پھینکدو۔ میں شہر میں داخل ہو کر کسی حکمت سے اس علاقہ کو زیر کروں گا۔ اگر چالیس دن کے اندر تم کو شہر کے دروازوں سے خون بہتا نظر آئے تو سمجھ لینا کہ میں زندہ ہوں ورنہ مجھکو مردہ جانکر بغیر لڑے بھڑے اپنے دیس کو واپس جانا۔

سرداروں نے سر اطاعت خم کیا۔ یوآب نے تلوار ہاتھ میں لی۔ ایک ہزار چاندی کے درہم کمر سے باندھے۔ اور حکم کے مطابق سنگ فلاخن کی طرح دشمنوں کے شہر میں یکہ و تنہا ڈال دیا گیا۔

اتفاقات قضاؤ قدر نے ایک بیوہ عورت کے صحن میں گرایا۔ اُس کی بیٹی نے دیکھا کہ ایک اجنبی آنگن میں بیہوش پڑا ہے دوڑ کر اپنی ماں کو خبر کی۔ ناخواندہ مہمان چھت کے نیچے لایا گیا۔ وہ ہوشیار ہوا۔ تو حسب نسب آمد کا سبب دریافت کیا گیا یوآب نے کہا کہ وہ علیقی ہے۔ اسرائیلیوں کی قید میں گرفتار تھا۔ انھوں نے بے رحمی سے اُس کو ہلاک کرنے کے لئے فلاخن میں رکھ کر پھینک دیا۔ سخت جان تھا اس لئے معذوری کے مصائب جھیلنے کو زندہ رہا۔ عورتوں کو ترس آیا۔ یوآب نے دس درم کمر سے نکالکر اُنکے ہاتھ میں رکھے۔ عورت کی محبت چاندی سے دوچند ہو جاتی ہے سب اس کے حال پر مہربان ہوگئیں۔

دس دن تک عزت وحرمت سے مہمان رہا۔ بعد ازاں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت طلب کی۔ عمالقہ کا لباس عورتوں سے عاریت لیکر زیب تن کیا اور دشمنوں کے دار السلطنت میں بے خوف وہراس چہل قدمی کرنے لگا۔ بازار میں ایک سلح ساز کی دکان پر گیا۔ اور اپنی شکستہ شمشیر دکھا کر اُسی نمونہ کی دوسری تلوار بنانے کی فرمائش کی حکم کی تعمیل ہوئی تو اُس نے تلوار کا لوہا موڑ کر دو ٹکڑے کر دیا۔ اور اُس سے بہتر تلوار مانگی۔ مکرر تعمیل فرمائش ہوئی۔ یو آب نے پھر وہی کرشمہ دکھایا۔ دوکاندار نے متعجب ہو کر ایک بیش قیمت اور لاجواب تلوار نذر کی۔ یو آب نے پوچھا کہ وہ اس تیغ کو کسکی گردن پر آزمائے۔ اجل نصیب سلاح ساز کی زبان سے نکلا کہ اس کا بہترین محل استعمال اسرائیلیوں کے سپہ سالار یو آب کی گردن ہی یو آب بولا۔ فرض کرو کہ میں ہی وہ شخص ہوں۔ دیکھو تمھاری پشت کی طرف کیا ہی۔؟

سلح ساز نے مُنھ پھیرا تو ایک وار میں اس کا سر جسم سے الگ تھا۔

وہاں سے ہٹکر دوسرے محلہ میں گیا اور دغا فریب سے اُس دن میں پانچسو سپاہی قتل کر کے شام کو اپنے فرودگاہ پر واپس آیا۔

ایک محلہ میں چند ساعت کے اندر پانچسو موتیں ہوئیں تو سارے شہر میں تہلکہ پڑ گیا اور یہ افواہ پھیلی کہ بھوتوں کے راجہ اشمیدئی[۱۵] نے دشمنوں سے ساز کر کے یہ سفاکی دکھائی ہی۔ میزبانوں نے یو آب سے پوچھا کہ یہ حیرت خیز سانحہ اُس نے بھی سُنا یا نہیں یو آب نے لاعلمی ظاہر کی۔

دوسرے دن پھر باہر نکلا اور دوبارہ پانچسو جوان ہلاک کئے۔ شام کو واپس آیا تو

---

۱۵ اشمیدئی کے مفصل کارنامے باب سوم میں درج ہیں۔

سارا بدن شل تھا۔ تلوار کا قبضہ ہاتھ میں جمگیا تھا۔ میزبان سے ہاتھ دہونے اور تلوار چھڑانے کو گرم پانی مانگا۔ اُس کو شک ہو گیا کہ بیگناہوں کا قاتل یہی دیو ہے۔ وہ غل مچانے لگی۔ یوآب نے "سرچشمہ باید گرفتن بہ بیل" پر عمل کیا اور اُن میزبانوں کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔ اُس مکان کو شہر خموشاں بنا کر باہر نکلا تو سنا کہ بادشاہ کے ایلچی منادی کرتے پھرتے ہیں کہ کسی پردیسی کو شہر میں پناہ نہ دیجائے۔ اور اگر کسی گھر میں کوئی اجنبی مقیم ہو تو فوراً دربار میں حاضر کیا جائے۔ یوآب نے ان ایلچیوں کو قتل کیا اور رات کی تاریکی میں جو سامنے آیا اس کو عدم آباد کا راستہ بتایا۔ سر کٹ کٹ کر گرتے تھے اور قاتل کا نشان نہ ملتا تھا۔ اسی طرح قتل عام کرتا ہوا شہر پناہ کے دروازے تک پہونچا۔ اور دربانوں کو ہلاک کر کے شہر پناہ کا پھاٹک کھول دیا۔ خون کی ندیاں بہتی ہوئی فصیل کے باہر پہونچیں۔ اسرائیلیوں کا طلایہ اپنے سردار کی زندگی سے مایوس گشت میں تھا۔ کہ فصیل کے قریب بہتا ہوا خون نظر آیا۔ محاصرین نے حیات تازہ پائی اور ایکدم شہر پر دھاوا کر دیا۔

تمام رعایا قتل کی گئی۔ اُن کے عبادت خانے مسمار کئے گئے اور عمالقہ کا بادشاہ زندہ گرفتار ہو کر یروشیلم کے دربار میں پابجولاں پیش ہوا۔

ہر گھڑی منقلب زمانہ ہے یہی دنیا کا کارخانہ ہے

امنون اور ابی سلوم — دولت و بدکاری۔ ثروت و عیاشی میں قریبی رشتہ داری ہے۔ جس قوم کو پہلی گلے لگاتی ہے، دوسری بھی اُس کے گلے کا ہار ہوتی ہے۔ بنی اسرائیل کو فراغت و جمعیت نصیب ہوئی تو سیہ کاری سوجھی

یاربالیں پہ جب آیا تو قضا بھی آئی

اسرائیلیوں کا شاہزادہ امنون اپنی سوتیلی بہن تمر پر جو حسن وجمال میں بیمثال تھی فریفتہ ہو گیا بیماری کے بہانے سے بہن کو بلایا کہ وہ پوریاں بنائے" تاکہ میں اس کے ہاتھ سے کھاؤں" تمر نوشتۂ تقدیر سے بیخبر امنون کے گھر آئی۔ وہاں اُس کی توہین ہوئی اور بعد کو دروازہ کے باہر نکال دی گئی۔ وہ رنگین شاہانہ لباس پہنے تھی۔ اُس جوڑے کو چاک کیا۔ سر پر خاک ڈالی اور روتی ہوئی روانہ ہوئی۔ اُس کا حقیقی بھائی **ابی سلوم** اس ذلت سے برافروختہ ہوا۔ باپ کو بھی طیش آیا مگر امنون فرار ہو گیا اور ہاتھ نہ آیا۔

چند روز میں دنیا اس حسرتناک افسانے کو بھول گئی مگر **ابی سلوم** کے دل میں کانٹا چبھا تھا اُس نے یہ فضیحت یاد رکھی۔ دو برس کے بعد تمام اعزہ و اقربا کی کسی تقریب سے دعوت کی۔ **امنون** کو اصرار کر کے بلوایا اور اپنے خادموں کو حکم دیا کہ جب امنوں شراب کے نشہ میں مست ہو تو اُس کی گردن اڑا دینا۔ جس وقت اس وحشیانہ حکم کی تعمیل ہوئی سب مہمان بدحواس و سراسیمہ ہو کر بھاگ گئے اور **ابی سلوم** سے کسی نے بازپرس نہ کی۔ بادشاہ کو اس دردناک خبر سے سخت صدمہ ہوا۔ **ابی سلوم** روپوش ہو گیا اور تین برس تک جلاوطن رہا۔

علمائے یہود کہتے ہیں کہ باپ بیٹے کی یاد کبھی فراموش نہیں کرتا۔ اُسکی شفقت ماں سے بھی زیادہ دیرپا ہوتی ہے۔ اور اس کی تائید میں ایک کہانی[۱] بیان کرتے ہیں۔ کہ **یوآب** ایک دن شہر کا سیر و تماشہ کر رہا تھا اور سوچ میں تھا کہ بیٹے کے ساتھ الفت ماں کو زیادہ ہوتی ہے یا باپ کو راستہ میں ایک غریب پیرمرد سے ملاقات ہوئی جس کے بارہ لڑکے تھے اور وہ انکی پرورش کا کفیل تھا۔ دن بھر محنت مزدوری کرتا اور شام کو بازار سے روٹی خرید کر لاتا جسکے ۱۴ حصے کئے جاتے تھے۔ دو حصے وہ اپنے اور بیوی کے لئے رکھتا اور ۱۲ حصے لڑکوں کو تقسیم کر دیتا تھا۔

---

[۱] یہ قصہ قاموس الحکایات سے اخذ کیا گیا ہے۔

یوآب نے اس غریب سے کہا "آپ اس قدر ضعیف و سن رسیدہ ہو کر عیال و اطفال کی پرورش کے لئے اس قدر مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں۔ مقتضائے انصاف یہ ہی کہ لڑکے محنت کر کے آپ کی خدمت کریں نہ کہ آپ تکلیف مالا یطاق اُٹھا کر ان کی کفالت کے ذمہ دار رہیں۔ اگر آپ ایک لڑکا بادشاہ کے ہاتھ فروخت کر دیں تو آپ کا بار کسی قدر ہلکا ہو جائیگا اور اس کی قیمت ایک مدت تک دوسرے لڑکوں کی پرورش میں صرف ہو سکے گی"۔

بڈھا بہت ناراض ہوا اور یوآب کو بُرا بھلا کہتا ہوا چلا گیا۔

دوسرے دن شوہر کی غیر حاضری میں یوآب اُس کی بیوی کے پاس گیا اور سمجھانے لگا کہ "تم میاں بی بی بہت کمزور ہو اور تمھارے لڑکے محنت کے قابل ہیں۔ اُنسے کام لو۔ اور خود آرام کرو"۔

عورت نے کہا کہ دنیا کا دستور یہی ہے کہ ماں باپ محنت کر کے بچوں کو پالتے ہیں اور اس عام قاعدہ کے خلاف عمل کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

یوآب بولا "میں ایک آسان ترکیب بتاتا ہوں۔ تم مجھ سے ایک سو دینار لو اور اپنا ایک لڑکا مجھکو دیدو۔ ایک خوراک کا بار تمھارے سر سے الگ ہو جائے گا اور اس روپیہ سے تم زندگی بھر عیش و آرام بسر کرو گے"۔

عورت نقرے میں آگئی مگر شوہر سے ڈرتی تھی۔ یوآب نے کہا کہ اول تو ایک لڑکے کا کم ہونا باپ کو معلوم ہی نہ ہوگا۔ اور اگر اُس کو پتہ چل گیا تو بچہ واپس کر دیا جائیگا ماں نے یہ شرط منظور کر لی۔ اور سو اشرفیاں لیکر اپنا ایک لڑکا فروخت کر ڈالا۔

شام کو خستہ حال باپ روٹیاں لیکر آیا اور حسب دستور ۱۴ حصے بنائے۔ جب تقسیم کرنے لگا تو ایک حصہ زائد نکلا عورت نے ہزار طرح ٹالا مگر باپ نے کرید کرید کر سارا قصہ دریافت کر لیا۔ اس کے تن بدن میں آگ لگی۔ نہ کھایا نہ پیا۔ صبح سویرے یوآب کی

تلاش میں نکلا اور کہہ گیا کہ یا تو اپنا بچہ واپس لاؤنگا یا اُس بیرحم خریدکرنے والے کا سر لیکر آؤنگا یوآب سڑک پر ملا۔ باپ نے گالیاں دیں۔ روپیہ واپس کیا اور بچہ کا طلبگار ہوا۔ یوآب نے حجت کی کہ لڑکا اس کی ماں نے فروخت کیا ہے اور وہ بیع کا اختیار رکھتی تھی۔ باپ نے بحث مباحثہ سے انکار کیا اور قتل کرنے کی دھمکی دی یوآب نے محبت کرنے والے باپ کو بچہ واپس کر دیا اور یہ فطرت کا راز دریافت کر لیا کہ محبت میں باپ کا درجہ ماں سے افضل ہے

یہ داستان معلوم نہیں کہ صحیح ہے یا غلط۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ ابی سلوم کی یاد اُس کے شفیق باپ کے دل سے فراموش نہ ہوئی۔ نظرشناسونکی سازش سے ایک دانشمند عورت سوگ والیوں کا بھیس بنائے ماتمی کپڑے پہنے۔ بال پریشان کئے دربار شاہی میں حاضر ہوئی۔ چوکھٹ پر اوندھے مُنہ گری اور رو رو کر عرض کرنے لگی کہ "اے بادشاہ تیری دوہائی ہے! میں بیوہ ہوں اور میرا شوہر مر گیا ہے۔ میرے دو بیٹے تھے وہ آپس میں مار پیٹ کرنے لگے اور کوئی نہ تھا جو اُن کو چھڑا دیتا۔ ایک نے دوسرے کو ایسی ضرب لگائی کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ اب سارا کنبہ میرے خلاف ہے اور کہتا ہے کہ اپنے زندہ لڑکے کو حوالہ کر تا کہ اس کو مقتول بیٹے کے قصاص میں قتل کریں۔ کیا میری بچی ہوئی چنگاری بھی بجھا دی جائے اور میرے شوہر کا نام لیوا دنیا میں کوئی نہ رہے؟"

بادشاہ نے کہا "خداوند کی حیات کی قسم تیرے بیٹے کا ایک بال بھی زمین پر گرنے نہ پائیگا۔ جو کوئی تجھ سے کہے تو اُس کو میرے پاس لے آنا میں مناسب حکم دونگا۔ اور پھر تجھکو کوئی حیران نکریگا"

عورت عرض پرداز ہوئی کہ خداوند نعمت اس فیصلہ سے خود مجرم ہوئے جاتے ہیں کیونکہ حضور نے اپنے جلاوطن بیٹے کو تین برس سے ملک میں واپس آنے کی اجازت

نہیں دی ہے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ ابی سلوم یروشیلم میں واپس بلایا جائے حکم کی تعمیل ہوئی اور چند روز کے بعد ہوا خواہوں کی کوشش سے اس کا قصور معاف ہو گیا۔

بغاوت ابی سلوم

ابی سلوم حسن و جمال میں تمر کا جواب تھا۔ مولف صحیفہ شموئیل کہتا ہے کہ پاؤں کے تلوے سے سر کی چاند تک اس میں کوئی عیب نہ تھا۔ وہ شیریں گفتاری سے رعایا کے قلوب ہاتھ میں لیکر طرفداران ساؤل کے بھڑکانے سے سلطنت کا دعویدار ہوا۔ بنی اسرائیل کا سواد اعظم اُس کی لسانی اور خوبصورتی پر فریفتہ تھا۔ دو برس کی کوشش میں اپنا رسوخ و اقتدار قائم کر کے جرون گیا جو اس کے والد عالی منزلت کا پہلا دارالحکومت تھا اور عَلَمِ بغاوت بلند کر دیا۔

ضعیف العمر پدر گرامی قدر کو عزیز فرزند سے جنگ منظور نہ تھی منتخب جاں نثار ساتھ لیکر یروشیلم سے چلے گئے اور پایۂ تخت نافرمان بیٹے کے لئے چھوڑ دیا۔

ابی سلوم شان و شوکت سے دارالسلطنت میں داخل ہوا۔ اور محبت کرنے والے باپ نے بادیہ نوردی اور جلاوطنی کی مصیبتیں جھیلیں۔

باپ اور بیٹے کے ہوا خواہوں نے ایک دوسرے سے لڑنا شروع کیا افرائیم کے جنگل میں فیصلہ کن جنگ ہوئی اسرائیلیوں نے داؤد کے خادموں سے شکست کھائی اور اُس دن ایسی خونریزی ہوئی کہ بیس ہزار آدمی کھیت آئے اُس دن ساری مملکت میں جنگ تھی۔ اور اتنے لوگ تلوار کا لقمہ نہیں بنے جتنے جنگل کی مُصیبتوں کا شکار ہوئے

ابی سلوم بھاگا۔ خچر پر سوار شاہ بلوط کی گھنی ڈالیوں کے نیچے سے گزرا۔ اسکے لانبے بال بلوط میں اٹک گئے۔ خچر ران سے نکل گیا اور وہ آسمان زمین کے بیچ میں لٹکا رہ گیا یوآب کو خبر ملی۔ وہ موقع پر پہونچا اور ابی سلوم کا دل تیروں سے

چھید کر بدنصیب شہزادے کی (بادشاہ کے صریح حکم کے خلاف) جان لی۔ بادشاہ کو اس حادثۂ جانفرسا کی خبر پہونچی تو دنیا نظریں تاریک ہوگئی۔ وہ کمر کو تھامے روتے ہوئے چلے اور کہتے جاتے تھے " ہائے میرے بیٹے ابی سلوم! میرے بیٹے! میرے بیٹے! ابی سلوم! کاش میں تیرے بدلے مرجاتا۔ اے ابی سلوم! میرے بیٹے! میرے بیٹے!!"

بغاوت ختم ہوگئی۔ تخت سلطنت پر اقبال داؤدی دوبارہ سایہ فگن ہوا۔ لیکن بوڑھے باپ کے دل سے **ابی سلوم** کی یاد نہ گئی۔ آخر زمانہ میں وارث تاج وتخت کو وصیت کی کہ انبیر اور **ابی سلوم** کے قصاص میں **یوآب** قتل کیا جائے۔ جس دن نئے بادشاہ کی تخت نشینی کے شادیانے بجنا شروع ہوئے **یوآب** کی زندگی کے لمحے گنے جانے لگے۔ اور یہ بہادر سپہ سالار اپنے محبوب بادشاہ کی وفات کے تھوڑے ہی عرصہ بعد قتل کردیا گیا۔

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا   مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

زبور (باب ۳۹) میں ہے کہ اس حقیقت ومعرفت کے نغمات گانے والے نے خداوند دوجہاں سے اپنی موت کا وقت دریافت کیا:۔

اے خداوند! ایسا کر کہ میں انجام سے واقف ہوجاؤں۔
اور اُس سے بھی کہ میری عمر کی میعاد کیا ہے
دیکھ! تونے میری عمر بالشت بھر کی رکھی ہے۔
اور میری زندگی تیرے حضور بے حقیقت ہے
درحقیقت انسان سایہ کی طرح چلتا پھرتا ہے
وہ ذخیرہ کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اُسے کون لیگا۔
یقیناً ہر انسان بے ثبات ہے۔

الہامؑ ہوا کہ موت سبت کے دن واقع ہوگی۔ عرض کی کہ ایک روز بڑھا کر اتوار کا دن معین کیا جائے۔ حکم آیا کہ جدید شاندار دورِ حکومت کے آغاز کے لئے سبت کا مبارک دن ازل سے مقرر ہے۔ اور اس میں ترمیم نہیں ہوسکتی۔ دوبارہ عرض کی کہ سبت سے ایک روز پہلے جمعہ کا دن سفرِ آخرت کے لئے پسندیدہ تر ہے۔ مگر یہ استدعا بھی قبول نہ ہوئی۔ مشہور تھا کہ توریت کے اثنائے تلاوت میں فرشتۂ اجل ہلاک نہیں کرسکتا ہے لہٰذا آپ سبت کے دن صبح سے شام تک کلام الٰہی کی تلاوت میں مصروف رہتے تھے۔ جب مقررہ ساعت آئی اور موت کا فرشتہ قبض روح کے لئے حاضر ہوا۔ آپ کو تلاوت میں مشغول پاکر محل سرائے شاہی کے باغ میں گیا۔ وہاں درختوں کو زور سے ہلایا اور ایک زہرہ شگاف نعرہ مارا۔ بادشاہ متحیر ہوکر اُٹھے اور آواز کی طرف چلے زینے سے اُترتے تھے کہ پائے مبارک کو لغزش ہوئی۔ گرے اور روح مقدس اعلیٰ علیین کو پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

تیسرا باب

کمالِ عروج

سلطنت سلیمانؑ

فراعنۂ مصر کی جابرانہ حکومت سے آزاد ہونے کے ۴۷۶ سال بعد بنی اسرائیل کا خورشید اقبال منزل نصف النہار میں آیا اور چالیس سال تک جاہ وجلال کی دوپہر رہی۔ انکا پہلا خودمختار بادشاہ ساؤل ملک کی ضرورت اور قوم کی عام رائے سے

لے یہ قصہ قاموس الحکایات سے ماخوذ ہے۔

منتخب ہوا تھا۔ دوسرا جلیل القدر فرمانروا رؤسا، و اکابر کے مشورے سے مسند امارت پر متمکن کیا گیا تھا۔ لیکن تیسرے عالی منزلت اور بلند اختر سلطان کو تخت حکومت پر جلوہ افروز ہونے کے لئے ملک و قوم سے صلاح لینے کی حاجت نہ تھی۔ اُولو العزم والد ماجد نے اپنے فرزندوں میں سے ایک اقبال مند شہزادے کو ولیعہد بنایا اور وہ بغیر کسی مخالفت اور مزاحمت کے تمام اسرائیلیوں کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا۔ جسطرح ازمنہ متوسطہ میں ہارون عباسی کا دورِ خلافت مسلمانوں کے عروج و ترقی کا نقطۂ کمال تھا۔ بزرگونکی سفاکیاں۔ خونریزیاں۔ خانہ جنگیاں اس عہد معدلت مہد میں فراموش ہو گئی تھیں اور آئندہ والی بربادیوں کا خیال بھی اُس اقبال مندی کے دور میں فالِ بد متصور ہوتا، ویسے ہی بنی اسرائیل کے تیسرے گرامی قدر بادشاہ کی عظمت و شوکت نے اسلاف کی کمزوری اور محتاجی۔ مصر کی دردناک غلامی جنگل کی عبرت خیز سرگردانی۔ عمالقہ اور فلستیوں کی ہیبت انگیز غارتگری کی یاد قلوب سے محو کرا دی تھی اور اُس دبدبہ اور جبروت کے عالم میں یہ گمان بھی گناہ ہوتا کہ آزمائش کی سخت گھڑی ابھی آنے کو ہے اور وہ آلام و مصائب کے پہاڑ کاٹنا ہیں کہ اُن کے نام سے بھی آنے والی قوموں کے کلیجے لرزیں گے۔

پھر وہی کُنج قفس ہے وہی صیاد کا گھر　　　چار دن اور ہوا باغ کی کھالے بلبل

یوں کہنا چاہیئے کہ اگلی اور پچھلی نسلوں کی تمام عافیت و فراغت سلطنت سلیمانی کے چالیس سال میں سمٹ کر آ گئی تھی اور اُس برگزیدہ قوم کی سرگزشت زندگی کے بقیہ اوراق میں سوائے انحطاط و تباہی کے کچھ باقی ہی نہ رہا تھا۔ صحیفۂ تواریخ کے مولف نے سچ لکھا ہے کہ ہیزدہ ہزار عالم کے شہنشاہ نے حضرت سلیمان کو ایسی قوم کا بادشاہ بنا کر "جو کثرت میں زمین کے خاک کے ذروں کے مانند تھی"۔ اُن کو عدیم المثال حکمت و معرفت عطا فرمائی اور یہ وعدہ کیا کہ میں تجھے اس قدر دولت اور مال اور عزت بخشوں گا کہ نہ تو ان بادشاہوں میں سے

جو تجھ سے پہلے ہوئے کسی کو نصیب ہوئی اور نہ کسی کو تیرے بعد نصیب ہوگی"

اس عہد زریں کی فراغت و عافیت دور دور مشہور ہوئی اور کنعان کی رفاہ وفلاح کی چار طرف دہوم مچی اسرائیلیوں کے کلیجے باغ باغ ہوئے۔ اور انھوں نے اپنے عزیز ماموں کے مافوق الفطرت کارناموں کی عجیب وغریب حکایتین مذہبی کتابوں میں درج کیں جنکو صحیح تصور کر کے عرب کے مفسروں اور ایراں کے مورخوں نے اپنی تالیفات میں شرح وبسط سے بیان کیا۔ اور چار دانگ عالم میں مشہور کر دیا۔ درحقیقت ان تمام داستانوں کا سرچشمہ "تالمود" اور دیگر کتب یہود ہیں۔ عربی اور عجمی ان کہانیوں کے موجد تھے راست و دروغ کا مواخذہ "برگردن راوی" ہے۔ نہ کہ "برسر ناقل" بنی اسرائیل اور انکی متبعین حضرت سلیمانؑ اور انُ کے والد ماجد کو انبیائے مرسلین کے زمرے میں شمار نہیں کرتے لیکن نعمت رسالت کے سوا اور تمام محامد ومحاسن ان بزرگوں کے وہ مسلمانوں سے زیادہ ہی بیان کرتے ہیں۔

زبور۔ امثال۔ واعظ۔ اور غزل الغزلات کی تعلیم حقائق کے سامنے سب کا سر نیاز جھکا ہوا ہے۔ اور انکی عزت ومنزلت آسمانی کتابوں کے برابر کی جاتی ہے گویا کہ "نیست پیغمبر ولے دارد کتاب" کا مشہور مقولہ جو کئی ہزار برس کے بعد ایشیائے کوچک کے ایک شاعر کی زبان سے نکلا۔ اسرائیلیوں کے عقائد کے مطابق ان دونوں بزرگ مرتبت معلمان حکمت کے احوال پر صادق تھا۔

ان نفوس قدسیہ کی زیرکی ودانائی۔ فہم وفراست۔ ہوشمندی وعالی حوصلگی شجاعت ومردانگی کے واقعات سے عہد نامۂ عتیق کے صحائف "سلاطین" و"تواریخ" نور افشاں ہیں۔ اور اس باب میں پہلے وہی حکایتین بیاں ہونگی جو ان مقدس صحیفوں سے ثابت ہیں۔

حضرت سلیمانؑ کا سب سے بڑا کارنامایاں عبادت خانہ یہود کی تعمیر ہے جس کی عظمت و تقدس کے آگے لاکھوں پاک روحیں سیکڑوں سال تک سربسجود رہیں اور جس کا نقش خیالی آج بھی شائستہ و متمدن دنیا کے ایک معتدبہ حصہ کا قبلہ ہے۔ تعمیر بیت مقدس

یہ مقدس عمارت جلوس میمنت مانوس کے چوتھے برس بننا شروع ہوئی اور سات سال میں پایۂ تکمیل کو پہونچی۔

صور کے بادشاہ حیرام نے اپنے ملک سے کاریگر بھیجے۔ جنہوں نے لبنان کے جنگل سے دیودار اور صنوبر کے درخت کا ٹکر تیار کئے جو سمندر کے راستہ سے یافا کے بندرگاہ تک پہونچے۔ اور وہاں سے یروشیلم لائے گئے۔

جہازات کے بیڑے بنائے گئے جو مشرق و مغرب میں گھومتے تھے اور ہر مقام کے عجائبات لاکر خانۂ خدا کی زیبائش و آرائش کا مسالا فراہم کرتے تھے۔

ایک دستہ جہازات کا اقصائے عالم میں چکر لگاتا تھا۔ اور ہر تیسرے برس ساحل کنعان پر لنگر انداز ہوتا تھا۔ یہ بیشمار سونا۔ چاندی۔ ہاتھی دانت اور "بندرا" اور "مور" لاتا تھا۔ دوسرا بیڑہ بحر قلزم کے کنارے سے "اوفیر" تک گشت کرتا تھا جو شاید عمان کا کوئی بندرگاہ تھا۔ یا افریقہ کا کوئی ساحلی شہر اور وہاں سے سیکڑوں من سونا لاتا تھا۔ یہ بیڑہ بہت سے صندل کے درخت اور بیش بہا جواہر لایا۔ اور اسی صندل سے ستون اور بربط اور ستار بنوائے گئے "چندن کے ایسے درخت نہ کبھی آئے تھے اور نہ اس کے بعد کبھی آج کے دن تک دکھائی دیے" معدنوں سے بڑے بڑے بیش قیمت پتھر نکالے گئے تاکہ عمارت کی بنیاد گڑھے ہوئے پتھروں سے ڈالی جائے حیرام کے و سلیمان کے معماروں اور جبالیوں نے پتھروں کو معادن کے قریب ہی تراشا اور لکڑیوں کے تختے جنگل ہی میں تیار کر لئے۔ یہ تاریخی واقعہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ

اس عالیشان عبادت گاہ کی تعمیر میں "نہ تو مار تول۔ نہ کلہاڑی۔ نہ لوہے کی کسی اوزار کی آواز اُس گھر میں سنائی دی"۔ اور یہ وسیع و دلکشا عمارت مکمل ہو گئی۔

اس مقدس مکان کی لمبائی ۶۰ ہاتھ۔ چوڑائی ۲۰ ہاتھ۔ اُنچائی ۳۰ ہاتھ تھی اور ہیکل کے سامنے ایک برآمدہ ۲۰ ہاتھ لمبا۔ ۱۰ ہاتھ چوڑا تھا۔ اور اُس کے گرداگرد زائروں۔ عابدوں اور معتکفوں کے لئے وسیع حجرے تھے۔

عمارت کے وسط میں "پاک ترین مقام" یعنی الہام گاہ" بنایا گیا۔ اُس کے ہر حصہ پر خالص سونا منڈھا گیا اور زیتوں کی لکڑی کے دو فرشتے دس دس ہاتھ اونچے بنائے گئے جن کا ہر ایک بازو پانچ پانچ ہاتھ کا تھا اور دونوں مورتوں پر سر تا پا سونا چڑھا ہوا تھا۔

اسرائیلیوں کے اجداد کی یادگار "تابوت سکینہ" مع "خیمہ اجتماع" اور ان سب مقدس ظروف کے جو عہد پیشین سے امانت تھے "الہام گاہ" میں اس طرح متمکن کیا گیا کہ فرشتوں کی مورتیں اپنے بازوؤں کو تابوت پر کشادہ کئے تھیں اور اُس کی چوبوں کو ڈھانکے ہوئے تھیں۔ دیواریں پتھر کی تھیں۔ اور ان پر دیودار کے تختے جڑے ہوئے تھے۔ فرش بھی صنوبر کے خوبصورت تختوں کا تھا۔ برآمدے میں "جھلکتے ہوئے" پیتل کے ستون۔ تاج۔ حوض۔ دیگین۔ بیلچے۔ کٹورے۔ لٹو۔ کرسیاں تھیں اور خوشنما شبہین شیروں۔ بیلوں اور فرشتوں کی زیبائش کے لئے پیتل گلا کر بنائی گئی تھیں۔

مذبح سونیکا تھا۔ نذر کی روٹی رکھنے کے لئے میز سونیکا تھا۔ خالص سونیکے دس شمعدان الہامگاہ میں رکھے تھے۔ سونے کے پھول۔ کندن کے چراغ۔ چمٹے پیالے۔ گلتراش۔ کٹورے۔ چمچے۔ عودسوز۔ بخوردان وغیرہ وغیرہ عبادت کی ضرورتوں سے مہیا کئے گئے تھے۔

ہیکل کے دروازے طلاء خالص کے تھے - اور سب دروازوں کے قبضے بھی سونے ہی کے بنائے گئے تھے۔

بیت مقدس کی تعمیر سے فراغت ہوئی تو چودہ دن تک جشن عید منایا گیا - اور بادشاہ نے مذبح کے سامنے ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جس میں بیان تھا کہ یہ گھر "خدا کی دائمی سکونت کے لئے بنایا ہے"۔ اور اس کے بعد مناجات تھی۔ کہ جو دعا اس عمارت کی طرف رخ کر کے مانگی جائے وہ رحمتِ ایزدی سے قبول ہو جایا کرے۔

دیگر عمارات سلیمانی

اس خدمت سے فارغ ہو کر ایک قصر شاہی اور ایک زنانہ محل اسی ساز و سامان سے تیار کئے گئے۔ جلوس کے لئے ایک عظیم الشان تخت ہاتھی دانت کا بنوایا گیا جس پر خالص سونا منڈھا ہوا تھا - اس تخت میں چھ سیڑھیاں تھیں۔ اور ہر زینے کے دونوں طرف نیز نشستگاہ کے داہنے بائیں ایک ایک قوی ہیکل شیر کی مورت تھی۔

اس عہد سے پہلے کنعان میں گھوڑے نایاب تھے - اب مصری نسل کے ہموار رفتار اس کثرت سے جمع کئے گئے کہ شاہی اصطبل میں ۴ ہزار گھوڑے اور ۱۲ ہزار سوار تھے موجود رہتے تھے -

عربستان کے قافلے قسم قسم کے خوشبودار مسالے لاتے تھے جو وہاں ہندوستان یا دوسرے مشرقی ممالک سے آتے تھے۔ شاہی ظروف سب کے سب طلاء کے بنائے ہوئے تھے۔ چاندی کا ایک نہ تھا کیونکہ ان ایام میں چاندی کی کچھ قدر نہ رہی تھی - افراط کے سبب سونا چاندی ایسے بے قیمت ہو گئے تھے جیسے پتھر - دیودار کی لکڑی ایسی کم قیمت تھی "جیسے نشیب کے ملک میں گولر کے درخت"۔

غرض اس امن و برکت کے دور میں یروشلم تمام مہذب دنیا کا مرکز تھا اور عالم کے ہر ایک گوشے کی نعمت کنعان میں موجود تھی - اسرائیل کے لوگ کثرت میں سمندر کے

کنارے کی ریت کے مانند تھے۔ کھاتے پیتے تھے اور خوش رہتے تھے۔ دریائے فرات سے مصر کی سرحد تک اُن کی حکومت تھی۔ اور اُس کے گرد سب اطراف میں بادشاہوں سے صلح تھی۔ کسی فوج کشی و کشور کشائی کی احتیاج نہ تھی۔ بنی اسرائیل کا ایک ایک آدمی اپنے تاک اور انجیر کے درختوں کے نیچے وان سے بیر سبع تک امن سے رہتا تھا"

اگر فردوس بر روئے زمین است ہمین است وہمین است وہمین است

گرامی منزلت بادشاہ نے فرعون مصر کی بیٹی سے شادی کی یعنی اُس زبردست بادشاہ کی نور نظر کو بیوی بنایا جسکے اجداد نے برسوں بنی اسرائیل سے غلامی کی مشقت لی تھی اُن کے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور بیٹیوں کو لونڈی بنانے کے لئے زندہ رکھتا تھا۔

بادشاہ نے اس بیگم کے لئے ایک عالی شان محل تیار کرایا اور ارشاد کیا کہ "میری بیوی اسرائیل کے بادشاہ داؤد کے گھر میں نہیں رہیگی کیونکہ وہ مقام مقدس ہے جسمیں خداوند کا صندوق آگیا ہے"۔ اُس کے علاوہ موآبی۔ عمونی۔ ایدومی۔ صیدانی۔ حطی۔ وغیرہ مختلف اقوام کی شہزادیوں سے شادیاں کیں۔ اُن کے محل میں "سات سو بیگمین اور تین سو حرمیں" تھیں۔ اور سب کو اپنے اپنے مراسم قومی بجالانے اور مذاہب آبائی پر کاربند رہنے کی اجازت تھی۔ یہ مذہبی آزادی اور روشن خیالی خدا پرست اسرائیلیوں کو ناگوار تھی۔ اور وہ کہتے تھے کہ "خداوند سلیمان سے ناراض ہوا اور کہا کہ تو نے میرے عہد کو نہیں مانا۔ اس لئے میں سلطنت کو ضرور تجھ سے چھینکر تیرے خادم کو دونگا"۔ لیکن اقبالمند بادشاہ کو ان بدفالیوں کی کچھ پرواہ نہ تھی۔

ملکۂ سبا ملک سبا کی ملکہ نے (جسکا نام عرب کے مورخ بلقیس بتاتے ہیں) بادشاہ کنعان کی شہرت

لہ صحیفہ تواریخ۔ باب ۸ آیت ۱۱

سنی تو وہ بہت بڑے جلو کے ساتھ یروشلم آئی اور اس کے ساتھ اونٹ تھے "جن پر مسالے اور اور بہت سا سونا اور بیش بہا جواہر لدے تھے" وہ پیچیدہ سوالات بادشاہ کی فراست کا امتحان کرنے کو لائی۔ مگر علم لدنی کے رازدان نے ہر سوال کا جواب شافی دیا اور سب معمے حل کر دئے ملکہ نے شاہی دسترخوان کی نعمتوں۔ ملازموں کی نشست۔ خادموں کی حاضر باشی درباریوں کی پوشاک۔ ساقیوں کی خوبصورتی۔ اور "اُس سیڑھی کو دیکھا جس سے وہ خداوند کے گھر کو جاتا تھا" تو اس کے ہوش اُڑ گئے۔ اور کہنے لگی کہ "وہ سچی خبر تھی جو میں نے تیرے کاموں اور تیری حکمت کی بابت اپنے ملک میں سنی تھی اور مجھے تو آدھا بھی نہیں بتایا گیا تھا۔ کیونکہ تیری اقبالمندی اُس شہرت سے جو میں نے سنی بہت زیادہ ہے۔ خوش نصیب ہیں تیرے لوگ۔ اور خوش نصیب ہیں تیرے ملازم جو تیرے حضور کھڑے رہتے اور تیری حکمت سنتے ہیں۔ "خداوند تیرا خدا مبارک ہو۔ کہ تجھے اسرائیل کے تخت پر بٹھایا چونکہ خداوند نے اسرائیل سے سدا محبت رکھی ہے اُس نے تجھے عدل و انصاف کرنے کو بادشاہ بنایا۔" اُس نے بادشاہ کو "ایک سو بیس" قنطار سونا اور مسالے کا بہت بڑا انبار اور بیش بہا جواہر دئے اور جیسے مسالے ملکۂ سبا نے بادشاہ کو دئے ویسے پھر کبھی افراط کے ساتھ نہیں آئے۔

بادشاہ نے بھی سبا کی ملکہ کو سب کچھ جس کی وہ مشتاق ہوئی اور جو کچھ اُس نے مانگا دیا۔ علاوہ اُس کے اپنی شاہانہ سخاوت سے بھی عنایت کیا۔ پھر وہ اپنے ملازموں کے ساتھ اپنی مملکت کو لوٹ گئی۔"

کتاب مقدس میں ملکہ کے معموں اور چیستانوں کی تفصیل نہیں لیکن علمائے یہود کی مستند تالیفات میں یہ سوالات درج ہیں۔ بلکہ بلقیس کا پورا قصہ۔ ہُدہُد کی غیر حاضری۔ اور جوابدہی۔ مشرق کا شہر قطور۔ حضرت سلیمانؑ کا معنی خیز نامہ۔ ہُدہُد کی نامہ بری۔ ملکہ کا

اکابر ورؤسا رقوم سے مشورہ - ارسال تحف و ہدایا - سفر یروشیلم - شیشے کا مکان کشف ساقین وغیرہ وغیرہ جس طرح عرب کے مفسروں نے بیان کیا ہی - قریب قریب اُسی طرز پر "قاموس الکتابات" کی جلد سوم باب یازدہم میں مندرج ہی -

علوم سلیمانی

بادشاہ کے علم و فضل. فہم و فراست کا یہ عالم تھا کہ اُن کی حکمت سب اہل مشرق اور مصر کی ساری حکمت پر فوقیت رکھتی تھی - اور دل کی وسعت ایسی تھی جیسے سمندر کے کنارے کی ریت ہوتی ہی - اُنھوں نے تین ہزار ضرب المثلین تصنیف کیں جنمیں سے چند "امثال" کے نام سے عہد نامہ عتیق کے ایک کتاب میں محفوظ ہیں اُنھوں نے ایک ہزار پانچ گیت بنائے جسکا ایک حصہ "غزل الغزلات" کے عنوان سے کتاب مقدس کی زینت ہے -

اُن کو علم نباتات پر عبور تھا "لبنان کے دیودار سے لیکر زوفا تک جو دیواروں پر اُگتا ہی سب کا بیان اُنھوں نے کیا تھا" وہ علم الحیوانات میں فاضل تھے " چوپایوں - پرندوں رینگنے والے جانوروں اور مچھلیوں کا بھی بیان کیا "

عدالت سلیمان

روئے زمین کے سب بادشاہوں کی طرف سے لوگ اُنکی حکمت سننے آتے تھے - ان کی عدالت شعاری اور دانشمندی دنیا میں مشہور تھی - "دو عورتیں بادشاہ کے پاس آئیں اور اسکے آگے کھڑی ہوئیں - ایک کہنے لگی کہ میں اور یہ عورت دونوں ایک ہی گھر میں بود و باش رکھتی تھیں - میرے ایک بچہ پیدا ہوا - اور اس کے تیسرے دن اُس عورت کے بھی بچہ ہوا مگر وہ اُسی رات کو مر گیا - کیونکہ وہ اس بچہ پر لیٹ گئی تھی - وہ آدھی رات کو اُٹھی میرے بیٹے کو اپنی گود میں اُٹھا لیا - اور اپنے مُردہ بچہ کو میری بغل میں ڈال دیا - جونہی میں بیدار ہوئی تو دیکھتی ہوں کہ مردہ بچہ میری گود میں ہے - میں نے غور کیا تو پہچان لیا کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے - مگر دوسری عورت نے نہ مانا - وہ کہتی رہی کہ جو جیتا ہے میرا بیٹا ہے اور جو مر گیا وہ تیرا ہے - بادشاہ کے سامنے بھی وہ دونوں عورتیں حجت کرتی رہیں

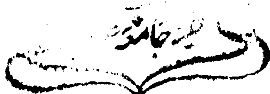
دانشمند حاکم نے انصاف کیا کہ زندہ بچہ کے دو ٹکڑے کئے جائیں اور آدھا آدھا دونوں جھگڑنے والیونکو تقسیم کر دیا جائے۔ جس عورت کے دل میں لڑکے کی ماما تھی وہ بیتاب ہو کر کہنے لگی اے میرے مالک یہ جیتا بچہ دوسری کو دیدے مگر جسکا بچہ نہ تھا وہ بولی چیر ڈالو اور آدھا مجھکو دیدو۔ بادشاہ نے پہچان لیا کہ دونوں میں کون سچا ہے۔ اور حکم دیا کہ یہ بچہ اُس کو دیا جائے جسکے دل میں ماما کا درد ہے"۔

مندرجہ بالا حکایت پر صحیفۂ سلاطین کی مہر تصدیق ثبت ہے۔ لیکن علمائے بنی اسرائیل نے عظمت و جبروت سلیمانی کا نقارہ بجانے کے لئے اپنے شہنشاہ اعظم کی بابت ایسے ایسے عجیب وغریب افسانے مذہبی کتابوں میں درج کئے ہیں کہ اُن کو اردو زبان میں منتقل کیا جائے تو طلسم ہوش رُبا کا ایک نیا دفتر مرتب ہو۔ اور دقیانوسی قصوں کا بازار سرد ہو جائے۔ مگر ہمارا موضوع سخن بنی اسرائیل کی تباہی ہے نہ کہ اُن کے عروج وکامیابی کی قصیدہ خوانی۔ شان وشوکت کی کہانی صرف اس ضرورت سے یاد دلائی گئی کہ وہ داستانِ زوال کا دیباچہ ہے۔ اور اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر یہود کی بوستان خیال سے صرف چند کہانیاں بطور نمونہ کے بیان کی جاتی ہیں۔ تاکہ ترک الکل فوت الکل کا الزام نہ آئے۔ اور ناظرین اس "گلستانِ مجمل" سے بہار مفصل کا قیاس کر لیں۔

ہوائی قالین

(۱) جب شہنشاہ بنی اسرائیل کو قادر ذوالجلال کی سرکار سے تمام انسانوں، جنوں، پریوں حیوانات، وحوش وطیور پر حکومت عطا ہوئی تو اس عظیم الشان سلطنت کی نگرانی اور محافظت کے لئے ایک ہوائی قالین بھی عنایت ہوا۔ جسپر نزول اجلال فرما کر آپ اقصائے عالم کا گشت لگاتے اور رعایا کی خبر گیری فرماتے تھے۔ یہ قالین دھانی رنگ کے ریشم کا تھا۔

لہ یہ افسانے قاموس الحکایات سے ماخوذ ہیں۔



اور اُس پر نفیس زردوزی سے نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ یہ ہوا کے دوش پر چلنے والا شہر ۶۰ میل لمبا اور ۶۰ میل چوڑا تھا۔ سرداران فوج۔ شہزادے۔ رؤسا۔ امرا، درباری اور لشکری ہمرکاب ہوتے تھے۔ آصف بن برخیا وزیر اعظم۔ بادشاہ دیوان مسمے بہ "رام رتھ" شیر و نکار رب النوع اور طیور کے سردار بھی خدمت کے لئے حاضر رہتے تھے۔ سُرعت کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ دمشق میں صبح کو ناشتہ کرتے اور ترکستان میں شام کا کھانا تناول فرماتے تھے۔

ایک دن بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ اب دنیا میں کوئی شخص مجھ سے زیادہ ذی رتبت نہیں ہے۔ ہوا کے فرشتے نے فوراً چالیس ہزار لشکری قالین پر سے گرا دئے اور بادشاہ کو فہمائش کی کہ آپ کی عزت و منزلت مُلکِ مقتدر کی عبادت سے ہے۔ مالک الملک کی عظمت یاد رکھئے تو سب آپ کے مطیع و زیر فرماں رہیں ورنہ دوسرے بنی آدم پر آپ کو فضیلت نہیں ہے۔

ایک دن بادشاہ مع اپنے لشکر کے قالین پر سوار عجائبات عالم کا تماشا دیکھ رہے تھے کہ ایک وادی پر گزر ہوا جسمیں چیونٹیاں آباد تھیں۔ بادشاہ کو تمام حیوانات اور حشرات الارض کی آواز سننے اور گفتگو سمجھنے کی قابلیت مالک دوجہان نے عنایت کی تھی۔ آپ نے سُنا کہ ایک چیونٹی اپنے ہمقوموں سے کہتی ہے "اپنے اپنے گھروں میں چھپ جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ لشکر کا انبوہ تم کو کچل ڈالے"

بادشاہ نے یہ سُنکر ہوا کو حکم دیا کہ قالین نیچے اتارے۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ وادی النمل کی سب چیونٹیاں طلب کی گئیں اور اُن سے سوال کیا گیا کہ تم میں سے کس نے مکانوں میں پوشیدہ ہو جانے کی ہدایت کی۔

ایک سیاہ رنگ کی چیونٹی جو اس وادی کی ملکہ تھی اور اُس کا نام کُشما تھا حاضر ہوئی

اور عرض پرداز ہوئی کہ میں نے یہ ہدایت کی تھی کیونکہ مجھکو اندیشہ تھا کہ شاید میرا کوئی محکوم لشکر کے تماشہ میں مصروف ہوکر ایک ساعت۔ کے لئے خالق ارض وسما کی حمد وثنا سے غافل ہو جائے۔ اور اُس کی مختصر زندگی کی وہ ساعت بیکار ضائع ہو۔

بادشاہ نے متحیر ہوکر اُس چیونٹی کو اُٹھالیا۔ اپنے دست مبارک پر جگہ دی اور دریافت کیا کہ اُس نے دنیا میں کوئی شخص سلیمان سے بزرگ تر بھی دیکھا ہے یا نہیں۔ چیونٹی نے جواب دیا کہ میرا مرتبہ آپ سے اعلیٰ ہے۔ اگر میں خداوند کی سرکار میں صاحب عظمت نہ ہوتی تو خدا آپ کو میرے پاس نہ بھیجتا۔ اور آپ مجھکو اپنے ہاتھ پر جگہ نہ دیتے بادشاہ نے یہ سنکر چیونٹی کو پھینکدیا اور ہوا کو حکم دیا کہ قالین کو رواں کرے۔ چیونٹی نے آواز دی کہ جائیے جائیے۔ مگر خدا کا نام کسی وقت فراموش نہ کیجیئے گا۔ آپ مالک الملک سے سرتابی نکریں تو کوئی آپ سے سرتابی نکریگا۔"

خاتم سلیمان (۲) بنی اسرائیل کے شہنشاہ اعظم کو مالک دوجہاں نے ایک عجیب وغریب انگوٹھی عنایت کی تھی جسکے نگینے پر اسم اعظم کندہ تھا اور اُس کی برکت سے تمام جن وانسان بادشاہ کے مسخر تھے۔

ایک دن موقع پاکر بھوتوں کے راجہ "اشمیدئی"[۱] نے جو انگشتری کی قوت سے بادشاہ کا

---

[۱] عبادت گاہ کی تعمیر شروع کرنے سے پہلے حضرت سلیمانؑ نے عہد کیا تھا کہ اس مقدس مکان کے بنانے میں لوہے کا کوئی اوزار استعمال نہیں کیا جائیگا۔ جب کام شروع ہونیکا وقت آیا تو متفکر ہوئے کہ اس عہد کی ایفا کس طرح ہو کیونکہ اُسوقت تک کوئی ایسا آلہ ایجاد نہیں ہوا تھا جو لکڑی چیرنے اور پتھر کاٹنے کی خدمت لغیر لوہے کی مدد کے انجام دیسکے۔

علما واحبار سے مشورہ کیا۔ اُنھوں نے بتایا کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں ایک کیڑا تھا جسکو "شامیر" کہتے تھے اور وہ سنگ فود میں سوراخ بنایا کرتا تھا۔ (اس فود کا نام توریت کی کتاب احبار

محکوم تھا وہ انگوٹھی دریا میں پھینکدی حضرت سلیمان کا جاہ وجلال رخصت ہوا۔ ارکان سلطنت میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۹) باب ۸ آیت ۷ میں موجود ہے) شامیر کی تلاش شروع ہوئی۔ مگر پردہ عالم پر اُس کا نشان نہ ملا۔ اعمال وادعیہ کی ریاضات شاقہ برداشت کرکے ایک عفریت تابع کیا گیا۔ اور اُس سے شامیر کا پتہ پوچھا گیا وہ بولا کہ شاہ دیوان اشمیدئی کے سوا اُس کیڑے کا پتہ کوئی نہیں بتا سکتا۔ تحقیق مزید سے معلوم ہوا کہ اشمیدئی کی جائے سکونت ایک اونچے پہاڑ پر ہے۔ جہاں اُس نے آبنوشی کے لئے ایک حوض بنایا ہے۔ وہ روزانہ الٰہیات کا درس لینے افلاک پر جاتا ہے اور حوض کا مُنھ بند کرکے اپنی مہر لگا دیتا ہے۔ جب آسمان سے واپس آتا ہے تو مہر توڑکر حوض کھولتا ہے اور پانی سے سیراب ہوتا ہے۔

بادشاہ نے اپنے وفاشعار اور معتبر خادم بنایا بن ۔۔۔ کو اشمیدئی کی گرفتاری پر مامور کیا اور اُس کو ایک طلسمی زنجیر عنایت کی جسکے چھلوں پر اسم اعظم کندہ تھا۔ بنایا ہیہ زنجیر، چند مشکیں شراب کی اور ایک گٹھا اون کا لیکر اشمیدئی کی سکونت گاہ ڈھونڈھنے نکلا۔ بڑی کوشش سے کوہِ معہود پر پہونچا۔ حوض تلاش کیا۔ اُس کے نشیب میں دوسرا حوض بنایا اور بالائی سمت میں بھی ایک حوض کھودا۔ نالی بناکر حوض خاص کا پانی نشیبی حوض میں گرایا اور بالائی حوض سے سوراخ بناکر شراب کی مشکیں حوض خاص میں پہونچا دیں۔ دونوں جدید حوضوں کے نشان مٹائے اور ایک گوشہ میں پوشیدہ ہوکر اشمیدئی کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔

راجہ افلاک سے واپس آیا۔ مہر توڑکر حوض کا مُنھ کھولا مگر پانی کی جگہ شراب دیکھ کر دریائے حیرت میں غرق ہوگیا۔ اُس کو شراب سے نفرت تھی۔ مگر تشنگی نے بیقابو کردیا تھا۔ پی اور سیر ہوکر پی۔ شراب نے خاصیت دکھائی۔ شاہ دیوان مدہوش ہوا۔ اور حوض کے کنارے غافل ہوکر سو رہا۔ بنایا موقع کا منتظر تھا۔ کمینگاہ سے نکلا۔ طلسمی زنجیر راجہ کے گلے میں ڈالی اور اُس کو ہوشیار کیا وہ بیدار ہوا تو خود کو محبوس بلا دیکھ کر شیر کی طرح گرجنے لگا۔ مگر زنجیر توڑنے کی قوت نہ تھی۔

تزلزل عظیم واقع ہوگیا۔ "اشمیدئی" بادشاہ کی صورت بنکر تخت سکومت پر قابض ہوا - اور حضرت سلیمانؑ کو مجنوں و دیوانہ کا خطاب دیکر محلسرا سے نکلوا دیا - وہ شہر میں ہر ایک ئیں و

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۰) اسم اعظم سے مغلوب تھا - بنایا کا تابع فرمان ہوا - اور اس کے ہمراہ دربار سلیمانی کی طرف گامزن ہوا - راستے میں ایک اندھا پیر مرد ملا - جو شاہراہ سے بھٹک کر غلط جا رہا تھا - راجہ نے اُس کو صحیح راہ بتائی - آگے بڑھے تو ایک بدمست جوان ملا - جو نشہ سے مخمور لڑکھڑاتا ہوا ٹیڑھی پگڈنڈی پر جا رہا تھا - راجہ نے اُس کو بھی شاہراہ کی رہنمائی کی - کچھ دور چلکر ایک برات ملی - دلھن بیاہ کر لائے تھے - گاتے بجاتے خوشیاں مناتے راستہ کاٹ رہے تھے - راجہ اس مجمع کو دیکھ کر رونے لگا - اور آگے چلے تو دیکھا کہ ایک شخص موچی کو جوتا بنانیکا حکم دے رہا ہے - اور یہ شرط لگاتا ہے کہ پاپوش ایسی مضبوط ہونی چاہیئے کہ سات برس تک اس کا ٹانکا نہ اُدھڑے - راجہ یہہ گفتگو سنکر خوب ہنسا - چند قدم کے بعد ایک جادوگر ملا جو چوک میں بیٹھا ہوا سحر کے تماشے دکھا رہا تھا - اور اخبار غیب بیان کرتا تھا - راجہ اُس کو گالیاں دینے لگا -

ان عجیب حرکات سے بنایا کا پیمانہ تحمل لبریز ہو چکا تھا - اُس نے اشمیدئی کو روکا اور حیرت انگیز کارروائیوں کا موجب اور باعث دریافت کیا -

شاہ دیوان نے کہا کہ وہ نابینا بڈھا ایک مرد صالح اور پرہیزگار ہے - میں نے ملکوت میں سنا ہے کہ وہ آخرت میں بڑے مراتب سے سربلند ہوگا - اور جو لوگ اُس کی مدد اس دنیا میں کریں گے اُن کو بھی عالم اُخروی کی نعمات سے حصہ ملیگا - لہٰذا میں نے اُس کو صحیح راستہ بتایا تاکہ حساب وکتاب کے دن اس کی طفیل میں میرے نامۂ اعمال کی سیاہی کچھ کم ہو جائے - وہ بدمست شرابی نہایت بدکار و بدمعاش ہے مگر کبھی کبھی نیک افعال بھی اُس سے سرزد ہو جاتے ہیں - میں نے اُس کے ساتھ نیکی کی اور سیدھا راستہ بتایا تاکہ اُس کی بھلائیوں کا معاوضہ اسی دنیا میں مل جائے اور عاقبت کے لئے سوائے فساد اور خسران کے کچھ باقی نہ رہے -

وامیر کے پاس جاتے لیکن کوئی اُن کو شناخت نکر سکتا تھا۔ بعض وفاداروں کو خفیف مشابہت معلوم ہوتی تھی۔ وہ تحقیق کرتے تو دعویٰ بے ثبوت پایا جاتا۔ "اشمیدیٰ" قصر شاہی میں موجود تھا اور ہر شخص اُسی کو سلیمان سمجھتا تھا۔

شہنشاہ گلی کوچوں میں کہتے پھرتے تھے کہ میں بنی اسرائیل کا بادشاہ سلیمان ہوں لیکن خلقت اُن کو دیوانہ تصور کرتی تھی اور کسی کو اُن کے قول سے بوئے صداقت محسوس نہوتی تھی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۱) براتی گا بجا رہے تھے اور یہ نہ جانتے تھے کہ دولھا ۳۰ دن میں مرجائیگا اور اُسکی دولھن کو ۱۳ برس تک بیوگی کے مصائب برداشت کرنا ہونگے۔ تب اُس کے دولھا کا بھائی جو اس وقت بچہ ہے بالغ ہوگا اور شریعت موسوی کے مطابق بھاوج سے عقد کریگا۔ اس لئے اُنکی غفلت اور بے محل مسرت وشادمانی پر مجھکو عبرت ہوئی اور میرے آنسو نکل آئے۔
جو شخص جوتہ بنانے کی فرمائش کر رہا تھا اور ایسی پاپوش کا خواستگار تھا کہ سات برس تک کام دے۔ اس راز سے ناواقف تھا کہ سات دن بھی اُس کے جینے کی اُمید نہیں ہے۔ لہٰذا اُس کی نادانی پر مجھکو ہنسی آئی۔ وہ بیوقوف ساحر غیب کی خبریں بیان کرتا تھا اور اتنا بھی نہ جانتا تھا کہ جس مقام پر بیٹھا ہے اُس کے نیچے بڑا خزانہ دفن ہے جو نکالا جائے تو کئی خاندانوں کی پرورش کو کافی ہو۔ اسواسطے مجھے اُس کی لافزنی پر غصّہ آیا اور میں نے اُس کو گالیاں دیں۔
المختصر یہ غیب دان راجہ گرفتار کرکے یروشیلم لایا گیا۔ اور "شامیر" کا پتہ دریافت کیا گیا۔ اُس نے بتایا کہ "شامیر" تحت البحر کے ملک الجن کی نگرانی میں ہے۔ اور ایک مرغ صحرائی کے سپرد ہے۔ جو اس کیڑے سے پہاڑ کی چٹانوں کو ترشواتا ہے اور اُن میں خوراک کا سامان فراہم کرکے اپنے انڈے بچے دیتا ہے۔ اطاعت گزار بنایا۔ مرغ صحرائی کی جستجو میں نکلا اور اُس کا کوہستانی

صحیفۂ "واعظ" کے باب اول آیت ۱۲ لغایت ۱۸ میں ہے کہ "میں یروشلیم میں بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا اور مینے دل لگایا کہ جو کچھ آسمان کے نیچے کیا جاتا ہے اُس سب کی تحقیق و تفتیش کروں۔ کیونکہ خدا نے بنی آدم کو یہ سخت دُکھ دیا ہے کہ وہ مشقت میں مبتلا رہیں۔ مین نے بڑی ترقی کی۔ بلکہ اُن سبھوں سے جو مجھ سے پہلے یروشیلم میں تھے زیادہ حکمت حاصل کی لیکن معلوم ہوا کہ حکمت میں بہت غم ہے اور علم میں ترقی دُکھ کی فراوانی ہے"!

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۲) آشیانہ تلاش کرلیا۔ حکمت عملی سے مُرغ کی غیبت میں اس آشیانہ پر شیشے کی مضبوط چادر جڑ دی اور پوشیدہ ہوکر اس صحرائی پرند کی واپسی کا انتظار کیا۔ جب وہ جانور آیا تو دیکھا کہ گھوسلے کا مُنھ شیشے سے بند ہے۔ بچے نظر آتے ہیں مگر اُن تک رسائی ممکن نہیں۔ وہ "شامیر" کو مقام محفوظ سے لایا تاکہ اُس کے ذریعہ سے شیشہ تراشا جائے۔ جیسے ہی مرغ "شامیر" کو لیکر پہونچا۔ بنایا نے ایسا ہیبت ناک نعرہ مارا کہ مُرغ نے خوفزدہ ہوکر "شامیر" کو گرادیا۔ بنایا نے لپک کر "شامیر" کو اپنے قبضہ میں کیا اور یہ نایاب تحفہ بادشاہ بنی اسرائیل کی خدمت میں حاضر کردیا۔ نہ صرف اشمیدیٔ اور شامیر بلکہ تمام ارواح لطیف سکان کرہ ہوا و خطۂ ارض و تحت الارض اور تمام دیو حضرت سلیمانؑ کے تابع تھے اور اُنھیں کی مدد سے ہیکل سلیمانی کی تعمیر ہوئی جب عمارت کی بنیاد رکھی گئی تو ایک شیطان "ارنیاس" نام نے شرارت شروع کی وہ روزانہ شام کے وقت کارگیروں کے پاس آتا۔ چودھری کے چھوٹے لڑکے کی آدھی خوراک کھاجاتا اور اس کے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے سے تھوڑا خون پی لیتا تھا۔ لڑکا آہستہ آہستہ سوکھنے لگا۔ معمار فکرمند ہوئے بادشاہ نے سُنا تو اُن کو بھی رنج ہوا۔ اور اس عفریت پر قابو پانے کے لئے درگاہ مالک الملک میں التجا کی۔ سرکار لایزال ولم یزل سے ایک انگوٹھی عنایت ہوئی جس پر اسم اعظم منقوش تھا یعنی پانچ "الف" کھدے ہوئے تھے۔ (!!!!!) اس انگشتری کی خاصیت تھی کہ جب تک وہ دستِ مبارک میں رہے۔ تمام دیو جن پری۔ شیطان مطیع و فرمانبردار رہیں

یہ دانشمندانہ اقوال عہدنامۂ قدیم میں محفوظ ہیں لیکن اُسوقت تقدیر کا ستارہ گردش میں تھا - ابتلا اور مصیبت کا دور تھا - ان فلسفیانہ مواعظ کو کون سنتا - ہر طرف سے یہی جواب ملتا تھا کہ یہ واعظ مجنون ہے اور اُس کو سلیمان بننے کا خبط دامنگیر ہے - شدائد مالا یُطاق سے فرار مرسلین کی سنت ہے - مجبور ہوکر دارالحکومت سے ہجرت کی شہر چھوڑکر جنگلوں کی خاک چھانی وہاں بھی سکون میسر نہوا - اور کسی جگہہ آرام نہ ملا - جنگلوں بیابانوں کی خاک چھانتے تین برس گزر گئے - کبھی روٹی میسر آئی اور کبھی نہ آئی - تن پہ کپڑا کبھی تھا اور کبھی نہیں - آخرکار گداگری کرتے اور بھیک مانگتے ہوئے اپنے موروثی دشمن بنی عمون کے دارالسلطنت مشیم میں پہونچے - بھوکے پیاسے نیم برہنہ شہر کے چوک میں کھڑے تھے کہ راجہ کا باورچی اجناس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳) یہ انگوٹھی داستان نگاروں کی عنایت سے "خاتم سلیمان" کے نام سے دنیا میں مشہور ہوئی - اور اُس کے گم ہونے سے ایک دردناک سانحہ پیش آیا جس کا بیان متن کتاب میں کیا گیا ہے - قصہ مختصر - اس خاتم کی طاقت سے "ارنیاس" گرفتار کیا گیا طلسمی زنجیروں سے جکڑکر عبادتگاہ کے لئے پتھر گڑھنے کی خدمت پر مامور ہوا - اور چودھری کے لڑکے نے دوبارہ زندگی پائی اتفاقاً ایک بڈھے کاریگر نے بادشاہ کے حضور میں اپنے بیٹے کی نافرمانی اور گستاخی کی شکایت کی - اور عرض پرداز ہوا کہ شریعت موسوی کی مطابق بے ادب لڑکا قتل کردیا جائے - ارنیاس یہ عرضداشت سنکر خوب ہنسا - بادشاہ نے قہقہہ بے ہنگام کا سبب پوچھا "ارنیاس" نے کہا کہ یہ بیخبر باپ اپنے بیٹے کو سزا دلانا چاہتا ہے مگر اُس کو معلوم نہیں کہ تین دن میں یہ لڑکا خودبخود مرجائیگا - اور اُس کی موت پر سب سے زیادہ غم والم اُسی بڈھے کو ہوگا - بادشاہ نے دریافت کیا کہ یہ خبرِ غیب شیطان کو کیونکر معلوم ہوئی - عرض کی کہ ہم شیاطین اکثر آسمانوں پر صعود کرتے ہیں اور وہاں فرشتوں اور ستاروں کے درمیان فلک اول کے نیچے ہوا میں اڑتے ہیں - بنی آدم کے متعلق دفتر قضا و قدر سے جو احکام صادر ہوتے ہیں وہ بیشتر ہم کو معلوم ہوجاتے ہیں - مگر

خوردنی کا بار گراں لئے ہوئے اُدھر سے گزرا۔ اس جوان کو شارع عام پہ سراسیمہ اور بدحواس دیکھ کر اشارے سے اپنے پاس بلایا اور حکم دیا کہ اس کا سامان شاہی محل تک پہونچا دے۔ غریب الوطن اس خدمت کو قوت لایموت کا وسیلہ سمجھکر راضی ہوا اور اُس بار گراں کی حمالی کی۔ مطبخ میں پہونچکر باورچی نے مزدور کو روٹی کھلائی اور اس کی درخواست پر خدمت گزاری کے لئے اپنے پاس رکھ لیا۔

چند روز یوں ہی گزرے دن رات کی خدمت و بندگی تھی۔ مگر شکم سیر رہتا تھا اسلئے یہ بھی منظور کیا۔ رفتہ رفتہ باورچی کو معلوم ہوا کہ اس مزدور کو کھانا پکانے میں کچھ دخل ہے اور بعض اقسام کے شاہی کھانے خوب پکا سکتا ہے۔ اُس نے ایک دن چند قابین لطیف اغذیہ کی پردیسی کی تیار کی ہوئی راجہ کے دسترخوان پر پیش کیں۔ حاکم کو پسند آئیں اور یہ مزدور منظور نظر سلطانی ہوکر مطبخ کا داروغہ مقرر ہو گیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۴) اس کرۂ ہوا میں کوئی جگہ ہمارے لئے آرام کرنے یا ٹیک لگانے کی نہیں ہے۔ تھوڑے ہی دیر میں ہماری قوت سلب ہو جاتی ہی اور ہم کمزور ہوکر کوندنیوالی بجلی کی طرح یا درختوں سے گرنے والے پتوں کی مثال زمین پر یکایک آ جاتے ہیں۔ جاہل سمجھتے ہیں کہ ستارے ٹوٹ رہے ہیں مگر در اصل یہ معاملہ نہیں ہی۔ ستارے آسمان میں جڑے ہوئے ہیں اور گر نہیں سکتے۔ ہمارے نزول پر اُن کو ستاروں کے گرنے کا خیال ہوتا ہی۔

بادشاہ کو یہ عجائب و غرائب سنکر تعجب ہوا۔ اور پیر مرد کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر واپس جائے۔ اُس کی درخواست پر پانچ دن کے بعد احکام صادر ہوں گے۔ جب مقررہ میعاد گذر گئی اور بڈھا نہ آیا تو بادشاہ نے اس کو طلب کیا۔ وہ گریبان چاک کئے افسردہ و مغموم آیا اور بیان کیا کہ اُس کے گھر کا چراغ دو دن ہوئے کہ گل ہو گیا۔ بادشاہ کو یقین ہوا کہ "ارنیاس" نے سچ کہا تھا۔ اور واقعی شیاطین کو اخبار غیب بعض اوقات معلوم ہو جاتے ہیں۔ (ماخوذ از قاموس الحکایات)

بخت برگشتہ کو اتنی جمعیت و فراغت بھی ناگوار ہوئی۔ راجہ کی لڑکی "لغامہ" کی آنکھ اتفاقاً اس مصیبت زدہ پر پڑی اور سودائے محبت میں گرفتار ہو کر ننگ و ناموس کو خیر باد کہنے پر تیار ہو گئی۔ عشق چھُپنے کی چیز نہیں۔ پہلے ماں کو خبر ہوئی۔ اُس نے بیٹی کو سمجھایا بجھایا نشیب و فراز سے آگاہ کیا ہمچشموں میں بے آبروئی سے ڈرایا مگر محبت کی دیوانی پر کچھ اثر نہ ہوا۔ راجہ تک خبر پہونچی۔ اُس کو بہت طیش آیا اور عاشق و معشوق کے قتل پر مستعد ہو گیا مصیبت کے دن ابھی پورے نہ ہوئے تھے۔ آخری وقت میں رائے تبدیل ہو گئی۔ اور کشمکش حیات سے نجات دینے کے بدلے اُس نے ان دونوں گرفتاران بلا کو ریگستان میں چھڑوا دیا۔ تاکہ وہاں مصائب و آلام سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دنیا سے رخصت ہوں۔

موت مانگوں تو رہے آرزوئے خواب مجھے ڈوبنے جاؤں تو دریا ملے پایاب مجھے

فرشتۂ اجل ان مظلوموں سے دور دور بھاگتا تھا بے آب و گیاہ ریگستان میں بھی حیات کا رشتہ نہ ٹوٹا اور یہ دونوں بیگناہ گرتے پڑتے جنگلوں اور میدانوں کو عبور کرتے ایک بستی تک پہونچے۔ جو سمندر کے کنارے واقع تھی۔

"لغامہ" کے بدن پر کچھ زیورات باقی رہ گئے تھے اُن کو بیچکر ایام گزاری کرنے لگے۔ ایک دن بازار سے مچھلی خریدی اور "لغامہ" کو صاف کرنے کیلئے دی۔ اُس مچھلی کے شکم سے وہی گمشدہ انگشتری برآمد ہوئی۔ "لغامہ" نے شوہر کو دکھائی۔ مظلوم بادشاہ نے فوراً شناخت کر کے اپنی اُنگلی میں پہنی۔ اور قادر ذوالجلال کا شکر ادا کیا۔

انگوٹھی پہنتے ہی صورت بدل گئی۔ چہرے پر جاہ و جلال برسنے لگا۔ جنات حاضر ہوئے اور شہنشاہ کو مع "لغامہ" کے یروشیلم پہونچا دیا۔ اُن کی صورت دیکھتے ہی "اشمیدئی" بھاگا۔ اور تاج سلطنت دوبارہ حضرت سلیمان کے سر پر رکھا گیا۔

چند روز کے بعد شہنشاہ نے عمون کے راجہ اور رانی کو یروشیلم میں طلب کیا۔ وہ اپنی

داروغہ مطبخ کو پہچان نہ سکے اُن سے جواب طلب کیا گیا کہ بگیناہ داروغہ اور راجکماری "لغامہ" کا خون کیوں کیا گیا۔ راجہ خوفزدہ ہو کر عاجزی سے عرض کرنے لگا کہ وہ دونوں قتل نہیں کئے گئے بلکہ ایک سنگین جرم کی پاداش میں ریگستان میں قید کر دئے گئے تھے معلوم نہیں کہ جیتے ہیں یا مر گئے۔

شہنشاہ نے پوچھا کہ تم اُن دونوں کو شناخت کر سکتے ہو؟ عرض کی "بیشک" اس جواب پر ہنسی آئی حکم دیا کہ بیگم دربار میں حاضر کی جائے۔ وہ البسہ فاخرہ زیب تن کئے ہوئے والدین کے سامنے آئی تو راجہ بدحواس ہو گیا۔ ارشاد ہوا کہ دیکھو اور پہچانو میں سلیمان بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوں۔ مقدر کی گردش سے ایک دن تمھارا باورچی تھا اور یہ وفادار بیگم تمھاری بیٹی "لغامہ" ہے ایک وقت وہ تھا کہ تم اُس کی داستان عشق اپنے خاندان کے لئے موجب ننگ ورسوائی سمجھتے تھے مگر آج سے اپنی قسمت پر ناز کرو گے کہ تمھاری لڑکی شہنشاہ بنی اسرائیل کے محل میں داخل ہوئی۔ یہی دنیا کا کارخانہ ہے۔

(۳) حضرت سلیمان نے صحیفہ "واعظ" اور "امثال" میں عورتوں کی بہت مذمت کی ہے۔ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔ "میں نے موت سے تلخ تر اُس عورت کو پایا جسکا دل پھندا اور جال ہے اور جسکے ہاتھ ہتھکڑیاں ہیں۔ جس سے خدا خوش ہے وہ اُس سے بچ جائیگا۔ لیکن گنہگار اُسکا شکار ہوگا۔ میں نے ہزار میں ایک مرد پایا۔ لیکن ان سبھوں میں عورت ایک بھی نہ ملی۔" روستہ الکبریٰ

دوسری جگہ لکھتے ہیں "تیرا دل اُس کی راہوں کی طرف مائل نہو۔ تو اس کے راستوں میں گمراہ نہونا۔ کیونکہ اُس نے بہتوں کو زخمی کر کے گرا دیا ہے۔ بلکہ اُس کے مقتول بے شمار ہیں اُس کا گھر پاتال کا راستہ ہے اور موت کی کوٹھریوں کو جاتا ہے۔" لیکن وہ خود جنس لطیف سے بہت مانوس تھے۔ محل میں ایکہزار بیگمات اور حرمیں تھیں۔ مگر آپ کو سب سے زیادہ الفت "بتھیا" سے تھی جو فرعون مصر کی صاحبزادی تھی۔ کہتے ہیں کہ یہ شہزادی نازوانداز

حسن وجمال میں بے مثال تھی۔ اپنے وطن سے ایک ہزار آلات موسیقی ہمراہ لائی تھی۔ اور اُس کو ہزاروں دلکش گیت یاد تھے۔

حضرت سلیمان کا سب سے بڑا کارنمایاں مقدس عبادت گاہ کی تعمیر تھا جس دن اُس مہتم بالشان خدمت سے فراغت ہوئی اُسی روز شہزادی "بتھیا" سے عقد ہوا ہیکل سلیمانی کی تکمیل سے تمام قوم خوش تھی اور سارے شہر یروشیلم میں چراغاں تھا۔ لیکن قصر شاہی میں اُس رات دو عیدین جمع تھیں۔ فرعون کی بیٹی سے شادی کی خوشی تکمیل عبادتگاہ سے بھی زیادہ تھی۔ تمام اراکین ریاست شہنشاہ اعظم کی مدح وثنا سے رطب اللسان تھے اور اپنے عزیز حاکم کی خوابگاہ کے لئے ایک عجیب شامیانہ بنوایا تھا جسمیں بیش بہا موتی ایسی صناعی سے جڑے تھے کہ شب تار میں ستاروں کی طرح جگمگاتے تھے۔

دانشمند حاکم انسان ہی تھے۔ عیش وراحت کے طلسم میں ایک ساعت کے لئے یاد خدا سے غفلت ہو گئی۔ حسب معمول نصف شب کے بعد بیدار ہوئے اور معبود حقیقی کے سامنے سر نیاز جھکانے کا ارادہ کیا مگر موتیوں کی جگمگاہٹ سے دھوکا ہو گیا۔ کہ ابھی رات بہت باقی ہے۔ اور ستارے خوب چمک رہے ہیں۔ اس لئے پھر سو رہے۔ اُسیوقت ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اور اُس نے سمندر میں نرکل کا ایک ٹکڑا قائم کیا۔ شہنشاہ کو خبر نہیں۔ وہ صبح کے دس بجے تک سوتے رہے۔ "ہیکل" کی کنجیاں حضور کے تکیہ کے نیچے تھیں عبادتخانہ میں صحیح وقت پر نماز اور قربانی کے رسوم ادا نہ ہو سکیں۔ عبادت گزار آزردہ ہوئے مگر بادشاہ کو بیدار کرنے کی مجال نہ تھی۔ جب غفلت کا پردہ چاک ہوا اور خوابگاہ سے باہر تشریف لائے تو اوراد ووظائف کے ناغہ ہونے پر سخت صدمہ ہوا۔

اُدھر اس فرشتے کے گاڑے ہوئے نرکل کے گرد ریت جمع ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ اُس جگہ ایک جزیرہ بن گیا۔ مدتوں کے بعد اس جزیرہ میں ایک جنگل تیار ہوا اور جزیرہ کی اراضی

بڑھ کر برا عظم ہوگئی۔ آخر کار اُسی جنگل کو کاٹ کر "روما" کی بنیاد اُسی سرزمین پر رکھی گئی اور یہی وہ عظیم الشان سلطنت تھی جو "رومتہ الکبریٰ" کے نام سے دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہیگی۔ اور جس نے یروشیلم کو سنہ ۷۰ء میں ایسا تباہ و برباد کیا کہ اس کے بعد بنی اسرائیل کی عظمت پھر قائم نہ ہوسکی۔ یوں کہئے کہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر سے جس دن فراغت ہوئی اُسی دن تباہی بنی اسرائیل کا بیج بویا گیا۔

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی ہیولا برق خرمن کا ہی خون گرم دہقاں کا

چوتھا باب

آغازِ زوال

وفات حضرت سلیمان کا اعلان زوالِ سلطنت بنی اسرائیل کی عبرتناک داستان کا عنوان تھا۔ فلاکت و مصیبت کے بادل عہد زرّین کے تمام ہونے سے پہلے ہی جمع ہونے لگے تھے۔ ایک روشن ضمیر حکیم اخیاہ[۱] نام قبیلۂ افراہیم کے سردار "یربعام[۲]" کو سلطنت کی بشارت دے چکے تھے۔ اور شاہ موعود عقوبت سلطانی کے خوف سے فرار ہوکر مصر میں پناہ گزین تھا

---

[۱] صحیفہ سلاطین میں اخیاہ کو نبی لکھا ہے۔ وہ ایک سیاح تھے۔

[۲] یربعام افرائیمی حضرت سلیمان کا ملازم تھا۔ ایک دن "یربعام" یروشیلم سے باہر جا رہا تھا کہ اخیاہ راہ میں ملے وہ نئی چادر اوڑھے تھے۔ اُس کے بارہ ٹکڑے پھاڑے اور یربعام سے کہا کہ اپنے لئے دس ٹکڑے لیلے۔ کیونکہ خداوند کہتا ہو کہ میں سلیمان کے ہاتھ سے سلطنت چھین لوں گا اور دس قبیلے تجھے دوں گا۔ لیکن داؤد کی خاطر سے اور یروشیلم کی خاطر سے ایک قبیلہ اُسکے پاس رہیگا۔

وہاں اب اُس فرعون کی حکومت نہ تھی جس نے اپنی بیٹی اسرائیل کے شہنشاہ کو نذر کی تھی۔ اور جس کی شادی کا جشن بڑے دھوم سے یروشلیم میں منایا گیا تھا۔ بلکہ اُس کا جانشین "شیشک" فرمانروائے ارضِ مصر تھا جو اسرائیلیوں کی سلطنت کو اپنا حریف اور رقیب تصور کر کے اُس کو تباہ کرنے اور ہیکل سلیمانی کے گراں بہا خزانے تاراج کرنے کا خواب دیکھ رہا تھا۔

یروبعام سے پہلے ایدوم کے تباہ شدہ شاہی خاندان کا ایک رکن "حداد" نام مصر میں پناہ لے چکا تھا۔ اور فرعون وقت کی سالی سے شادی کر کے صاحبِ مال و منال ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب داؤدی سپہ سالار "یوآب" نے ایدومیوں کا قتلِ عام کیا تھا تو یہ بچہ محافظوں کی جان نثاری اور وفاشعاری سے مدین اور فاران کے علاقوں میں پوشیدہ رکھا گیا۔ بالغ ہوا تو مصر پہونچا۔ اپنی شجاعت وجاہت اور دانشمندی سے فرعون کا منظورِ نظر ہو کر اُس کا ہم زلف بنا۔ اور موقع محل دیکھ کر وطن واپس آیا۔ غارتگروں کا ایک انبوہ فراہم کر کے شہنشاہ کے عاملوں سے نبرد آزمائی کرنے لگا۔ اور بحیرۂ احمر کی اسرائیلی تجارت خطرے میں ڈالدی۔

شمال میں دمشق کے قدیم شاہی خاندان کا ایک ملازم "ریزان" عَلَم بغاوت بلند کئے تھا اور شاہی سپاہیوں کو شکست دیکر دمشق اور اُس کے ملحقات پر متصرف ہو گیا تھا اور ماورائے ریگستان سے کنعان کی تجارت کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ حداد اور ریزان کی کامیابیاں دیکھ کر عمونیون اور موآبیوں نے بھی کروٹ بدلی تھی اور پچھلی سفاکیوں کا عوض لینے کیلئے وقت کے منتظر تھے۔

شمال غرب میں ایک زبردست طاقت دارالحکومت نینوا میں تیار ہو رہی تھی جو دمشق اور شام کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اور چند روز میں دنیا کی تاریخ کا ورق اُلٹنے والی تھی۔

جبتک عظمت واقبال سلیمانی کا آفتاب درخشان رہا۔ ہلکے بادلوں کی طرف کسی کی آنکھ نہ اٹھی۔ مگر سلطان السلاطین کی خبر وفات مشہور ہوتے ہی آفات وبلیات کی گھنگھور گھٹائیں دنیائے بنی اسرائیل پر چھاگئیں۔ اور زمین وآسمان تیرہ و تار ہوگیا۔

رجعام

۹۳۰ سنہ قبل مسیح میں رجعام بن سلیمان اپنے والد ماجد کے تخت پر جلوہ افروز ہوکر رؤسار قوم سے حلف وفاداری لینے سکم گیا۔ رعایا نے یربعام کو مصر سے بلوایا اور اُس کو سردار بناکر بادشاہ سے محصولوں میں کمی کا مطالبہ کیا۔ رجعام نے کہن سال اور جہاندیدہ بزرگوں سے مشورہ کیا۔ اُنھوں نے "سپر باید انداختن" کی صلاح دی۔ نوجوان ارکین حکومت نے اس رائے سے اختلاف کیا۔ ناتجربہ کار بادشاہ نے اپنے ہمسنوں کی بات مانی اور رؤسار سلطنت کو جواب دیا کہ "میرے باپ نے تم کو کوڑوں سے ٹھیک کیا تھا۔ میں تم کو بچھوؤں سے ٹھیک کرونگا۔"

سرکشی کی چنگاریاں پہلے سے سلگ رہی تھیں۔ آگ بھڑک اُٹھی۔ اسرائیلیوں کے دس طاقتور قبیلے باغی ہوگئے اور "سلطنت اسرائیل" کے نام سے شمال میں جداگانہ حکومت قائم کرلی۔ صرف دو اسباط یہوداہ اور بنیامین وفادار رہے۔ اور وہ شوکت و جبروت کی سلطنت جو حضرت داؤد نے اپنی جوانمردی اور شجاعت سے قائم کی تھی جس کو حضرت سلیمان کی اقبالمندی نے محسود عالم بنادیا تھا دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی۔

شمالی حصہ زرخیزی اور سرسبزی کی وجہ سے فلسطین کا باغ مشہور تھا۔ یافہ سے صیدون تک ساحل بحر اس کے علاقہ میں تھا۔ دریائے اردن وسطی حصہ کو سیراب کرتا تھا۔ ربلہ سے دان اور کوہ ہرمن کی ترائی تک اُس کی وسعت تھی۔ دس اسباط اس وسیع خطۂ ارض میں آباد تھے اور ان سب نے بالاتفاق یربعام کو اپنا بادشاہ بنایا۔

جنوبی حصہ رقبہ میں مختصر اور دولت میں کمتر تھا۔ پہاڑیوں کا سلسلہ تقریباً سارے ملک میں پھیلا

ہوا تھا۔ موآبیوں اور ایدومیوں کے صوبوں سے سرحد ملی تھی۔ لیکن یروشیلم کا مقدس شہر اسی حصہ میں واقع تھا اور رعایا نسبتاً بہادر اور جفاکش تھی۔ رحبعام کے تصرف میں رہی۔

ایک اقلیم میں دو بادشاہوں کا صلح و آشتی سے رہنا مشکل ہے فلسطین کے مختصر ملک میں دو حکومتیں امن و عافیت سے کیونکر بسر کر سکتی تھیں۔ خانہ جنگی شروع ہوئی۔ دشمن شاد دوست پائمال ہوئے۔ سلطنت کا نام ۲۴۴ سال تک قائم رہا لیکن سوائے تنزل و تباہی کے ترقی کا خواب دیکھنا بھی نصیب نہوا۔

مورخین نے اس طویل مدت کو چار دوروں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا دور "مخالفت" کا تھا جس میں رحبعام اور اس کے جانشین "سلطنت بنی اسرائیل" کو برباد کرتے اور کھوئے ہوئے علاقوں پر دوبارہ متصرف ہونیکی کوشش کرتے رہے۔ اُس کی میعاد ۶۰ سال تھی۔ دوسرا دور "ظاہری اتحاد" کا تھا۔ جس میں شام کی بڑھتی ہوئی قوت سے مقابلہ کرنے اور مرز بوم کو اغیار کے حملوں سے بچانے کے لئے دونوں سلطنتوں نے باہم اتفاق کیا۔ اس عارضی صلح کی میعاد ۸۰ سال تھی۔ تیسرا دور "دشمنی" کا تھا۔ دونوں حکومتیں لڑلڑ کر کمزور ہوگئیں۔ نینوا اور بابل کا آفتاب اقبال بلند ہوا۔ اور شمالی سلطنت تباہ ہو کر نینوا کا ایک صوبہ بنگئی۔ اس کی میعاد ۴۷ سال تھی۔ چوتھا دور "جانکنی" کا تھا۔ یروشیلم کی مختصر حکومت ازمنہ متوسطہ کی سلطنت غرناطہ کی طرح ہر طرف دشمنوں سے گھری تھی۔ کبھی نینوا سے ساز کرتی۔ کبھی مصر سے امداد مانگتی اور کبھی دونوں سے لڑتی تھی۔ بالآخر بابل نے اس حکومت کا نام و نشان مٹادیا۔ اس عالم نزع کی میعاد ۱۳۰ سال تھی۔

ان عہدوں کے بادشاہوں کی فہرست "صحیفۂ سلاطین" اور "صحیفۂ تواریخ" میں موجود ہے۔ مگر ان کی بدافعالیوں کی تفصیل ناظرین کے لئے دلچسپ نہیں۔

شمالی سلطنت

مختصر یہ کہ یربعام نے یہود کی ضد میں بتوں کی عبادت شروع کی۔ پرستش کے لئے مصر یا

کی طرح طلائی گوسالے بنوائے ہیکل سلیمانی کے جواب میں عالیشان صنم خانے تعمیر کرائے۔ اور فسق وفجور کا دروازہ کھولدیا۔ اس کا بیٹا صرف دو ہی سال حکمران رہا تھا کہ بعاشا نام ایک سردار فوج نے اُس کو قتل کر کے حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ مگر یہ جدید خاندان بھی چندروز میں بے چراغ ہو گیا۔ سپہ سالار اُمری سلطنت پر قابض ہوا اور یروشیلم کے مقابلے میں سامرہ آباد کر کے دارالحکومت بنایا۔

دمشق کی اجنبی سلطنت طاقتور ہو چکی تھی۔ اُمری کے جانشین اخی اب نے دو بار شام کی نوجوں کو شکست دی مگر بعد کو نینوا کی روز افزوں شوکت سے نبرد آزما ہونے کیلئے دمشق سے صلح کر لی۔ نینوا کے بادشاہ شامانیسر دوم نے اسی زمانہ میں سلطنت اسرائیل پر پہلی چڑھائی کی۔ اور قرقار کی لڑائی میں اسرائیلیوں اور شامیونکی متحدہ قوت کو شکست دی۔

اخی اب کی مشہور آفاق بیگم جزبیل کا نام مسیحی دنیا میں آج تک ظلم و جور کے لئے ضرب المثل ہے۔ جزبیل یہ خوبصورت اور دانشمند ملکہ صیدون کے بت پرست بادشاہ کی لڑکی تھی۔ اپنے حسن و جمال سے اخی اب کو غلام بنایا اور زیرکی وہوشمندی سے سلطنت اسرائیل کی نورجہان بیگم بن گئی۔ اپنے خاندانی معبود "بعل" کی پرستش فرزندان یعقوبؑ کے ملک میں جاری کی۔ اُس بت کے ۸۵۰ پجاری روزانہ اُس کے دسترخوان پر شریکِ طعام ہوتے تھے۔ جزبیل کا نیا شہر آباد کیا جس میں ایک دلکش عمارت ہاتھی دانت سے ملکہ کے رہنے کے لئے بنائی گئی۔ بڑے بڑے مذبح تعمیر کرائے۔ جن پر علی الاعلان "بعل" کے نام پر قربانی ہوتی تھی اور بخور جلائے جاتے تھے۔

اُس کو خدا پرستوں سے بغض تھا۔ سیکڑوں کاہن اور نبی قتل کرائے۔ ہزاروں موحدوں کو بے خانماں کیا۔ کہتے ہیں کہ شاہی محل کے قریب ایک تاکستان تھا۔ بادشاہ اُس اراضی کو خرید کر کے اپنا باغ لگانا چاہتا تھا۔ مگر مالک تاکستان اُس زمین کے جدا کرنے

پر کسیطرح رضامند نہ تھا۔ بادشاہ کو آزردہ دیکھ کر ملکہ نے ایک جھوٹا مقدمہ اس مالک پر قائم کرایا۔ اور اُس کو سنگسار کرا کے زمین بادشاہ کو دلادی پیغمبر وقت حضرت الیاس نے بادشاہ کو بہت سمجھایا۔ بڑے بڑے معجزے دکھائے لیکن عورت کی طاقت ہر زمانہ میں مذہب پر غالب رہی ہے۔ بادشاہ کو سمجھ نہ آئی۔ سیکڑوں بیگناہ موحد پہلے ہلاک ہو چکے تھے۔ تاکستان کا مالک بیگم کے اشارے سے قتل کیا گیا تو پیغمبر کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا اُنھوں نے بد دعا دی "جس جگہ مالک تاکستان کا خون بہایا گیا۔ اُسی جگہ کتّے اخی اب کا خون چاٹین شہر جزریل کی فصیل کے پاس کتے جزبیل کو کھائیں۔ اخی اب کا جو رشتہ دار شہر میں مرے اُسے جانور کھائیں اور جو میدان میں مرے اُسے ہوا کے پرندے چٹ کر جائیں"

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اخی اَب نے جنوب کے بادشاہ یہوسفط سے اتحاد کر کے شہر جلباد کی تسخیر کے لئے شامیوں سے جنگ کی دشمنوں کے تیر سے زخمی ہوا" خون اُسکے زخم سے بہ کر رتھ کے پائیدان میں بھرا" لاش سامرہ پہونچائی گئی اور شاہی قبرستان میں دفن ہوئی۔ مگر رتھ سامرہ کے ایک تالاب میں دھویا گیا اور کتوں نے اُس کا خون چاٹا۔

دس برس کے بعد یاہو نام ایک فوجی سردار نے بغاوت کی۔ اخی اب کے لڑکے یہورام کو قتل کر کے سلطنت پر قابض ہوا۔ اور خاندان اُمری کے کسی تنفس کو زندہ نہ چھوڑا۔ ملکہ جزبیل بالاخانہ کی کھڑکی سے نیچے پھینکی گئی۔ ہڈیاں پسلیاں سرمہ ہوگئیں گھوڑوں نے لاش کو روندا۔ اور بھوکے کتوں نے اُس کا گوشت پوست کھایا۔ نبی کا قول پورا ہوا لیکن جزبیل کا نام مذہبی تواریخ کے صفحوں پر ہمیشہ کے لئے یادگار رہگیا۔

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

حضرت الیاس کے بعد "ہوسیع" نبی نے اسرائیلی بادشاہوں کو فہمائش کی اور صاف الفاظ میں کہا "یہ ملک راستی۔ شفقت اور خدا شناسی سے خالی ہوگیا ہے۔ بدزبانی۔

عہد شکنی۔ خونریزی۔ چوری اور حرامکاری کے سوا سارے ملک میں کوئی فعل پسندیدہ نہیں ہے۔ دیکھو یہ ملک ماتم کریگا۔ اُس کے تمام باشندے۔ جنگلی جانور۔ اور ہوا کے پرندے ناتوان ہوجائیں گے بلکہ سمندر کی مچھلیاں بھی نیست و نابود کردیجائیں گی"۔ مگر اسرائیلیوں کے حاکم نشۂ دولت سے سرشار اور فسق و فجور سے مخمور تھے۔ نہ رعایا پر اثر ہوا نہ حاکموں کی عقل درست ہوئی۔ بُت پرستی اور بدکاری کا زور بڑھتا ہی گیا۔ یہاں تک کہ ۷۲۲ء قبل مسیح میں نینوا کے بادشاہ سارگون دوم نے شمالی حکومت کے دارالسلطنت سامرہ پر قبضہ کرلیا یربعام کی بنائی ہوئی ریاست جو فلسطین کا باغ کہلاتی تھی نینوا کا ایک صوبہ ہوگئی اور فرزندان یعقوب کے محلات میں بابل اور اشوریا کے سپاہیوں نے بود و باش اختیار کی

تصرف زاغ نے پایا ہُما کے آشیانے پر

بنی اسرائیل کے دس قبیلے جو یہاں آباد تھے جلا وطن کئے گئے اور دریائے فرات کے اُس پار مختلف دیہات میں بسائے گئے۔ وہ ایسی سخت مصیبت۔ تباہی اور گمنامی میں گرفتار ہوئے کہ اُن میں سے دو اسباط کا اسوقت تک پردۂ عالم پر سراغ نہیں ملسکا نہ یہ پتہ ہے کہ وہ کن اضلاع میں آباد کئے گئے تھے۔ نہ یہ خبر ہے کہ اُن کی نسل باقی رہی یا نہیں۔

جنوبی ریاست وسعت اور زرخیزی میں جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے اپنے حریف سے کمتر تھی۔ اُس کا مختصر رقبہ ایک طرف ریگستان اور دوسری سمت بحیرۂ روم سے گھرا ہوا تھا۔ افرائیم اور دان کے علاقے شمالی سرحد تھے اور جنوب میں ایدومی عمالقہ اور موآبیوں کی حکومتیں تھیں۔ لیکن یروشیلم کا مقدس شہر اس حکومت کے زیرنگیں تھا۔ اور وہ متبرک عبادت خانہ اسی حصہ میں واقع تھا جس میں تابوتِ سکینہ محفوظ تھا۔ لہٰذا عزت و توقیر میں یہ چھوٹی ریاست اپنے زبردست ہمسایوں سے بالاتر تھی۔ اور تمام

دنیا، توحید کی نظر میں اس ملک کے فرمانروا کی خاص وقعت تھی۔

رحجام بن سلیمان کی ماں عمونی نسل کی تھی۔ اور اپنے محترم شوہر کی حیرت انگیز رواداری سے ناجائز فائدہ اُٹھاکر آبائی مذہب پر قائم رہی تھی۔ اُس کا فرزند یروشیلم کا بادشاہ ہوا تو اپنی ماں کے دیوتاؤں کی طرف نظر التفات سے دیکھنے لگا۔ ہر عیب کہ سلطان بہ پسند د ہنر است۔ اصنام کی پرستش مضافات شہر اور کوہستان کی چوٹیوں پر ہونے لگی۔ بدکاری اور فسق کا آغاز ہوا۔

شمالی سلطنت سے جنگ وجدال کا سلسلہ جاری ہی تھا۔ کار آزمودہ سپاہی ادھر پھنسے تھے کہ اس بدنصیب بادشاہ کے پانچویں سنہ جلوس میں فرعونِ مصر نے کنعان پر حملہ کر دیا۔ اور بڑھتا ہوا یروشیلم تک پہونچ گیا۔ یہود میں مقابلہ اور مجادلہ کا دم نہ تھا۔ فرعون بغیر کسی مزاحمت کے شاہی محل بلکہ مقدس ہیکل کے حدود تک پہونچ گیا۔ شاہی خزانوں کا ایک حصہ لوٹ لیا۔ اور ہیکل کے دروازے پر جو سونے کی ڈھالیں حضرت سلیمان نے نصب کی تھیں اُتار کر دوسرے مال غنیمت کیساتھ مصر لے گیا۔ یہ پہلی دست درازی تھی جو مقدس عبادت گاہ کے مال وزر پر کی گئی۔ حالانکہ اس متبرک مکان کے برگزیدہ معمار کی وفات کو صرف پانچ ہی سال گزرے تھے۔

رحجام نے اپنی ذلت مٹانے کے لئے پیتل کی ڈھالیں ہیکل کے دروازے پر نصب کیں گویا آبنوس میں چیر کی پچر لگائی۔ لیکن بداعمالیوں سے باز نہ آیا اور ملکی قوت کو زوال ہی ہوتا گیا۔

البتہ اُس کا پوتا آسا جو تقریباً ۴۱ سال تک تخت سلطنت پر جلوہ افروز رہا۔ پرہیزگار۔ دانشمند اور خدا ترس تھا۔ اُس نے شہر کے گرد و نواح سے صنم خانے دور کرائے۔ رعایا کو خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت پر مجبور کیا۔ بلکہ اپنی ماں کو بھی اس قصور پر رتبہ سے گرا دیا۔ کہ اُس نے ایک نفرت انگیز بت بنایا تھا۔ اور اُس کی پرستش سے باز نہ آتی تھی۔ اُس نے

کثیر مقدار میں زر و جواہر۔ ظروف طلائی وغیرہ ہیکل کی نذر کئے اور عبادت گاہ کی شان و شوکت بڑھائی نئے نئے شہر غیر محفوظ علاقوں میں بسائے۔ اور اُن کی حفاظت کے لئے فصیلیں اور بُرجیاں تیار کرائیں۔ فوج کو آراستہ کیا۔ اور باپ دادا کی کھوئی ہوئی عزت دوبارہ حاصل کرنے کی سعی بلیغ کی۔

یہوسفط اُس کا فرزند یہوسفط اپنے باپ سے بھی زیادہ مستعد اور قابل ثابت ہوا۔ اُس نے حکومت کے رقبہ کو وُسعت دی جدید قلعے تعمیر کرائے۔ اور اجناس کے انبار ملک کے ہر گوشہ میں فراہم کر دئے۔ اُس کی دانشمندی اور شجاعت کی شہرت مشرق میں پھیلی ہمسایہ سلطنتوں پر اُس کا رعب قائم ہوا۔ فلستیوں اور ایدومیوں نے خراج دیا۔ شمال کے بادشاہ اخی اب سے صلح کر کے وہ طویل لڑائی ختم کی جو رحبعام کے وقت سے شمالی اور جنوبی حکومتوں کے درمیان جاری تھی۔ اور جس سے فریقین کو سخت نقصانات پہونچے تھے۔

یہورام جنوب کے ولیعہد یہورام کی شادی شمال کی شہزادی عتلیاہ سے کی گئی۔ اور اسطرح دونوں سلطنتوں میں رشتۂ اخوت مستحکم کیا گیا۔ لیکن یہ ولیعہد بادشاہ ہوا تو باپ کی نیکنامی پر پانی پھیر دیا۔ شمالی ریاست کی مشہور عالم سفاک ملکۂ جزبیل کی لڑکی عتلیاہ سے اُس نے شادی کی جو اپنی ماں کی طرح بعل کی پرستش کرتی اور موحدوں سے عناد رکھنا جزو مذہب تصور کرتی تھی۔ بادشاہ نے ملکہ کے اثر سے اپنے آباواجداد کے خدا کو ترک کیا۔ بعل کی عبادت یروشلم کے مقدس شہر میں ہونے لگی۔ شرفا بدکار ہوئے اور رعایا گمراہ۔ عیش و عشرت کا بازار گرم ہوا۔ اور فوجی طاقت سرد۔

موقع محل دیکھ کر ایدومیوں نے بغاوت کی اور اپنی خود مختار حکومت جداگانہ قائم کر لی۔ فلستیوں اور بدوی عربوں نے کنعان کے خلاف ہتھیار اُٹھائے یروشلم تک

پہونچکر شاہی محلات کے خزانے لوٹ لئے اور بادشاہ کی بیویوں اور بچوں کو قید کرکے اپنے دیس لے گئے۔ صرف ایک بچہ اخزیاہ نام اور اس کی بدمعاش ماں عتلیاہ گرفتاری سے محفوظ رہے جنکے تصرف میں یروشیلم کی حکومت آئی۔ فتنہ وفساد اور خونریزی اور سیہ کاری کی دہوم مچی۔ اور سلطنت کی حالت بد سے بدتر ہوگئی۔

اخزیاہ اور اُس کے جانشینوں کے کارنامے دیکھنا ہو تو صحیفہ "تواریخ" کی ورق گردانی کی جائے۔

آحز۔ خلاصہ یہ ہے کہ آحز کے عہد میں جو ۷۴۳ء قبل مسیح میں حضرت سلیمانؑ کے تخت پر بیٹھا۔ سلطنت کی کمزوری انتہائی درجے پر پہونچ چکی تھی۔ ایدومیون نے کنعاں پر حملہ کیا اور بیشمار قیدی پکڑ لئے گئے۔ فلستیوں نے بعض مغربی شہروں پر قبضہ کرلیا۔ شمالی سلطنت کے بادشاہ نے شام کے حاکم سے ساز کرکے یروشیلم پر چڑھائی کی اور ایلاتھ کے مستحکم بندرگاہ پر قبضہ کرکے اغیار کی چھاؤنی کنعان کے ایک گوشہ میں قائم کردی روز روز کی نئی مصیبتوں سے تنگ آکر اور اپنے ہمسایوں کی غارتگری سے نجات پانے کے لئے آحز نے نینوا کے بت پرست بادشاہ سے امداد طلب کی۔ نذرانہ کے لئے ہیکل سلیمانی اور محلات شاہی سے سونا چاندی اُتار کر بادشاہ یہود کے قاصد نینوا کے دربار میں حاضر ہوئے۔ وہاں کا بادشاہ کنعان کے خزانون پر دستِ تصرف دراز کرنے کے لئے موقع کا منتظر تھا۔ گدہ نے چڑیوں کی دعوت قبول کی اور شام کے دارالحکومت دمشق پر حملہ کردیا۔ دمشق فتح ہوا۔ وہاں کا حاکم قتل کیا گیا۔ اور شمالی سلطنت کا بازو ٹوٹ گیا۔ آحز اپنے ناصر ومعاون سے ملاقات کرنے دمشق گیا۔ وہاں نینوا والوں کی خوبصورت قربان گاہ دیکھ کر یہ تجویز ٹھہرائی کہ ایسا ہی معبد ہیکل سلیمانی کے سامنے بنوایا جائے۔ چنانچہ یروشیلم واپس آنے کے بعد اُسی نمونہ کی عمارت ہیکل سلیمانی کے

دروازہ پر بنوائی۔ اور دمشق کے دیوتاؤں کے لئے قربانیاں کیں۔ جنوبی سلطنت کو سخت کمزوری کی مصیبت میں چھوڑ کر آخر دنیا سے رخصت ہوا۔ مگر اُس کے جانشین حزقیاہ نے مملکت میں اصلاح کی کوشش کی۔ خدائے واحد کی عبادت کا شوق دلایا۔ اور نینوا کے بادشاہ کو جو خراج کی رقم اُس کے باپ نے دینا منظور کی تھی یک قلم موقوف کردی

سنحاریب کا حملہ

نینوا کی سلطنت اُسوقت عروج و کمال کے اعلیٰ منازل پر تھی۔ اور بنی اسرائیل کی شمالی حکومت کو اپنا باج گذار صوبہ بنا چکی تھی۔ وہ یروشیلم کی بغاوت کیونکر برداشت کرتی اس ملک کے صاحب جاہ و جلال بادشاہ سنحاریب نے کنعان پر فوج کشی کی حزقیاہ نے پہلے تو زر و جواہر دیکر یہ بلا ٹالنا چاہی لیکن بعد کو اپنی عزت سنبھالنے کے لئے مصر کے بادشاہ سے اعانت کا خواستگار ہوا۔ جاسوسوں نے یہ خبر سنحاریب تک پہونچائی تو اُس کے غصہ کی کوئی حد نہ رہی۔ وہ اپنی ٹڈی دل فوج لیکر ارض کنعان میں داخل ہوا۔ اپنے تین زبردست جنرلوں کی سرکردگی میں یروشیلم کا محاصرہ کر لیا۔ اور یہودیوں کی زندگی تلخ کردی۔

مصر سے امداد نہ پہونچی اور کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہ آئی۔ تو بادشاہ نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور ٹاٹ اوڑھ کر بصد عجز و نیاز ہیکل سلیمانی میں آہ و زاری کیلئے حاضر ہوا۔

شہ جو عجز آن طبیبان را بدید   پا برہنہ جانبِ مسجد دوید
اے ہمیشہ حاجتِ ما را پناہ   بار دیگر ما غلط کردیم راہ

اس عہد کے نبی حضرت اشعیاہ نے بشارت دی کہ "سنحاریب اس شہر میں آنے یا یہاں تیر چلانے نہ پائیگا۔ وہ نہ تو سپر لیکر اُس کے سامنے آئیگا اور نہ اُس کے مقابل دمدمے باندھے گا۔ بلکہ جس راہ سے آیا اُسی راہ لوٹ جائیگا"۔ تمام رعایا مضطرب الحال تھی

اور اس بلائے ناگہانی سے حفاظت کی کوئی صورت ظاہرا نہ تھی۔ مگر پیغمبر کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ اُسی رات کو نینوا کی فوج میں جو یروشیلم کے گرد خیمہ زن تھی۔ ایسی سخت وبا پھیلی کہ ہزاروں سپاہی چند ساعتوں میں ہلاک ہو گئے۔ صُبح کو شہر والوں نے فصیل پر سے جھانکا تو ہر طرف لاشین ہی لاشین نظر آتی تھیں اور بادشاہ سخاریب مع اپنی باقیماندہ لشکریوں کے خوفزدہ ہو کر فرار ہو چکا تھا۔

سخاریب یروشیلم سے بھاگ کر نینوا پہونچا اور وہان مندر میں اپنے لڑکوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اُس کی موت کے بعد نینوا کی طاقت پر زوال آیا۔ اور وہ زبردست قوم برسر اقتدار ہوئی جسکو کاتب ازل نے یروشیلم کی تباہی و بربادی کے لئے نامزد کر رکھا تھا۔

عروج بابل

کُردستان کے اضلاع سے کلدانیوں کے جنگجو قبیلے آندھی کے بگولے کی طرح اُٹھے۔ نینوا کو تاراج کیا اور وہ عظیم الشان سلطنت قائم کی جسکا پائے تخت بابل تھا اور شمالی سلطنت اسرائیل کو تباہ کرنیوالا نینوا اسکا ایک مختصر صوبہ بابل کے پہلے بادشاہ نے کنعان سے دوستانہ مراسم قائم کرنے کے لئے اپنے قاصد شاہ یہود کے پاس بھیجے۔ حزقیاہ نے نادانی سے یروشیلم کے مخفی خزانے قاصدوں کو دکھا دیئے اشعیاہ نبیؑ کو خبر ہوئی تو وہ بہت آزردہ ہوئے اور فرمایا" اے حزقیاہ رب الافواج کا کلام سُن لے۔ دیکھ وہ دن آتے ہیں کہ سب کچھ جو تیرے گھر میں ہے اور جو کچھ تیرے باپ دادا نے آج تک جمع کر کے رکھا ہے بابل کو لیجائیں گے۔ خداوند فرماتا ہے کہ کچھ باقی نہ رہیگا۔ اور وہ تیری اولاد کو بھی گرفتار کر کے لیجائیں گے۔ تاکہ شاہ بابل کے محلات مین خواجہ سرا بنائے جائین"۔

بادشاہ اس خطرناک پیشین گوئی سے بہت رنجیدہ ہوا لیکن نبیؑ کے اعزاز و اکرام میں کوتاہی نہیں کی۔ اور اپنا وقت امن و سلامتی میں پورا کر دیا۔ اُس کے جانشین منسّی نے

جو بارہ برس کی عمر میں مسند حکومت پر بیٹھا تھا حضرت اشعیا کو بیدردی سے قتل کرا دیا۔ اور ملک میں دوبارہ اصنام پرستی کو رواج دیا۔ ارمیا نبی نے خبر دی کہ منسّی بن حزقیاہ کے مظالم کی پاداش میں یروشلم پر سخت تباہی آئیگی۔

"خداوند فرماتا ہے کہ میں تجھکو تیرے لئے اور تیرے سب دوستوں کے لئے دہشت کا باعث بناؤنگا۔ تم سب دشمنوں کی تلوار سے قتل ہوگے اور میں تمام یہود کو شاہ بابل کے حوالہ کردونگا جو تم کو اسیر کرکے بابل لیجائیگا یا تلوار سے قتل کریگا۔ اس شہر کی ساری دولت اور اس کے تمام محاصل اور بادشاہی خزانے دشمنوں کے حوالہ کردونگا۔ جو اُن کو لوٹیں گے اور بابل لیجائیں گے۔ یروشلم ویران ہوگا اور اس طرح دھویا جائیگا۔ جس طرح برتن مانجے جاتے ہیں" اس قسم کی پیشین گوئیوں کی سزا میں ارمیا نبی کو قیدخانہ کی زندگی نصیب ہوئی۔ لیکن اُن کے قول کا ہر لفظ پورا ہوا۔ اور غضب خداوندی کے ظہور کا سامان یوں ہوا کہ فرعونِ مصر نے جس کی حکومت اس وقت جنوب میں ترقی پر تھی بابل کی روزافزوں شوکت و قوت مٹانے کے لئے شمال کی طرف پیشقدمی کی۔ شاہ یہود غلطی سے مزاحم ہوا۔ فرعون کو کنعان سے جنگ منظور نہ تھی وہ اس ملک سے صرف راستہ مانگتا تھا لیکن زمانۂ حال کے بلجیم کی طرح شاہ یہود نے منظور نکیا مصر و کنعان سے لڑائی شروع ہوگئی۔ ہاتھی اور مچھر کا مقابلہ تھا۔ یہود کو شکست ہوئی بادشاہ قتل ہوا۔ فرعون نے تاوانِ جنگ وصول کرکے ایک شہزادہ کو تخت پر بٹھایا اور آگے بڑھکر بابل کی سرحد تک پہونچا۔ دریائے فرات پر قارقمیز کی لڑائی میں بابل کے سپہ سالار و ولیعہد بخت نصر نے فرعونیوں کو ایسی شکست دی کہ دریائے نیل سے فرات تک کے کل صوبے مصر کے ہاتھ سے نکل گئے۔ اور فرعون بہزار خرابی اپنے ملک کو واپس پہونچا۔ اب بابل کو توسیع فتوحات کا شوق ہوا۔ اُس نے

جنوب کی طرف قدم بڑھایا تو پھر کنعان درمیان میں حائل تھا۔ بادشاہ یہود نے کھو کر بھی نہ سیکھا اور اپنی طاقت کا غلط اندازہ کر کے اس بلائے آسمانی سے مقابلہ کی ہمت کی جنگ کا نتیجہ ظاہر تھا۔ تاوان دینا پڑا اور بھاری ٹیکس ارضِ کنعان پر لگایا گیا۔ یہ خراج تین سال تک بہ مشکل ادا ہوا۔ مگر چوتھے سال اس کی فراہمی نہ ہو سکی۔ یہ کوتاہی بغاوت کے مرادف قرار پائی اور

بخت نصر کا حملہ

بخت نصر نے کنعان پر حملہ کر دیا۔ یروشلیم کا محاصرہ ہوا۔ فوج کی کمان بخت نصر کے سے تجربہ کار سپہ سالار کے ہاتھ میں تھی۔ یہود کا بدنصیب بادشاہ عاجزی سے صلح کا خواستگار ہوا۔ اور اپنے اعزہ اور رفقاء کو ساتھ لیکر بغداد کے مستعصم باللہ کی طرح دشمن کے خیمہ میں امان مانگنے چلا گیا۔

موت کے منہ میں مری جان چلا آپ سے تو

جنگ خود بخود ختم ہو گئی۔ بخت نصر نے عبادت خانۂ سلیمانی اور شاہی محل کے خزانے لوٹ لئے اور یروشیلم سے دس ہزار قیدی لیکر اپنے ملک کی طرف واپس ہوا۔ ان قیدیوں میں بادشاہ اُس کے خاندان والے تمام اشراف اور اعیان ریاست تھے۔ مظلوم بادشاہ کے پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ یہ دردناک واقعہ ۵۹۷ق م کا ہے۔ کنعان کی حکومت شہزادۂ صدقیاہ کے سپرد کی گئی۔ اور سالانہ خراج کی رقم مقرر ہوئی۔ یہ بد اقبال بادشاہ ۲۰ سال کی عمر میں اپنے آبا و اجداد کی تباہ شدہ سلطنت پر شاہ بابل کے باج گذار کی حیثیت سے متصرف ہوا۔ اُس کے کلیجے میں ذلت و رسوائی سے ناسور پڑے تھے۔ تلوار بابل کے ساتھ تھی اور دل اُس کے خلاف خفیہ طور پر فرعون سے نامہ و پیام کرنے لگا۔ ارمیاہ نبیؑ نے فہمائش کی۔ بغاوت اور سرکشی سے منع کیا لیکن نوشتۂ تقدیر مٹ نہ سکتا تھا۔ بادشاہ نے فرعون مصر سے معاہدہ کر لیا اور اپنے جلوس کے نویں برس خراج کی رقم موقوف کر کے کلدانیوں سے بغاوت کا اعلان کر دیا۔

بابل کی چھاؤنیاں جگہ جگہ قائم تھیں۔ اور زبردست فوجین شام میں موجود تھیں۔ انھوں نے فوراً دھاوا کر دیا۔ اور یروشیلم کا محاصرہ کر لیا۔ مصر نے امداد کی کوشش کی لیکن وہ بیسود ثابت ہوئی۔ اٹھارہ مہینہ محاصرہ رہا۔ اور مصیبتوں کے بادل دن پر دن گہرے ہی ہوتے گئے۔ شہر میں قحط پڑا۔ شہر پناہ میں رخنہ ہو گیا اور لوگوں نے بھاگ بھاگ کر بیابان کی راہ لی بادشاہ صدقیاہ نے بھی مع اپنے ۱۰۶ء کے شہر سے فرار ہونے کی کوشش کی لیکن وہ مع دوسرے بھاگنے والوں کے تھوڑے ہی فاصلے پر گرفتار کر لیا گیا۔ اور شاہ بابل کے حضور میں پیش ہوا۔ بخت نصر نے صدقیاہ کے بیٹوں کو اُس کی آنکھوں کے سامنے ذبح کیا اور یہود کے سب اُمرا و شرفا کو قتل کر کے صدقیاہ کی آنکھیں نکال ڈالیں اور اُس کو زنجیروں سے جکڑ کر بابل لے گئے۔

اب بابل کی خون آشام فوج یروشیلم کی فصیل توڑ کر شہر میں داخل ہوئی۔ ہیکل سلیمانی میں آگ لگا دی پیتل کے ستون اور حوض جو خداوند کے گھر میں تھے توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کئے شاہی محلات اور تمام عالی شان عمارتیں مسمار کر دیں۔ اور جس قدر زر و جواہر شہر میں دستیاب ہو سکا لوٹ لیا۔ ساری مملکت کی رعایا لونڈی غلام بنائی گئی اور یروشیلم کا مقدس شہر بے چراغ ہوا۔ صرف کنگالوں اور زراعت پیشہ لوگوں کو چھوڑ کر کنعان کی تمام شریف آبادی بابل میں غلامی کی مصیبت اُٹھانے کیلئے بھیج دی گئی۔ ارمیا نبی قیدخانہ میں تھے اور بابلیوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ اُنھوں نے بغاوت سے مخالفت کی تھی اسی لئے وہ غلامی کی ذلت سے محفوظ رہے۔ اُنھوں نے اس مقدس شہر کی بربادی پر ایک دردناک مرثیہ کہا جو آج تک عہد نامۂ عتیق میں "نوحہ" کے عنوان سے موجود ہے اس کے چند مصرعوں کا ترجمہ بطور نمونہ کے درج کیا جاتا ہے:۔

وہ بستی جو خلقت سے معمور تھی کیسی خالی پڑی ہے۔

وہ خاتون اقوام بیوہ سی ہو گئی
وہ رات کو زار زار روتی ہے، اُس کے آنسو رخساروں پر بہتے ہیں۔
اُس کے سب پھاٹک سنسان ہیں۔ اُس کے کاہن آہیں بھرتے ہیں"
اس کی کنواریاں مصیبت زدہ ہیں اور وہ خود غمگین ہے۔
اُس کی اولاد کو دشمن اسیری میں ہانک لے گئے
دختر صیون کی سب شان و شوکت جاتی رہی۔

.. ..

خداوند نے اپنے قہر میں دختر صیون کو کیسا بادل سے چھپا دیا؟
اُس نے اسرائیل کے جمال کو آسمان سے زمین پر گرا دیا۔
اُس نے اپنے قہر میں دختر یہوداہ کے تمام قلعے گرا کر خاک میں ملا دیے۔
اُس نے فصیل اور دیوار کو مغموم کیا۔ وہ باہم ماتم کرتی ہیں۔

.. ..

میری آنکھیں روتے روتے دھندلا گئیں، میرے اندر پیچ و تاب ہے
میری دختر قوم کی بربادی کے باعث میرا کلیجہ نکل آیا۔
کیونکہ چھوٹے بچے اور شیر خوار شہر کے کوچوں میں بیہوش ہیں۔

.. ..

سونا کیسا بے آب ہو گیا۔ کندن کیسا بدل گیا۔
مقدس پتھر تمام گلی کوچوں میں پڑے ہیں۔
شیر خوار کی زبان پیاس کے مارے تالو سے جا لگی۔
بچے روٹی مانگتے ہیں لیکن اُن کو کوئی نہیں دیتا۔

جو نازپرور تھے گلیوں میں تباہ حال ہیں۔
جو بچپن سے ارغواں پوش تھے مزبلوں پر پڑے ہیں۔
اُن کا چمڑا ہڈیوں سے سٹا ہے وہ سوکھ کر لکڑی ہو گیا۔

.. ..

اے خداوند! جو کچھ ہم پر گزرا اُسے یاد کر
ہمارے گھر بیگانوں نے لے لئے۔
ہم یتیم ہیں ہمارے باپ نہیں۔
ہم نے اپنا پانی مول لیکر پیا۔
اپنی لکڑی بھی ہم نے دام دیکر لی
غلام ہم پر حکمرانی کرتے ہیں۔
اُن کے ہاتھ سے چھڑانے والا کوئی نہیں
اُنھوں نے صیّون میں عورتوں کو بیحرمت کیا
اور یہوداہ کے شہروں میں کنواری لڑکیوں کو
بزرگوں کی رواداری نہ کی گئی۔
جوانوں نے چکی پیسی۔
اور بچوں نے گرتے پڑتے لکڑیاں ڈھوئیں۔
ہمارا رقص ماتم سے بدل گیا۔
تاج ہمارے سر پر سے گر پڑا۔
کوہ صیّون کی ویرانی کے باعث
اُس پر گیدڑ پھرتے ہیں۔

پر تو خداوند ابد تک قائم ہے۔
پھر تو کیوں ہم کو ہمیشہ کے لئے فراموش کرتا ہے۔
ہمارے دن بدل دے جیسے قدیم سے تھے۔
کیا تو نے ہم کو بالکل رد کر دیا؟

شمالی اور جنوبی ریاستوں کے سلاطین کی فہرست حسب ذیل ہے:۔

شمالی ریاست

۹۳۰ء قبل مسیح یربعام اول نے دس اسباط بنی اسرائیل کی اعانت سے جداگانہ حکومت قائم کی۔ دان اور بیت ایل میں عبادت کدے بنوائے جہاں گوسالہ پرستی ہوتی تھی۔

۹۱۷ء " " ناداب اپنے والد کی جگہ تخت نشین ہوا۔ دو سال کے بعد مارا گیا۔

۹۱۵ء " " بعاشا۔ سردار فوج نے ناداب کو قتل کر کے اپنی سلطنت کا اعلان کیا۔ دمشق کے بن حداد نے اسرائیلیوں پر حملہ کیا۔

۹۱۳ء " " ایلاہ بن بعاشا تخت نشین ہوا۔ دو سال کے بعد مارا گیا۔

۹۱۰ء " " ضمری سردار فوج ایلاہ کو قتل کرا کے سلطنت پر قابض ہوا مگر سات دن کے بعد مارا گیا۔ اُمری سپہ سالار بادشاہ ہوا۔ شہر سامرہ آباد کر کے دار الحکومت بنایا۔ موآبیوں سے خراج لیا دمشق کی قوت بڑھنے لگی اور وہاں کے حاکموں نے ستانا شروع کیا۔

۸۷۵ء " اخی اب بادشاہ ہوا۔ دو بار شامیوں کو شکست دی۔ بعد ازاں نینوا کے بادشاہ سے مقابلہ کرنے کے لئے شام سے اتحاد کیا۔ ۸۵۴ء میں شالمینسر دوم بادشاہ نینوا نے شام پر حملہ کیا۔ اسرائیلیوں اور شامیوں کی متحدہ قوت کو

قرقار کی لڑائی میں شکست دی۔ دوسرے سال بن حداد والی دمشق سے
جنگ میں اخی اب مارا گیا۔

۸۵۳ سنہ قبل مسیح اخزیاہ بادشاہ ہوا۔

۸۵۱ سنہ " " یہورام برادر اخزیاہ جنوبی بادشاہ یہوسفط کی مدد سے شمال میں تخت نشین ہوا

۸۴۳ سنہ " " یاہو سردار فوج یہورام کو قتل کر کے بادشاہ ہوا۔ امری کے خاندان کو نیست کیا۔ شالمنسر دوم کو خراج دیکر شامیوں کے حملوں سے نجات پائی۔

۸۱۵ سنہ " " یہوآحز اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ بن حداد سوم والی دمشق نے سامرہ پر چڑھائی کی مگر نینوا کے خوف سے واپس گیا۔

۸۰۲ سنہ " " یوآس بادشاہ ہوا۔ شامیوں کو شکست دیکر بنی اسرائیل کو اُس کے پنجۂ ظلم سے نجات دلائی۔ جنوب کے بادشاہ امصیاہ کو بیت شمس کی لڑائی میں شکست دیکر یروشلیم پہونچا۔ اور ہیکل مقدس سے چاندی سونے کے برتن اور شاہی خزانے لوٹ کر سامرہ لے گیا۔

۷۸۲ سنہ " " یربعام دوم بن یوآس جانشین ہوا۔ شام سے اسرائیل کا قدیم مقبوضہ ملک واپس لیا سلطنت کا رقبہ بڑھایا اور امن قائم کیا۔

۷۴۱ سنہ " " ذکریا بادشاہ ہوا مگر سال ہی بھر کے بعد مارا گیا۔

۷۴۰ سنہ " " شالوم مفسد ذکریا کو قتل کر کے بادشاہ ہوا اور دو سال حکومت کی۔

۷۳۸ سنہ " " مناہیم سپاہی شالوم کو قتل کر کے بادشاہ ہوا۔

۷۳۷ سنہ " " فکاہیہ بن مناہیم تخت نشین ہوا۔ فوج نے بغاوت کی سال بھر حکومت کر کے قتل ہوا۔

۷۳۶ سنہ " " فیکا فوجی سردار فکاہیہ کو قتل کر کے بادشاہ ہوا۔ جنوبی سلطنت پر حملہ کرنے کیلئے

رزین بادشاہ دمشق سے اتحاد کیا۔

۷۳۴ئہ قبل مسیح ہوسیل نے بادشاہ نینوا کی مدد سے فیکا کو قتل کیا اور ریاست کو آشوریوں کا باج گزار بنادیا۔ ۷۲۵ئہ میں خراج ادا نہیں کیا اور شالمنسر چہارم بادشاہ نینوا نے سامرہ کا محاصرہ کیا۔ ۷۲۲ئہ میں شالمنسر کے وارث سارگون دوم نے سامرہ فتح کیا۔ اسرائیلی دریائے فرات کے اُس پار جلاوطن کئے گئے اور شمالی سلطنت بنی اسرائیل حکومت نینوا کا ایک صوبہ بن گئی۔

جنوبی ریاست ۹۳۰ئہ قبل مسیح رحبعام یروشیلم کا بادشاہ ہوا۔ ۹۲۵ئہ میں شیشق فرعون مصر نے یہود پر حملہ کیا۔ اور یروشیلم کو لوٹا۔

۹۲۰ئہ " " ابیام بادشاہ ہوا۔

۹۱۷ئہ " " آسا نے حکومت پائی۔ شمالی سلطنت سے جنگ جاری تھی۔ بن حداد والی دمشق سے اتحاد کیا۔

۸۷۶ئہ " " یہوسفط بادشاہ ہوا۔ شمالی سلطنت سے اتحاد کیا۔ اپنے لڑکے یہورام کی شادی اخی اب کی لڑکی عتلیاہ سے کی۔

۸۴۹ئہ " " یہورام جانشین ہوا۔ ایدومیوں نے بغاوت کی۔ فلستیوں نے یروشیلم پر حملہ کیا

۸۴۴ئہ " " احزیاہ اپنے باپ کی جگہ بیٹھا۔ شمال کے سپہ سالار یاہو نے قتل کیا۔

۸۴۲ئہ " " عتلیاہ نے حکومت غصب کرلی۔ شاہی خاندان کے کل افراد قتل کرڈالے۔ بعل کی پرستش یروشیلم میں جاری کی۔ قتل عام سے ایک شہزادہ یوآس بچ رہا تھا ۸۳۶ئہ میں اُس کو حقوق دلانے کے لیے بغاوت ہوئی عتلیاہ ماری گئی۔

۸۳۶ئہ " " یوآس بادشاہ ہوا۔ بعل کی پرستش موقوف کی۔ دمشق کے حاکم نے حملہ کیا

۷۹۷ ء قبل مسیح امصیاہ نے حکومت پائی۔ ادومیوں کو شکست دی۔ شمالی سلطنت سے جنگ کی اور شکست پائی۔ سازش سے قتل ہوا۔

۷۷۸ ء " " عزریا بادشاہ ہوا۔ ایلاتھ کا بندرگاہ تعمیر کیا۔ بعارضہ جذام فوت ہوا۔

۷۴۰ ء " " یوتام بن عزریا بادشاہ ہوا۔ چار برس حکومت کی۔

۷۳۶ ء " " آحز بن یوتام تخت نشین ہوا۔ شمالی ریاست سے جنگ کیلئے نینوا اور دمشق سے مدد مانگی۔ مذہبی عنصر کمزور رہا

۷۲۷ ء " " حزقیا جانشین ہوا۔ مذہبی حالت درست کی۔ سلطنت کے استحکام کی طرف متوجہ ہوا۔ ۷۰۲ ء میں نینوا کا خراج موقوف کیا۔ سخاریب بادشاہ نینوا نے فلسطین پر حملہ کیا مگر یروشیلم فتح نہ کرسکا اور اپنے مُلک کو واپس گیا۔

۶۹۵ ء " " منسّی جانشین ہوا۔ بعل کی پرستش پھر جاری ہوئی۔

۶۴۱ ء " " عامون بادشاہ ہوا۔ دو سال حکومت کی۔

۶۳۹ ء " " یوشا بن عامون آٹھ سال کی عمر میں تخت پر بیٹھا۔ نیکو دوم فرعون مصر نے حملہ کیا۔ یوشا مارا گیا۔

۶۰۸ ء " " یہوازکو رعایا نے بادشاہ بنایا مگر نیکو نے گرفتار کرلیا۔

۶۰۷ ء " " یہواکیم فرعون مصر کی مدد سے بادشاہ ہوا۔ ۶۰۵ ء میں نیکو کو بخت نصر نے شکست دی۔ اور ۶۰۱ ء سے یہواکین بابل کا باج گذار ہوا۔ ۵۹۷ ء میں کلدانی حملہ کے وقت مارا گیا۔

۵۹۷ ء " " یہواکین بادشاہ ہوا۔ تین ماہ کے بعد گرفتار کرکے بابل بھیجا گیا۔ بخت نصر یروشیلم پر متصرف ہوا اور صدقیاہ کو حکومت عطا کی۔

۵۸۸ ء صدقیاہ نے بابل سے بغاوت کی۔ کلدانیوں نے حملہ کیا دو سال جنگ رہی۔

۵۸۶ سنہ قبل مسیح۔ یروشیلم فتح ہوا۔ اور جنوبی ریاست کا خاتمہ ہوگیا۔

پانچواں باب

اسیری بنی اسرائیل

آج سے ڈھائی ہزار برس پہلے عراق و شام میں ایک زبردست سلطنت کلدانیوں[ا] کی قائم تھی۔ جس کی وُسعت خلیج فارس سے بحیرۂ روم تک اور ملک ارمن کے کوہستان سے دریائے نیل کی وادی تک تھی۔ اور جسمیں مغربی ایشیاء کے تقریباً کل زرخیز ممالک شامل تھے۔

[ا] آشوریوں اور کلدانیوں کی بابت زمانۂ حال میں بہت واقفیت حاصل ہوگئی ہے۔ اُن کے شاہی کتبخانے بابل و نینوا کے کھنڈروں میں دستیاب ہوئے ہیں۔ اور پختہ اینٹوں پر تاریخی یادداشتیں مرقوم پائی گئی ہیں۔ انگلستان کے ماہرین نے اُن کے رسم الخط سے آشنائی پیدا کی اور ان فراموش شدہ اقوام کی عظمت کا ایک خاکہ تیار کر دیا۔

معلوم ہوا کہ آغاز سنہ عیسوی سے چار ہزار برس پہلے دجلہ اور فرات کا درمیانی علاقہ تہذیب و تمدن کا گہوارہ تھا۔ تقریباً ڈیڑھ ہزار برس تک اُر نام ایک قدیم شہر اُن کا دارالسلطنت رہا۔ اور سامی نسل کے بادشاہ یہاں حکومت کرتے رہے۔ ۳۸۰۰ سنہ قبل مسیح میں سارگون اول بادشاہ تھا۔ جسکا رقبۂ حکومت سرحد ایران سے بحر روم تک تھا۔ اُس کے بیٹے نرم سین نے "شاہ چہار اقطاع عالم" کا خطاب اختیار کیا تھا۔ ۲۴۶۵ سنہ قبل مسیح میں سوموآبی نے اُر تباہ کیا اور بابل کی خودمختار حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اُس وقت سے ۵۳۸ سنہ قبل مسیح تک آٹھ مختلف خاندان یکے بعد دیگرے بابل پر حکمران ہوئے۔ اس طویل دور کے بادشاہوں میں سے چند افراد قابلِ تذکرہ ہیں:۔

۱۔ کھمورابی ۲۳۴۲ سنہ قبل مسیح میں تخت نشین ہوا۔ وہ حضرت ابراہیم کا ہم عصر تھا۔ بائبل میں

اس شاندار حکومت کا پائے تخت "بابل" دنیا کا خوبصورت ترین شہر تھا۔ اُس کی فصیلوں بابل اور باغوں کا عجائبات عالم میں شمار ہوتا تھا۔ شہر کے چاروں طرف عمیق اور عریض خندقین تھیں۔ جو ہر وقت پانی سے لبریز رہتی تھیں۔ اور جن سے عبور بغیر کشتی یا پل کے محال تھا۔ شہر پناہ ۳۵۰ فٹ اونچی اور ۸۷ فٹ چوڑی تھی اور اُس پر ایسے مستحکم برج بنے تھے کہ فنون حرب کے اُستاد اس شہر کو ناقابل تسخیر بتاتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۰) اس کا نام امرافیل لکھا ہے۔

۲۔ کرین داش ۱۴۵۰ء قبل مسیح میں تخت نشین ہوا۔ اُس نے آشوریوں سے معاہدہ کیا۔ اور نینوا کے علاقے سے اپنی مملکت کے حدود الگ قائم کیں۔

۳۔ برنا بریاش ۱۴۲۰ء میں مسند نشین ہوا۔ بلند اقبال تھا۔ سلطنت کو وسعت دی۔ فرعونِ مصر نے نامۂ وپیام کا سلسلہ شروع کیا۔

۴۔ میلی شپاک ۱۲۳۵ء میں بادشاہ ہوا۔ آشوریون کو شکست دی۔ اور عراق کے بیشتر حصہ پر قابض ہوا

۵۔ بخت نصر اول ۱۱۳۵ء میں بادشاہ ہوا۔ ایرانیوں کو شکست دی اور شام کے بعض علاقوں پر متصرف ہوا۔

۶۔ مردک تاوین ۱۱۱۰ء میں بادشاہ ہوا۔ اشوریوں نے بابل پر حملہ کیا اور دارالسلطنت چھین لیا۔ اشوری پہلے بابل کے باج گذار تھے۔ شہر نینوا کا وجود ۳۰۰۰ء قبل مسیح ثابت ہے مگر یہاں کی حکمران سلطنت بابل کے فرمان بردار ہوتے تھے۔

۱۰۰۰ء قبل مسیح میں لبعل کیکایو نے علم خود مختاری بلند کیا اور خطاب شاہی اختیار کیا۔ اس عہد سے اشوریوں کا عروج شروع ہوا۔ یہاں تک کہ ۸۲۵ء قبل مسیح میں اشر بعل بادشاہ نینوا نے شاہ بابل سے سلطنت کی حدبندی کا معاہدہ کیا۔

آشور ادبلت ۷۳۱ء میں بادشاہ ہوا۔ اور اُس نے بابل کو اپنا ماتحت بنالیا۔ اُس کے بیٹے بعل نزاری نے جو ۱۲۶۰ء میں تخت نشین ہوا ایران کے علاقہ تک فتوحات کا دائرہ پھیلایا۔

حفاظت مزید کے لئے اس محفوظ شہر پناہ کے اندر ایک اور دیوار پختہ اینٹوں کی ۹۰ فٹ بلند تھی جس پر دمدمے اور برج اس قرینے سے بنائے گئے تھے کہ دیوار کوہستانی سلسلہ معلوم ہوتی تھی۔ اس فصیل میں پیتل کے سو پھاٹک لگے تھے۔ جن سے شہر کے اندر داخلہ ہوتا تھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱) شالمنسر اول ۱۳۳۰ء میں تخت نشین ہوا۔ اُس نے دریائے فرات کو عبور کیا شام کے علاقوں پر متصرف ہوا۔ ۱۲۹۰ء سے ۱۱۲۰ء تک اشوریوں نے ترقی نہیں کی۔ بلکہ اس دور میں اُنھوں نے بابلیوں سے شکست پائی اور اُن کے بعض مفتوحہ علاقے ہاتھ سے نکل گئے۔

تعلپیلہ اول ۱۱۲۰ء قبل مسیح میں تخت نشین ہوا۔ اشوریوں کا ستارۂ اقبال عروج پر آیا اُس نے پانچ برس میں ۴۲ شہر فتح کئے۔ علوم وفنون میں ترقی کی۔ قدیم مندروں کی مرمت کی اور نیا دارالسلطنت بنایا اُس کو لائق اور قابل جانشین نصیب ہوئے اور ۱۰۵۰ء تک ترقی کا دور رہا۔ اُس کے بعد کچھ دن زوال رہا۔ بابل سے لڑائیوں کا سلسلہ ختم نہ تھا۔ کبھی صلح ہوتی تھی اور کبھی جنگ شروع ہو جاتی تھی۔ یہاں تک کہ ۸۸۵ء قبل مسیح میں اشورناز رپال بادشاہ ہوا اور اُس نے فتوحات کا سلسلہ شروع کیا۔ دس برس میں اشوریوں کے قدیم حدود سلطنت بحال کئے۔ مغرب میں علاقۂ سواحل تک فوجکشی کی۔ نینوا میں اشتر دیبی کیلئے ایک عالیشان مندر بنوایا اور اُس کے رفیع الشان شاہی محل کے کھنڈر ابھی حال میں دریافت ہوئے ہیں۔ اُس کا اقبال مند بیٹا شالمنسر دوم ۸۶۰ء میں فرمانروا ہوا۔ اُس نے ارامیوں پر فتح پائی۔ شامی۔ اسرائیلی اور سواحلی بادشاہوں کو زک دی۔ قرقار کی لڑائی کے بعد شمالی شام کی حکومتوں پر خراج مقرر کیا۔ بابل کو تابع فرمان بنایا۔ حاکم دمشق کو شکست دی۔ اور اسرائیلیوں کی سلطنت میں اپنا اقتدار قائم کیا۔ اور اُس کا پوتا اودنراری سوم ۸۱۱ء میں بادشاہ ہوا۔ بابل کی قدیم حکومت تباہ کی اور ۷۹۶ء سے اُس کو اپنی سلطنت کا ایک صوبہ بنایا۔ ۷۴۵ء قبل مسیح میں پولو نام ایک بہادر اشوریوں کا بادشاہ ہوا۔ اس نے تعلتپلیسر سوم کے عرف سے شہرت

یہ قلعہ نما بستی بشکل مربع ۶۰ میل کے دور میں آباد تھی۔ اس میں ۶۷۶ محلّے اور ۵۰ سڑکیں تھیں اس رقبہ کے اندر بیشمار چراگاہیں و باغات تھے جنہیں سے بعض کے متعلق یونانی مورخوں کی روایت ہے کہ وہ ہوا پر معلق تھے۔ آراضی مزروعہ مدتوں تک باشندگانِ شہر کے لئے سامانِ خوراک فراہم کرنے کو کافی تھی۔ بڑے دیوتا بعل کا مندر ۳ میل کے دور میں بنا تھا۔ ایک شاہی محل ۳ ½ میل اور دوسرا ۸ میل آراضی کا احاطہ کئے تھا اور ان دونوں رفیع الشان قصروں کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۲) بانی۔ توران پر فوجکشی کی۔ اور ایران کے متعدد صوبے نینوا کے باجگزار بنائے شام کے بادشاہوں کو شکست دی۔ یہوداسرائیل کے حاکموں کو مغلوب کیا۔ دمشق فتح کیا۔ غزا پر قبضہ کیا۔ اور ۷۲۸ سے "شاہ بابل و نینوا" کا لقب اختیار کیا۔ اُس کے بیٹے شالمینسر چہارم نے ۷۲۵ میں سامرہ کا محاصرہ کیا۔ ۷۲۲ میں سارگون دوم نینوا کا بادشاہ ہوا۔ سامرہ فتح کیا۔ بنی اسرائیل کو جلاوطن کرکے توران کے کوہستان میں آباد کیا۔ تمام مملکت میں اشوری گورنر مقرر کئے۔ خورس آباد میں ایک عظیم الشان محل تیار کرایا۔ ۷۰۵ میں فوت ہوا اور اُس کا شہرۂ آفاق فرزند سخاریب بادشاہ ہوا۔ سواحلی شہروں پر حملہ کیا۔ شام کا بیشتر حصہ فتح کیا۔ بابلیوں کی بغاوتیں فروکیں۔ صوبۂ ایلام کے رئیسوں کو شکست دی۔ بابل کو تباہ و برباد کیا۔ یروشلم پر حملہ کیا اور پسپا ہوا۔ ۶۸۱ میں اپنے فرزندوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

۶۸۱ قبل مسیح۔ اشوراخی الدین بادشاہ ہوا۔ سلطنت میں نو بغاوتیں فروکیں۔ شہر صیدون تباہ کیا۔ مصر پر فوجکشی کی میمفس فتح کیا۔ ۶۶۸ میں سلطنت سے مستعفی ہوا۔ اور اُس کا لڑکا اشور بناپال بادشاہ ہوا۔

۶۶۷ قبل مسیح۔ مصر پر حملہ کیا۔ صور کے بادشاہ سے خراج لیا۔ ایران پر چڑھائی کی عربوں اور بابلیوں کو سخت زکیں دیں۔ نینوا میں محل تیار کیا۔ اور وہاں ایک بہت بڑا کتب خانہ قائم کیا مصر ہاتھ سے نکل گیا لیکن علوم و فنون میں بہت ترقی ہوئی۔ ۶۲۶ میں فوت ہوا۔

کے درمیان دریائے فرات موجزن تھا جو فصیل شہر کے نیچے سے دارالسلطنت کے اندر لایا گیا تھا اور ایک سرنگ ایسی حیرت انگیز تعمیر کی گئی تھی کہ ایک محل سے دوسرے محل تک آمدورفت میں دریا حائل نہ ہوتا تھا بلکہ اس کا پانی سر کے اوپر بہتا تھا اور چلنے والوں کو خبر نہ ہوتی تھی۔ غرض دنیا نے "بابل" سے زیادہ حسین اور حیرت خیز شہر نہ کبھی پہلے دیکھا تھا اور نہ آج تک دیکھا ہے۔

اس طلسمی شہر کا مالک بادشاہ بخت نصر تھا جس کی بابت عیش پسند اور بدکار اسرائیلیوں کو مخاطب کر کے ارمیا نبی نے بشارت دی تھی کہ "رب الافواج فرماتا ہے کہ میں تمام شمالی قبائل کو اور اپنے خدمت گزار شاہ بابل بخت نصر کو بلا بھیجونگا اور میں اُن کو یروشلم پر چڑھا لاؤنگا۔ اور یہاں کے باشندوں کو بالکل نیست و نابود کر دونگا۔ یہ ساری سرزمین ویرانہ ہو جائیگی۔ اور یہاں کے باشندے ستر برس تک شاہان بابل کی غلامی کریں گے۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۳) ۶۲۶ سنہ قبل مسیح۔ ترکمان اقوام نے نینوا پر حملہ کیا۔ اور ملک کو نقصان پہونچایا۔ بابل کا گورنر بنوپولیسر خود مختار ہو کر بادشاہ بنا اور نینوا سے ہمسری کا دعویٰ کرنے لگا۔ نینوا کے بادشاہ رس شاراشکم نے بابل پر چڑھائی کی بنوپولیسر نے ترکمانوں سے سازش کر کے نینوا پر حملہ کیا۔ بادشاہ نینوا نے اپنے محل میں آگ لگادی اور عمارت کیساتھ خود بھی جل گیا۔ نینوا اور اشور پر بابلیوں کا قبضہ ہوا۔ اور یہ قدیم تاریخی شہر نیست و نابود کئے گئے۔ اشوریوں کی سلطنت ختم ہوئی۔

۶۰۶ سنہ قبل مسیح۔ بابل دوبارہ مرکز سلطنت ہوا۔ نینوا کو تباہ کر کے بنوپولیسر امن و عافیت سے حکومت کرنے لگا۔ نیکودم بادشاہ مصر نے حملہ کیا مگر کوئی مستقل نتیجہ نہ حاصل ہوا بنوپولیسر نے نہریں بنوائیں۔ عمارتیں تیار کرائیں اور مندروں کی مرمت کرائی۔ ۶۰۴ سنہ لغایت ۵۶۲ سنہ قبل مسیح عہد بخت نصر۔ یروشلم کا دو بار محاصرہ کیا۔ ایکبار بادشاہ یہود کو گرفتار کر کے لایا اور دوسری بار شہر

بخت نصر اس وقت دنیا کا سب سے زیادہ طاقت ور بلند ہمت اور دانشمند بادشاہ تھا۔ اُس کی مسند نشینی کے وقت "بابل" کچے جھونپڑوں کا ایک گاؤں تھا۔ اُس نے عالی نظری سے اس قریہ کو شہر بنایا پختہ دلکش عمارات سے مزین کیا۔ مصر و شام و سواحل سے شاہی خزانے اور بیش بہا اجناس لاکر اپنے دار الحکومت کو عجائبات عالم میں شمار کے قابل بنادیا۔ اُس کی داستانِ فتوحات و جہان ستانی کی تفصیل سے اِن اوراق کے جامع کو کچھ واسطہ نہیں۔ مگر تاریخ یہود کے صفحے یہ عبرتناک روایت فراموش نہیں کر سکتے کہ داؤد و سلیمان کی وراثت ارض موعود کی خود مختار حکومت "اسی خداوند کے خدمتگزار" نے تباہ کی تھی۔ اور پہلے ہی دہا وے میں احفاد اسرائیل سے دس ہزار قیدی اور عبادت گاہ سلیمانی سے متبرک طلائی اور نقرئی ظروف مالِ غنیمت میں لے گیا تھا۔ دوسرا حملہ قیامت کا نمونہ تھا۔ یروشیلم کی تمام دولت کھنچکر بابل پہونچی۔ فرزندانِ یعقوب کا دار السلطنت کنعان میں نشان نہ رہا۔ اور بنی اسرائیل کا مقدس شہر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴) یروشیلم بے چراغ کیا۔ صور کا محاصرہ ۱۳ برس قائم رکھا۔ آخر کار ۵۷۳ئہ میں شہر فتح ہوا۔ ۵۶۷ئہ میں مصر پر حملہ کیا اور بہت مال و اسباب غارت کرلایا۔ عمارات اور باغات کیطرف توجہ مبذول کی۔ بابل کی دیواریں ناقابل تسخیر بنوائیں۔ نہریں اور مندر بنوائے۔

۵۶۲ئہ عاول مروک بادشاہ ہوا۔ دو سال کے بعد قتل کیا گیا۔

۵۶۰ئہ نرگلیسر بادشاہ ہوا۔ بابل کی زینت و عظمت میں اضافہ کیا۔

۵۵۶ئہ لباشی مروک بادشاہ ہوا۔ نو مہینہ حکومت کر کے قتل ہوا۔

۵۵۵ئہ نبونڈس (ایک غاصب) بادشاہ ہوا۔ عمارات کی طرف توجہ کی۔

۵۳۹ئہ کیخسرو نے بابل پر حملہ کیا۔

۵۳۸ئہ بابل مفتوح ہوا۔ کیخسرو شہر بابل میں داخل ہوا۔ اور سلطنت بابل حکومتِ ایران کا ایک صوبہ بنگئی۔

بے چراغ ہو گیا۔ پہلے حملہ میں جو دس ہزار قیدی بابل لائے گئے اُن میں یہود کا بدنصیب بادشاہ بھی تھا جس کے پانون میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اُس کے تمام اعزہ۔ رشتہ دار۔ اعیان ریاست کنعان کے بہترین کاریگر اور صناع اس کے رفیق مصیبت تھے اور غلامی کے طوق گردنوں میں ڈالے تھے۔ یہ مظلوم اسیروں کا قافلہ خستہ اور ماندہ تقریباً ہزار میل کا سفر طے کر کے بابل پہونچا۔ تو یہاں کے باغات اور عمارات نے نظروں میں چکاچوند پیدا کر دی۔ مگر دلفریبیوں اور دلچسپیوں سے لطف اندوز کون ہو؟ جلاوطنی کا الم۔ غلامی کا غم اور ایک حاکم جابر و قاہر کی فرمان برداری!!

ہجر میں عاشق ہنسے کیا رو سکے   جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

ہوا مختلف تھی۔ پانی مختلف تھا۔ علوم مختلف۔ خیالات مختلف۔ مذہب مختلف۔ اور شہر کے معبود بھی اُن کے خدا سے مختلف تھے۔ ان قیدیوں کے انبوہ میں عالم و جاہل۔ نکوکار و بدکار صالح و طالح۔ زاہد و فاسق۔ امیر و فقیر۔ رئیس و غریب سب ہی قسم کے لوگ تھے۔

ناز و نعمت عیش و عشرت میں پرورش پانیوالے ارضِ کنعان کے وارثِ موعود پیغمبروں کی اولاد۔ اپنے خداوند کے محبوب اس قید مصیبت میں گرفتار ہوئے تو اُن کے دلوں کا کیا حال تھا۔ یہ داستان ایسی درد انگیز اور عبرت خیز ہے کہ "دم گفتار نالے حلق میں چھُریاں چبھوتے ہیں۔ زبان تک ٹکڑے ہو ہو کر مرا افسانہ آتا ہے۔" مقدس وطن اور متبرک ہیکل کی یاد دل سے فراموش نہ ہوتی تھی۔ موقع پاکر جنگلوں میں جاتے اور اپنے اُجڑے ہوئے نشیمن کی یاد میں خون کے آنسو بہاتے تھے۔

یاد آئی جب قفس میں بربادیٔ نشیمن   جی بھر کے خوب روئے رو یا گیا جہانتک

ان نوگرفتاروں کی ٹولیاں عراق کے مختلف مقامات پر آباد کی گئیں۔ جو صناع اور دستکار تھے۔ لکڑی کے کام میں ہنرمند یا طلائی ظروف بنانے میں اُستاد تھے۔ شہر بابل کی تزئین

اور رونق افزائی پر مامور ہوئے۔ جو کاشتکاری اور زراعت کی طرف مائل تھے۔ اجناس خوراک پیدا کرنے کی خدمت پر تعینات ہوئے۔ جنکے پاس کوئی ہنر نہ تھا دیہات میں جھوپڑے بنا کر محنت مزدوری سے پیٹ پالنے پر مجبور ہوئے۔

اُن پر حکومت کے لئے سردار انھیں میں سے انتخاب کئے جاتے تھے اور کسی کے مذہب سے تعرض نہیں کیا جاتا تھا۔ اس دور مصائب کے ایک شاعر نے اپنے جذبات ان دردناک الفاظ میں ظاہر کئے ہیں۔

"ہم بابل کی ندیوں کے کنارے بیٹھے
اور صیّون کو یاد کر کے روے۔
بید کے درختوں پر ہم نے اپنے ستاروں کو ٹانگ دیا۔
کیونکہ وہاں ہم کو اسیر کرنے والوں نے گیت گانے کا حکم دیا۔
اور تباہ کرنے والوں نے خوشی کرنے کا۔
اور کہا کہ صیّون کے گیتوں میں سے ہم کو کوئی گیت سناؤ
ہم پردیس میں خداوند کا گیت کیسے گائیں۔
اے یروشلم اگر میں تجھے بھولوں تو میرا داہنا ہاتھ اپنا ہنر بھول جائے
اگر میں تجھے یاد نہ رکھوں۔
اپنی بڑی سی خوشی پر ترجیح نہ دوں۔
تو میری زبان میرے تالو سے چپک جائے۔

قاہر ذوالجلال نے شریف زادوں کو مصائب و آلام کا شکار بنایا یہ اُن کے گناہوں اور بدعمالیوں کی سزا تھی لیکن یہ منظور نہ تھا کہ اُس کے برگزیدہ بندوں کی اولاد پردۂ ہستی سے نابود ہو جائے قیدیوں کی عزت و حرمت کلدانیوں کے قلوب میں باقی نہ رہے۔ اور ان کے معصوم بچے لونڈی غلام بنکر

آبرو باختہ ہو جائیں۔ تقدیر رحمت کا ظہور یوں ہوا کہ ان محبوسان بلا کے انبوہ میں چار نوجوان پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس کی عمر کے۔ دانیال۔ یناہ۔ یسائیل۔ اور عزرا تھے۔ جن کو مسبب الاسباب نے اسیرانِ یہود کی ترفع جاہ اور ازدیاد حرمت کا آلہ کار بنایا۔

دانیال یہ دردمند گرفتار ہو کر بابل پہونچے تو تمنا کرتے تھے کہ کسی سنسان جھونپڑے میں بود و باش کی اجازت ملے تاکہ تنہائی میں خداوند قدوس کی عبادت کر سکیں۔ مگر کاتب قضا و قدر کو ان بندوں سے دوسری خدمت لینا تھی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ یہودی غلاموں میں سے چند حسین و جمیل نوجوانوں کو کلدانیوں کے علوم و فنون کی تعلیم دیجائے۔ تاکہ وہ صاحبِ علم و فضل منجم و دانشمند ہو کر قصر شاہی میں حاضری کے قابل ہوں اور شہنشاہ کے دربار میں خدمات شایستہ پر مامور ہو سکیں۔ دانیال اور اُن کے تینوں رفقا بھی اِس انتخاب میں آئے۔ اور محل شاہی میں قیام کا حکم ملا۔ شاہی دسترخوان سے اُنکے خور ونوش کے لئے گوشت اور شراب کا وظیفہ جاری ہوا۔ اور یہودیوں سے قطع تعلق کرنے کے لئے اُن کے نام تبدیل کردئے گئے۔ دانیال کا نام "بعل طشعر" رکھا گیا یعنی "بعل کے خزانوں کا محافظ" اسی طرح اُن کے رفقا کے نام بھی سدرک (یعنی شاگردِ آفتاب) مشاچ (یعنی بندۂ زہرہ) اور عبدنجو (یعنی غلام آتش) تجویز کئے گئے۔ بابل میں تکمیل علوم و فنون کی سند تین سال میں ملتی تھی لہٰذا حکم ہوا کہ تین سال تک ان نوجوانوں کو تعلیم دیجائے۔ اور اس کے بعد امتحان دانش و فراست کے لئے حضورِ سلطانی میں پیش ہوں۔

باشندگانِ بابل اصنام پرست تھے۔ وہاں جانور بتوں کے نام پر ذبح کئے جاتے تھے اور شراب خاصہ دیوتاؤں کے نذر کی جاتی تھی۔ دانیال اور اُنکے رفقا اس قسم کے گوشت اور شراب سے محترز رہنے پر مذہباً مجبور تھے۔ علاوہ اس کے شاہی خوراک میں بعض ایسے جانوروں کا گوشت بھی ہوتا تھا جس کا استعمال مذہب یہود میں ممنوع تھا۔ لہٰذا ان نو گرفتاران بلا نے محل کے داروغہ سے عرض کی کہ وہ اس خوراک سے معاف رکھے جائیں اور ان کو ساگ

پات کھانے کی اجازت دیجائے - داروغہ کو اس درخواست کے منظور کرنے میں تامل تھا۔ کیونکہ یہ نوجوان شاہی خدمت کے لئے منتخب ہوئے تھے - اُنکے چہروں پر تازگی اور جسم کی قوت برقرار رکھنا لازم تھا۔ اور داروغہ کو خطرہ تھا کہ بغیر شراب اور گوشت کے استعمال کے یہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے۔

دانیال وغیرہ نے اصرار کیا کہ اُن کو امتحاناً دس روز تک بجائے گوشت کے ساگ پات بجائے شراب کے پانی عنایت کیا جائے - اور ختم میعاد کے بعد اُنکی قوت اور جسامت کا معائنہ ہو اگر انکے چہروں پر بحالی اُن جوانوں سے کم ہو جن کو گوشت کھلایا جاتا ہے تو یہ خوراک تبدیل کردی جائے - ورنہ ہمیشہ کے لئے یہی معین رہے - داروغہ نے یہ شرط منظور کی۔ دس روز کے بعد معائنہ کے لئے طلب ہوئے - تو ان ساگ پات کھانے والوں کے چہروں پر گوشت خوروں سے زیادہ رونق تھی - داروغہ کو تعجب ہوا مگر قول ہار چکا تھا - وعدہ پورا کیا اور اِن بندگانِ توحید کو شاہی اغذیہ کے استعمال سے معاف رکھا - یہ پہلی فتح تھی جو ان محبوسوں کو دشمن کے محل میں نصیب ہوئی۔

اَب تعلیم و تربیت شروع ہوئی - رفقائے دانیال نے حکمت و نجوم - الٰہیات ریاضی اور کہانت میں درجۂ کمال حاصل کیا - اور دانیال کو مبدأ فیاض نے علاوہ ان علوم ظاہر کے تعبیرات خواب میں یدطولیٰ عنایت فرمایا - اور علم معرفت سے بہرہ مند کیا - تین سال کی مدت معہود پوری ہوئی تو خواجہ سراؤں کا سردار یہود کے تربیت یافتہ نوجوانوں کو بادشاہ کے حضور میں لے گیا - اُن کی ذکاوت و دانشمندی - فہم و فراست کا امتحان لیا گیا - دانیال اور انکے تینوں رفقا بہترین ثابت ہوئے اور دربار شاہی میں حاضر باشی کے منصب پر سرفراز کئے گئے۔

دوسرے ہی سال قدرت نے اُن کی عزت و مرتبت میں اضافہ کی ایک عجیب صورت پیدا کی

شاہ بابل ایک شب اپنے رفیع الشان محل میں سو رہا تھا کہ اُس نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔ پیشانی پر عرق آیا۔ نیند اُچٹ گئی۔ کچھ دیر کروٹیں بدلتا رہا پھر گھبرا کر اُٹھ بیٹھا۔ اور ٹہلنے لگا۔ رات کا باقیماندہ حصہ بے چینی سے گذارا۔ صبح ہوتے ہی حکم دیا کہ شہر کے سب نجومی، کاہن اور جادوگر طلب کئے جائیں۔ وہ حاضر ہوئے تو ارشاد ہوا کہ "میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور اُس کی تعبیر دریافت کرنا چاہتا ہوں"۔ کاہنوں نے عرض کی کہ خواب بیان کیجئے ہم اُسکی تعبیر کریں گے۔ بادشاہ نے جواب دیا "اگر تم خواب نہ بتاؤ اور اُس کی تعبیر نہ بیان کرو تو ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے اور تمھارے گھر مزبلہ بنا دئے جائیں گے، البتہ خواب بیان کرو اور اُس کی تعبیر سناؤ تو تم کو انعام ملیگا"۔ نجومیوں نے کہا کہ جب تک خواب نہ معلوم ہو اُسکی تعبیر بیان کرنے سے مجبور ہیں۔ بادشاہ کو یقین نہ آیا "تم باتیں بناتے ہو اور ٹالنا چاہتے ہو۔ تم ستاروں کی تاثیرات سے واقف ہو۔ سحر و نیرنجات میں استاد ہو۔ میرا خواب بیان کرو"۔ اختر شناس عرض پرداز ہوئے کہ کوئی انسان بغیر خواب سنے اُس کی تعبیر بیان نہیں کرسکتا۔ اور بادشاہ کے دل کا راز سوائے دیوتاؤں کے کوئی جان نہیں سکتا

بخت نصر غضب ناک ہوا۔ اور حکم دیا کہ بابل کے تمام کاہن۔ نجومی۔ اور حکیم قتل کردئے جائیں دانیال اور ان کے رفقا بھی علم نجوم میں ماہر تھے نامزد شدہ واجب القتل منجموں کی فہرست میں اُن کے نام بھی درج ہوئے اور جلاد ہر طرف حکیموں کی تلاش کرنے لگے۔

دانیال کو خبر ملی تو خدمت سلطانی میں باریابی حاصل کی اور تعبیر بیان کرنے کے لئے چند گھنٹوں کی مہلت طلب کی۔ درخواست منظور ہوئی۔ قیام گاہ پر دانیال نے اپنے رفقا کو جمع کیا۔ اور حلال مشکلات سے گڑگڑا کر رحمت و عافیت کی التجا کی۔ غنودگی طاری ہوئی اور سارا بھید دانیال پر منکشف ہوگیا۔ وہ بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ وہ راز جو بادشاہ نے پوچھا حکماء۔ نجومی۔ جادوگر اور کاہن بتا نہیں سکتے لیکن آسمان پر

ایک خدا ہے جو راز کی باتیں آشکارا کرتا ہے۔ اے بادشاہ! آپ بستر استراحت پر اس تصور میں تھے کہ آئندہ آپ کی مملکت کا کیا حال ہونے والا ہے۔ یکایک آپ کو نیند آگئی اور بھیدوں کے ظاہر کرنے والے نے بتا دیا کہ آخری ایام میں آپ کے ملک کا کیا حال ہوگا۔"

بادشاہ نے تصدیق کی کہ واقعی رات کو نیند کی غفلت شروع ہونے سے پہلے یہ خطرہ غالب تھا اور اصرار کیا کہ وہ خواب بیان کیا جائے جسکے ذریعہ سے آئندہ کا حال دکھایا گیا ہو۔

دانیال نے کہا "اے بادشاہ! آپ نے ایک بڑی مورت دیکھی جسکی رونق بے نہایت تھی۔ اور جسکی صورت ہیبت ناک اُس مورت کا سر خالص سونیکا تھا۔ اُس کے بازو اور سینہ چاندی کے۔ اُس کا شکم اور رانیں تانبے کی۔ اُس کی ٹانگیں لوہے کی اور اُسکے پاؤں کچھ لوہے کے اور کچھ مٹی کے تھے۔ آپ اُس بت کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ کہ یکایک ایک پتھر جو ہاتھ لگائے بغیر ہی پہاڑ سے کاٹا گیا تھا۔ مورت کے پاؤں پر جو لوہے اور مٹی کے تھے گرا اور وہ بُت ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ لوہا۔ مٹی۔ تانبا۔ چاندی اور سونا ریزہ ریزہ ہوکر تابستانی کھلیان کے بھوسے کے مانند ہوگئی۔ اور ہوا اُن کو اُڑا لیگئی۔ یہاں تک کہ اُنکا پتہ نہ ملا اور وہ پتھر جسنے اُس مورت کو توڑا تھا ایک بڑا پہاڑ بن گیا۔ اور تمام زمین میں پھیل گیا۔"

تعبیر

اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ آپ شہنشاہ ہیں۔ آسمانی خدا نے آپ کو توانائی، قدرت و شوکت بخشی ہے۔ میدان کے چرند۔ ہوا کے پرند آپ کے حوالہ کئے گئے ہیں۔ اور آپ سب مخلوقات پر حکومت کرتے ہیں۔ اُس مورت کا "سونے کا سر" آپ کی ذات والاصفات کی تمثال ہے۔ آپ کے بعد ایک اور سلطنت برپا ہوگی جس کو آپ کی حکومت سے وہی نسبت ہوگی جو چاندی کو سونے سے ہے۔ اُسکے بعد تیسری سلطنت ہوگی جو تانبے کی مثل ہے۔ اور تمام زمین پر حکومت کریگی۔ چوتھی سلطنت لوہے کے

مانند مضبوط ہوگی اور جس طرح لوہا سب چیزوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا اور کچلتا ہے اُسی طرح وہ سبکو کچل ڈالیگی۔ اُس مورت کے پاؤں کچھ مٹی اور کچھ لوہے کے تھے۔ اُس کا مقصود یہ ہے کہ چوتھی سلطنت کے آخری وقت میں تفرقہ پڑیگا۔ کبھی حکومت قوی ہوگی اور کبھی ضعیف۔

جس طرح لوہا مٹی سے ملا تھا ویسے ہی وہ باہم آمیزش کی کوشش کریں گے لیکن جیسے لوہا مٹی سے میل نہیں کھاتا ویسے ہی وہ بھی متحد نہ ہوسکیں گے۔

اُس زمانہ میں آسمان کا خدا ایک سلطنت برپا کریگا جو تا ابد نیست نہ ہوگی۔ بلکہ تمام حکومتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگی۔ اور وہی ابد تک قائم رہیگی" (صحیفۂ دانیال باب ۲۔ آیت ۳۱ لغایۃ ۴۵ ملخصاً)

بادشاہ اپنا بھولا ہوا خواب اور اسکی تعبیر سنکر سجدے میں گرا۔ دانیال کو خلعت وانعام سے سرفراز کیا۔ بابل کے تمام حکیموں پر حکومت کا منصب دیا۔ اور اُنکے رفقاء سدرک میشاج۔ اور عبد نجو کو بھی اعلیٰ عہدے عنایت کئے۔ ان اقبالمندوں کے عروج سے فاتحوں کے قلوب میں اسرائیلی غلاموں کی وقعت بڑھی۔ شاہ یہود بدستور قید رہا۔ لیکن اُسکے بھائی بند بہ نسبت سابق زیادہ راحت وآسائش سے بسر کرتے لگے۔ اور ملک کے ہر گوشہ میں مظلوم کنعانیوں کے ساتھ بہتر سلوک ہونے لگا۔

بخت نصر کے خواب کو ہزاروں برس گذر گئے سونے۔ چاندی۔ پیتل اور لوہے کی سلطنتیں بنیں اور بگڑ گئیں۔ تاریخ بتا سکتی ہے کہ سرزمین بابل پر کلدانیوں کے بعد کن کن اقبالمند قوموں نے فتح ونصرت کے پرچم اڑائے۔ اور وہ چاندی۔ تانبے اور لوہے کا خطاب پانے کی کیونکر مستحق ہوئیں۔

اس عہد تاریک کی کوئی مستند اور مبسوط کتاب موجود نہیں۔ کچھ حکایتیں یونانی مورخوں نے قلمبند کیں۔ کچھ افسانے شاہنامۂ فردوسی نے زندہ رکھے۔ کچھ روایتیں عہدنامۂ عتیق کی بدولت محفوظ رہیں۔ اور کچھ واقعات زمانۂ حال میں ایران وبابل کے سنگین کتبوں کے

نقوش سے دریافت ہوئے۔ اس مجمل تاریخ کی دھندلی روشنی میں دانیال کی تعبیر کا امتحان کرنا چاہیئے۔ اگر صحیفۂ دانیال کی روایت جس کا خلاصہ اوپر درج کیا گیا صحیح ہے تو بخت نصر اس عجیب وغریب خواب کو دیکھنے سے پہلے "اپنے پلنگ پر لیٹا ہوا خیال کر رہا تھا کہ آئندہ کو کیا ہوگا" یعنی اسکو فکر دامن گیر تھی کہ بابل کی مملکت اس کے بعد کیا کیا انقلابات دیکھے گی۔ لہٰذا اس کو خواب میں دنیا کی تمام موجودہ اور آئندہ زبردست سلطنتوں کا حال نہیں بتایا گیا بلکہ صرف انھیں طاقتوں کا توازن دکھایا گیا ہے جو یکے بعد دیگرے بابل پر قابض ومتصرف ہونگی۔

آنیوالی نسلوں کی عظمت کا معیار بابل کے نقطۂ نظر سے قائم کیا گیا ہے جس حکومت سے بابل کو سب سے زیادہ نفع پہونچا وہ درجۂ اول پر ہے۔ اور جسنے سرزمین بابل کیطرف بالکل توجہ نہ کی وہ لوہے اور پتھر کے مثل ہے چاہے شوکت ودبدبہ میں اس مرتبہ کی ہو کہ بخت نصر اس حکومت کی غلامی کرتا۔ مورت کا "سونے کا سر" حکومت بخت نصر کی مثال بتایا گیا ہے اور فرعون مصر کو جو اس وقت ہیبت وجبروت میں شاہ بابل سے کسی طرح کم نہ تھا۔ اس طلسمی ہیکل میں کوئی جگہ نہیں دی گئی۔

فی الحقیقت بخت نصر کا عہد سلطنت شہر بابل کے لئے "سونے" کے مثل تھا۔ اُسنے بابل کو کچے جھونپڑوں کا گاؤں پایا اور دنیا کا خوبصورت ترین شہر بنا کر چھوڑ گیا۔ اس سرزمین کو وہ شوکت ومنزلت۔ عافیت اور خوشحالی کبھی دوبارہ نصیب نہ ہوسکی جو اس عہد زرین میں میسر آئی تھی۔

کلدانیوں کے زوال کا افسانہ آئندہ اوراق میں نظر آئیگا۔ فی الحال اس قدر بیان کافی ہے کہ تحقیق جدید کے مطابق ۵۳۸ قبل مسیح میں (ویرانی یروشلم سے ۴۸ سال بعد) اس سلطنت پر تباہی آئی۔ بنی اسرائیل کے قیدخانہ پر تاج کیانی کی حکومت قائم ہوئی

اور اُس سرزمین پر ایرانی تقریباً دو سو برس تک بڑے شان و شوکت سے فرمانروائی کرتے رہے اگر تعبیر دانیال صحیح ہے تو "چاندی کے سینے اور بازو" سے کیکاؤس اور کیخسرو کے جانشینوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو دبدبہ اور شوکت میں کسی طرح کلدانیوں سے کم رتبہ نہ تھے۔ طاقت میں اعلیٰ و ارفع بابل پر غالب آئے اور اُس کو تباہ کیا۔ وسعت میں افضل و اکمل۔ بحیرۂ ایجین سے دریائے سندھ تک تمام ممالک اُن کے دائرۂ حکومت میں شامل۔ اور بخت نصر کی ساری مملکت اُن کی عالمگیر شاہنشاہی کا ایک صوبہ!! اِس رفیع الشان سلطنت کو پیکر طلسمی میں چاندی سے تشبیہ دینے کی صرف یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ اُس دور میں بابل مدبرین عالم کی نگاہ میں "مرکز دولت" نہ رہا۔ اور اُس کی قدر و قیمت میں وہ تفاوت ہو گیا جو چاندی اور سونے کے درمیان ہے۔ ورنہ گشتاسپ۔ و لہراسپ۔ اسفندیار۔ و اردشیر کے جاہ و جلال سے بخت نصر کو کوئی نسبت نہیں۔

زمین را منم تاج تارک نشین　　　مجنبان مرا تا نہ جنبد زمین

۳۳۱ سنہ قبل مسیح میں سکندر یونانی نے دارا کو شکست دیکر سلطنت فارس کا شیرازہ ابتر کر دیا۔ بابل پر یونانیوں کی حکومت شروع ہوئی جنکے عہد کو تعبیر دانیال میں تانبے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بشارت تھی کہ "تیسری سلطنت تمام زمین پر حکومت کریگی" آج دنیا جانتی ہے کہ سکندر نے تمام عالم کو تسخیر کرنے کا عزم کیا تھا۔ موت نے فرصت نہ دی تاہم وہ یوروپ کے جنوب سے پنجاب تک کشورستانی کا دائرہ وسیع کر چکا تھا۔ اُسکی ناگہانی وفات اور جانشینوں کی بداقبالی نے یہ منصوبہ پورا ہونے نہ دیا۔ اور ۱۶۱ سنہ قبل مسیح میں اس سرزمین پر رومیوں کا ستارۂ اقبال درخشاں ہوا۔ جن کی حکومت الہام کی زبان میں لوہے کی طرح مضبوط تھی۔ اور تقریباً ۵۰۰ برس تک بخت نصر کے ممالک کو بیدردی سے کچلتی اور روندتی رہی۔ ہر کمالے را زوال۔ وہ دن آیا جس کی بابت دانیال نے

کہا تھا کہ چوتھی سلطنت کے آخری وقت میں تفرقہ پڑے گا۔ کبھی حکومت قوی ہوگی۔ اور کبھی ضعیف۔ کیونکہ پیکر خواب کے پاؤں "کچھ مٹی اور کچھ لوہے کے تھے"۔ ۳۶۵ء میں ایران کے نامور بادشاہ شاپور نے قیصر روم جوبین کو شکست دیکر بابل پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اور عراق کا صوبہ ایران اور رومتہ الکبریٰ کے درمیان گھوڑ دوڑ کا میدان بن گیا۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد روم اور فارس میں لڑائیاں ہوتیں۔ بخت نصر کا سرمایہ ناز و افتخار کبھی ایرانیوں کے تصرف میں آتا اور کبھی روم کے قبضہ میں پہونچتا تھا دونوں کی ضد نے شہر بابل کو خاک میں ملا دیا۔ اُسکے کھنڈروں کے قریب ساسانیوں کا مشہور دارالحکومت مدائن آباد کیا گیا۔ اور کلدانیوں کے عشرتکدے میں جنگلی جانور رہنے لگے۔ شہر اوجڑ گیا لیکن "مٹی اور لوھے میں آمیزش نہو سکی"۔ فارس اور روم کی جنگ جاری رہی۔ سلطنت کبھی قوی ہوتی تھی اور کبھی ضعیف۔ کبھی دنیا "غُلِبَتِ الرُّوم" کے ہنگامے سے متاثر ہوتی اور کبھی "سیغلبون فی بضع سنین" سے تسلی پاتی تھی۔ اور صحائف آسمانی کے پڑھنے والوں کو اُس پتھر کا بے صبری سے انتظار تھا جو اس پیکر خواب کو چکنا چور کرنے کے لئے تعبیر دانیال کے مطابق کاتبانِ ازل نے مقرر کیا تھا۔ یورپ کے مسیحی علماء دعویٰ کرتے ہیں کہ اس پتھر سے مذہب عیسوی کی طرف اشارہ ہے جو تا ابدیت نہوگا اور اُسکی حکومت کسی دوسری قوم کے حوالہ نہ کی جائیگی۔

دانشوران فرنگ کی تحقیق و تدقیق پر حرف گیری کی مجال نہیں۔ مگر تاریخ وسوسہ پیدا کرتی ہے کہ مذہب عیسوی نے آج دو ہزار برس کے بعد بھی بابل اور اُس کے جوار پر قبضہ نہیں پایا۔ تو "سنگ موعود" سے "دین مسیحی" مراد لینا الیسی تاویل ہے کہ قائل اس سے راضی نہیں ہو سکتا۔ دانیال کا ارشاد ہے کہ "وہ پتھر بغیر ہاتھ لگائے ہی پہاڑ سے کاٹا گیا تھا" اور اُس نے "لوہا۔ چاندی۔ تانبے اور سونے" کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور وہ خود "ایک بڑا

پہاڑ بن گیا اور تمام زمین میں پھیل گیا"

کیا اس سنگ ناتراشیدہ سے جزیرہ نمائے عرب کے وہ جاہل باشندے مراد نہیں ہو سکتے جنھوں نے ایک معجز نما روحانی قوت سے متاثر ہو کر چند سال کے اندر ایک طرف قیصر روم اور دوسری طرف شاہ فارس کی عزت خاک میں ملا دی۔ اور ایک غیر مسلح۔ غیر تربیت یافتہ اور قواعد جنگ سے ناآشنا فوج بھیجکر قادسیہ کی مشہور زمانہ لڑائی میں فارس کے زبردست جنرلوں کو شکست دی ۶۳۵ء میں بابل اور اسکے ملحقات پر قبضہ کیا۔ اور ایک صدی کے اندر غرناطہ سے دہلی تک کوس لمن الملکی بجا دیا۔ اُنکے صرصر اقبال سے لوہا تانبا۔ چاندی اور سونا ریزہ ریزہ ہو کر تابستانی کھلیان کے بھوسے کے مانند ہو گئے۔ اور فارس یونان اور روم کی حکومتوں کا براعظم ایشیا اور افریقہ مین نشان باقی نہ رہا۔ والغیب عنداللہ

قصہ مختصر۔ دانیال اور اُنکے نیک طینت رفقا کے عروج سے اسرائیلی اسیروں کی تکلیف و مشقت میں تخفیف ہوئی۔ لیکن اُن کے مذہب سے کلدانیوں کو نفرت تھی۔ بادشاہ اور اراکین سلطنت یہودیوں کے خدا اور اُن کی شریعت کی تذلیل کیا کرتے تھے۔ بخت نصر نے ایک سونے کی مورت بنوائی جسکا طول ۶۰ ہاتھ اور عرض ۶ ہاتھ تھا اور اُس کو وسط شہر میں نصب کر کے اپنی مملکت کے سرداروں۔ ناظموں۔ مشیروں اور مفتیوں کو حکم دیا کہ وہ اس بت کی تقدیس کریں۔ اور جسوقت قرنا بستار۔ رباب و بربط کی آواز سنائی دے اُس صنم کے حضور میں سربسجود ہوں" اور جو کوئی سجدہ نکرے اُسیوقت آگ کی جلتی بھٹی میں ڈال دیا جائے۔ اساطین حکومت نے فرمان شاہی کی تعمیل کی۔ دانیال اس زمانہ میں دور افتادہ علاقوں کے بندوبست پر تعینات تھے۔ البتہ اُن کے رفقا۔ سدرک۔ مشاخ اور عبدنجو شہر میں موجود تھے۔ اُنھوں نے اس معبود جدید کے سجدے سے انکار کیا حاسدوں نے بادشاہ سے شکایت کی شہنشاہ غضبناک ہوا۔ اور یہ تینوں سرکش باغی آگ کی جلتی

بھٹی میں ڈال دئے گئے۔ قدرت ایزدی سے آگ نے انکو صدمہ نہ پہونچایا۔ اور یہ کرامت دیکھ کر بادشاہ اُن کا معتقد ہوگیا۔ اراکین حکومت سے مخاطب ہو کر بولا کہ "ان تینوں کا خدا مبارک ہے" جو شخص اُنکے معبود کی شان میں کوئی ناسزا کلمہ استعمال کرے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جائینگے۔ کیونکہ کوئی دوسرا دیوتا یہ طاقت نہیں رکھتا کہ اپنے بندوں کو اس طرح آگ سے بچا سکے۔ اُس دن سے بابل میں یہودیوں کے مذہب کی حقارت و ذلت قانونی جرم قرار دی گئی۔ اور اسرائیلی غلام آسائش و اطمینان سے زندگی گزارنے لگے۔

بابل کا ستارۂ اقبال ہنوز ترقی پر تھا۔ یروشلیم فتح ہوا سواحل پر قبضہ ہوا۔ مغربی ایشیا کے شاداب ترین ممالک تصرف میں آئے۔ فرعون مصر کو شکست ہوئی۔ اور متمدن دنیا میں کلدانیوں کا حریف مقابل و مماثل کوئی باقی نہ رہا۔ بخت نصر کے دلمیں یہ خیال جاں گزین ہوا کہ "ہمچو من دیگرے نیست" اور کلمات تکبر اُس کی زبان پر آنے لگے۔

بخت نصر کا دوسرا خواب

ایک شب بخت نصر قصر شہنشاہی میں بستر راحت پر مصروفِ خواب تھا کہ مصوران عالم مثال نے حیرت انگیز تماشہ دکھایا۔ اُس نے دیکھا کہ نافِ زمین پر ایک بلند درخت ہے، وہ بڑھا۔ مضبوط ہوا۔ اور اُسکی بالائی شاخ آسمان تک پہونچی۔ اُس کے پتے خوشنما تھے اور میوہ فراوان۔ میدان کے چرند اُس کے سایہ میں اور پرند اُس کی شاخوں پر بسیرا کرتے تھے اور تمام خلقت اسمیں پرورش پاتی تھی۔ یکایک ایک شخص آسمان سے نازل ہوا۔ اور حکم دیا کہ اس درخت کو کاٹو۔ اس کی شاخیں تراشو۔ اُسکے پتے جھاڑو۔ اور پھل بکھیر دو۔ چرند اسکے نیچے سے چلے جائیں۔ پرند اُس کی شاخوں سے اڑ جائیں۔ لیکن جڑوں کا کُندہ لوہے اور تانبے کی کڑیوں سے بندھا ہوا میدان کی ہری گھاس میں رہنے دو وہ آسمان کی شبنم سے تر ہو۔ اُس کا حصہ زمین کی گھاس میں حیوانوں کے ساتھ ہو۔ اُسکا دل انسانی نہ رہے۔ بلکہ حیوان کا دل اُسکو دیا جائے۔ اور اُس پر سات دور گزر جائیں۔

تاکہ سب ذی حیات پہچان لیں کہ خدا آدمیوں کی مملکت میں حکمرانی کرتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔

یہ وحشتناک خواب دیکھ کر بادشاہ خوفزدہ ہوا۔ رات تپش اور اضطراب میں گزری سر بار بالیں تھا اور تن بار بستر۔ علی الصباح حکم دیا کہ شہر کے تمام حکما اور نجومی جمع ہوکر اس خواب کی تعبیر کریں۔ فرمان کی تعمیل ہوئی مگر کوئی معبر اس عقدے کو حل نہ کر سکا۔ بادشاہ نے مجبور ہو کر دانیال کو طلب کیا۔ اور اُن سے اس راز سربستہ کے انکشاف میں استمداد کا خواستگار ہوا۔

تعبیر دانیال خواب سنکر ایک ساعت تک سر بگریبان رہے۔ اور متفکر تھے کہ صاف الفاظ میں اس ہیبت ناک رویا کی تعبیر کیونکر بیان کریں۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ دانیال کو تعبیر کے اظہار میں پس و پیش ہے۔ اُس نے تسلی دی۔ اور کہا کہ تعبیر بیان کرنے کے لئے پریشانی اور تردد کی ضرورت نہیں ہے۔ تب دانیال نے عرض کی "اے شہنشاہ یہ خواب آپ سے کینہ رکھنے والوں کو نصیب ہو اور اُس کی تعبیر آپ کے دشمنوں پر صادق آئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ درخت جو آپ کو دکھایا گیا جسکے پتے خوشنما تھے اور میوہ فراوان حضور کی تمثال ہے۔ اُسکی بزرگی بڑھی اور آسمان تک پہونچی۔ آسمان سے نازل ہونے والے نے جو کہا کہ درخت کو کاٹ ڈالو۔ لیکن جڑوں کا کندہ زمین پر رہنے دو تاکہ میدان کی ہری گھاس میں شبنم سے تر ہو اور اُس پر سات دور گزریں اُسکا مفہوم یہ ہے کہ آپ کو بنی آدم کے مجمع سے خارج کر دیں گے۔ آپ میدان کے حیوانوں کیساتھ رہیں گے۔ بیل کی طرح گھاس کھائیں گے۔ آسمان کی شبنم سے تر ہونگے۔ اور اس حالت پر سات برس گزریں گے تب آپ کو یقین آئیگا کہ خداوند تعالےٰ دنیا کا حاکم مطلق ہے جسکو چاہتا ہے نعمت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ اُس آسمانی نازل نے جو کہا تھا کہ جڑوں کے

کندے کو باقی رہنے دو اس سے یہ مقصود ہے کہ آپ دوبارہ اپنی سلطنت پر قابض ہونگے۔ اور آپ کے ہوش و حواس درست ہو جائیں گے۔ لہٰذا میری گذارش ہے کہ اپنی خطاؤں کا راستبازی اور صداقت سے کفارہ ادا کیجئے اور بدکرداری کا مسکینوں اور ضعیفوں پر ترحم سے معاوضہ کیجئے۔ ممکن ہے کہ عفت اور نکوکاری سے آپ کے قلب کو اطمینان نصیب ہو اور مصیبت کا خطرہ دور ہو جائے"۔

کیسا بھیانک خواب اور کیسی ہولناک تعبیر!! اقبالمندی کی چڑھتی دھوپ میں بادشاہ نے ان توہمات سے اپنے عیش و عشرت کو منغض ہونے دینا بزدلی اور کمزوری کا مرادف جانا ابھی ایشیا کے مشرقی ممالک فتح کرنا باقی ہیں! بہت سی کمزور قومیں بابل کی حلقہ بگوش ہونے کو بیچین ہیں! مصر و یونان کی صناعی و دستکاری کے خزانے دارالسلطنت کلدانیان کی زینت بڑھانے کے لئے وقت کا انتظار کر رہے ہیں! جو ہستی تمام عالم کے طاقتوروں سے زیادہ مضبوط۔ تمام دنیا کے شیر دلوں سے زیادہ بہادر۔ دولتمندوں کے سردار اور شاہوں کی حکمراں ہو اُس کو کسی دیوتا سے بھی خوفزدہ اور مرعوب نہ ہونا چاہئے۔ وہ خود اس لائق ہے کہ اُس کی پرستش کی جائے۔ اور انا ربکم الاعلیٰ کا نعرہ بلند کرے!!

دانیال کی تعبیر نقارخانہ میں طوطی کی آواز تھی بسیلاب فتوحات تلاطم خیز رہا۔ اور بادشاہ کے دل میں غرور بڑھتا ہی گیا۔ ایک سال تک مہلت کی باگ ڈھیلی رہی۔

حلم حق باتو مواساہا کند

ایک دن شاہی محل کے بالاخانہ پر چہل قدمی کر رہا تھا کہ شہر کے دلکش باغات اور دلفریب عمارات پر نظر پڑی اور ثروت کی نخوت میں گم ہو کر کہنے لگا "کیا یہ عظیم الشان شہر بابل میری ملکیت نہیں ہے۔ جس کو میں نے اپنی .. ..

توانائی اور قدرت سے تخلیق کیا ہے۔ تاکہ میرا دارالسلطنت بنے۔ اور میرے جاہ وجلال کا آئینہ ہو"
اُسیوقت غضب خداوندی کا ظہور ہوا۔ بادشاہ کے ہوش وحواس رخصت ہوئے۔ بابل
کی عظمت وشوکت سے لطف اندوز ہونے کی قابلیت سلب ہوگئی۔ جنون کے جوش میں کپڑے
پھاڑ کر قلعہ سے نکل بھاگا۔ جنگل میں جانوروں کی طرح گھومنے اور بیلوں کی طرح گھاس چبانے
لگا۔ صحیفہ دانیال کی روایت ہے کہ اُس کا بدن آسمان کی شبنم سے تر ہوا۔ یہاں تک کہ
اُسکے بال عقاب کے پروں کے مانند ہوگئے۔ اور اُس کے ناخن بڑھکر پرندوں کے چنگل بنگئے"
سات برس تک سلطنت امرا اور ارکین کے ہاتھ میں رہی۔ اور اُس کا لڑکا بطور ولیعہد
کے امور مملکت انجام دیتا رہا۔ مفتوحہ قومیں خوشیاں منائیں۔ اور مسرت کے ترانے
گاتی تھیں۔ کہ انکا فاتح اپنی بداعمالی اور مظالم کی پاداش میں اسی جنم میں انسان سے
بیل بنادیا گیا۔ اور انکی آنکھوں کے سامنے گھاس کھانے لگا۔ اسرائیلی غلام طعنہ زنی
کرتے تھے کہ ہیکل مقدس میں آگ لگانے اور نبی زادونکی ذلت ورسوائی کی سزا مل رہی ہے۔
دانیال اور اُن کے ہوشمند رفقا جانتے تھے کہ یہ غرور اور سرکشی کا پھل ہے۔

تکبر عزازیل را خوار کرد — بزندانِ لعنت گرفتار کرد

اور منتقم حقیقی کی مقرر کردہ میعاد سزا کے اختتام کا انتظار کرتے تھے۔ ایک ایک دن گن کر سات
سال کی طویل مدت پوری ہوئی۔ ارکین حکومت اپنے گمشدہ مجنون بادشاہ کو ڈھونڈھنے
نکلے گھنے جنگل میں پتہ چلا۔ دیکھا کہ بخت نصر آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھائے اس حیّ وقیوم کی
حمد وثنا کر رہا ہے جسکی سلطنت ابدی اور مملکت دائمی ہے۔ فہم وشعور کی نعمت دوبارہ عطا ہو چکی
ہے۔ اور اپنے پرائے کی پہچان ہے۔ خوشامد کر کے عاجزی اور منت سے محل میں لائے
تخت سلطنت پر بٹھایا اور مخلوقات کی حکومت اُسکے سپرد کی۔
بادشاہ کا رعب ودبدبہ بحال ہوا تو اُس نے تمام علاقۂ محروسہ میں ایک گشتی فرمان جاری

کیا جو اس وقت تک صحیفۂ دانیال میں محفوظ ہے۔ اس میں اپنے عجیب احوال کی مفصل داستان بیان کر کے خاتمہ پر لکھا تھا" اب میں بخت نصر آسمان کے بادشاہ کی ستائش وتکریم وتعظیم کرتا ہوں کیونکہ وہ اپنے سب کاموں میں راست اور سب راہوں میں عادل ہے۔ اور جو مغرور ہو جاتے ہیں اُن کو ذلیل کر سکتا ہے"۔

اُس دن سے بخت نصر آسمانی خدا کا پرستار رہا۔ یہودیوں کے معبود کا حلقہ بگوش ہوا اور اسرائیلی غلاموں کو یہ شاندار فتح حاصل ہوئی کہ ان کا فاتح اُنہیں کے مذہب کا مفتوح ہو گیا۔ صحیح روایات کے مطابق یہ فرمان بخت نصر کی موت سے ایک سال پہلے یعنی ۵۶۳ قبل مسیح میں جاری کیا گیا۔ اُس وقت دانیال کی غلامی اور بادشاہ یہود کی گرفتاری کو ۴۳ سال گزر چکے تھے۔ اور یروشیلم کو بے چراغ ہوئے چوبیسواں سال تھا۔

ارمیا نبی کا ارشاد تھا کہ " بنی اسرائیل ستر سال تک بابل کی غلامی کریں گے" اس میعاد کا نصف حصہ یوں گزرا۔ اب دیکھئے کہ بقیہ میعاد میں کیا پیش آتا ہے۔

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

چھٹا باب

رہائی بنی اسرائیل

بابل کی قدیم کلدانی سلطنت کا جلیل القدر بادشاہ یروشیلم کا فاتح۔ فرزندان یعقوب کو غلام بنانیوالا۔ بخت نصر ۵۶۲ قبل مسیح میں دنیا سے رخصت ہوا۔ اُس نے سرکشوں اور مغروروں کو زیر کیا۔ مفتوحہ ممالک کی دولت سے اپنے دارالحکومت کی شان بڑھائی۔ اسرائیلیوں کو تاج وتخت سے محروم کیا۔ اُن کے بادشاہ کو زندانِ بلا میں محبوس رکھا۔ حکیموں۔ عالموں۔ نبیوں کی

اولاد سے خدمت اور مشقت لی۔ لیکن از منہ مظلمہ کی خونخواری اور سفاکی دیکھتے اُس کا سلوک اپنی رعایا کے ساتھ چنداں خراب نہ تھا۔ لڑائی کے میدان، شہروں اور قلعوں کے محاصرے میں فتحمندی کے جوش نے اُسکو قتل و غارت کا ملزم بنایا۔ لیکن امن و صلح کے وقت اُس کا طرزِ عمل اپنے زیرِ دستوں کے ساتھ قابلِ ملامت نہ تھا۔

اسرائیلی قیدی اپنے عزیز وطن سے گرفتار کرکے بابل لائے گئے اور عراق کے وسیع ملک میں مختلف مقامات پر آباد کیے گئے۔ مگر اُن کے اسباب معیشت اور سامانِ خوراک سے بادشاہ بے خبر نہ تھا۔ فوجی خدمت کے وہ لائق نہ تھے مگر اور سب ذرائع معاش اُن کے لئے کُھلے تھے۔ اُن کے منتخب نوجوان اعلیٰ ملکی عہدوں پر تعینات کیے گئے۔ حکیم دانیال تمام سلطنت کے قاضی القضاۃ تھے۔ اور اسرائیلی غلاموں کو اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کی ممانعت نہ تھی۔

بخت نصر کا لڑکا عامل مردک اپنے اقبالمند باپ کی جگہ تخت نشین ہوا تو اُس نے بھی یہودیوں کے قدر و منزلت میں کوتاہی نہیں کی۔ اُنکے مراتب اور مناصب بحال رکھے بلکہ اسرائیلیوں کے بدنصیب بادشاہ یہوکین کو جو ۳۷ برس سے جیلخانہ کے مصائب برداشت کررہا تھا۔ حبس سے نکال کر اپنی مجلس خاص میں طعام و شراب کا شریک بنایا۔ اُس کو دربار میں سب مغلوب حکمرانوں سے بلند تر کرسی عنایت کی۔ خلعت و منصب سے سرفراز کیا اور اس طرح فاتح و مفتوح کے درمیان رنجش کی آخری کڑی کاٹ دی۔ شجاع اور بلند ہمت باپ کا بیٹا۔ جفاکشی و مردانگی میں نمونۂ اسلاف نہ تھا وہ فوجی زندگی کی سختیاں برداشت نہ کرسکتا تھا۔ عیش و عشرت میں مصروف رہا اور توسیع مملکت کی طرف توجہ نہ کی۔ صرف دو سال حکومت کی تھی کہ اُس کے بہنوئی نرگلیسر نے موقع پاکر عالمِ غفلت میں اُس کو قتل کردیا اور زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ ۵۵۶ء قبل مسیح میں یہ قاتل بھی مقتول کے

پاس پہونچا اور اس کا لڑکا بعاشی مرد ک جانشین ہوا ۔ مگر ایک بابلی سردار نبونڈس نے اولاد بخت نصر کی حمایت کے لئے علم بغاوت بلند کیا ۔ نرگلسر کا لڑکا نو مہینہ حکومت کر کے قتل ہوا اور نبونڈس ایک نابالغ لڑکے بعلیشزر نام کو شریک سلطنت بنا کر بابل کا بادشاہ بنا ۔ یہ مشتبہ ہے کہ بعلیشزر بخت نصر کا بیٹا تھا یا نواسہ ؟ عہد نامۂ عتیق کی عظمت کرنے والے اسکو بخت نصر کا لڑکا بتاتے ہیں ۔ اور آزاد خیال مسیحی اُسکو بخت نصر کا نواسہ لکھتے ہیں لیکن زمانۂ حال کے محققین کو اسکی بادشاہی کا یقین نہیں ۔ وہ نبونڈس کو بابل کا آخری فرمانروا قرار دیتے ہیں اور ثبوت میں چند سنگین کتبے پیش کرتے ہیں جو حال میں عراق کے کھنڈروں سے برآمد ہوئے ہیں اور جن سے کلدانیوں کی سلطنت کا نبونڈس پر ختم ہونا ظاہر ہوتا ہے ۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ نبونڈس کے فرزند کا نام بعلیشزر تھا ۔ لیکن مدعی ہیں کہ اُس نے زمام حکومت کبھی ہاتھ میں نہیں لی ۔ صحیفۂ دانیال میں بعلیشزر کا نام کئی جگہ آیا ہے ۔ اور نبونڈس کا کہیں تذکرہ نہیں ۔ ظاہرا بابل کی رعایا بعلیشزر کو سلطنت بخت نصر کا حقیقی وارث اور اپنا جائز بادشاہ مانتی تھی ۔ اور نبونڈس کی وقعت غاصب سے زیادہ نہ تھی ۔ ممکن ہے کہ نبونڈس نے حکومت پر متصرف ہو کر بعلیشزر کو عیش و عشرت میں پھنسا دیا ہو اور خود تمام نظم و نسق کا مختار بنا ہو ۔ جیسا کہ یورپ اور ایشیا کے بہت سے غاصبوں نے کیا ہے ! ور اسوجہ سے کسی کتبے میں بعلیشزر کا نام کندہ نہ ہو سکا ہو ۔ ان روایتوں کی تطبیق یوں بھی ہو سکتی ہے کہ نبونڈس کی بغاوت کے وقت بعلیشزر نابالغ تھا اور انتظام سلطنت بطور ولی اور سرپرست کے ایک مدت تک نبونڈس کے ہاتھ رہا ۔ جب وہ بالغ ہوا اور امور ریاست میں دخل دینے لگا تو رعایا اسی کو شاہ با اختیار تصور کرنے لگی ۔ اور اسرائیلی اپنے مخطوطات میں بعلیشزر ہی کو بادشاہ لکھنے لگے اگرچہ نبونڈس ملک پر بدستور حاوی تھا مگر اس دور کو تین ہی برس گزرے تھے (اور یہودیوں کی روایات کے مطابق بعلیشزر نے تین ہی سال بادشاہی

کی تھی) کہ زمانہ بدل گیا۔ نہ نادر بجا ماند نے نادری۔

بہر حال سترہ برس ۵۵۵ء سے ۵۳۸ء قبل مسیح تک نبونڈس اور بلشیزر نے کلدانیوں پر حکومت کی اور یہ عہد اسرائیلی قیدیوں کے لئے بہت سختی اور تکلیف کا تھا۔ بابل کی عیاش پسند ماحول نے اُن کے عادات و اطوار بگاڑ دیئے تھے۔ کلدانیوں کی مذموم خصلتیں کنعانیوں میں سرایت کر گئی تھیں۔ فسق و فجور کا بازار گرم تھا۔ احکام شریعت کا کوئی لحاظ نہ تھا۔ مذہبی واقفیت صرف کہن سال ضعیفوں تک محدود تھی۔ اور فرزندان اسرائیل اُن تمام ملاہی اور مناہی میں آلودہ تھے جو دولت کی افراط نے بابلیوں کی سرشت میں داخل کر دی تھیں۔ اس عہد میں اصنام پرستی کا زور بڑھا۔ بادشاہ وقت نے قدیم صنم خانوں کی مرمت کرائی اور بعض جدید عبادت کدے تعمیر کرائے۔ بخت نصر کے فراہیں رواداری فراموش ہوئے۔ مفتوحہ اقوام کی دلجوئی فضول سمجھی گئی۔ اور یہودی غلاموں کے حقوق پامال ہونے لگے۔ چند متبرک ہستیاں ہنوز زندہ تھیں اور وہ ارمیاہ نبی کی قدیم بشارت یاد دلا کر اپنے اعزہ و اقارب کو تسلی دیتی تھیں کہ "خداوند فرماتا ہے جب ستر برس پورے ہونگے تو میں شاہ بابل اور اسکی قوم کو بد کرداری کی سخت سزا دونگا اور انکی بستی کو ایسا اجاڑ دونگا کہ ہمیشہ ویران رہے"۔ بنی اسرائیل کو مذہب سے دلچسپی باقی نہ تھی لیکن آزادی کا شوق تھا۔ اور خود مختاری کی ہوس دعائیں مانگتے تھے کہ "خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد" اور لطیفۂ غیبی کا انتظار کرتے تھے۔

ایران

بابل و نینوا کے شمال میں ایک وسیع و زرخیز ملک بنی آدم کی قدیم شائستگی اور تمدن کی یادگار تھا۔ مشرق میں رود جیحوں اور دریائے سندھ۔ مغرب میں چشمۂ فرات اور بحر اسود۔ شمال میں کوہ البرز اور بحر خضر۔ اُسکے حدود تھے۔ مشہور ہے کہ جہانداری کا سلسلہ ایشیا میں اسی قطعۂ ارض سے شروع ہوا اور کیومرث پہلا شخص تھا جس نے بادشاہی کا لقب اختیار کیا۔

نخستین خدیوے کہ کشور کشود سر پادشاہاں کیومرث بود

قدیم ایرین قوم جس نے ہندوستان فتح کیا اور یورپ تک پہونچی اسی زمین سے جلاوطن ہو کر نکلی تھی۔ جمشید جس کا جشن شاہانہ آج تک ضرب المثل ہے اور جو آئین جہانبانی کا مشرق میں موجد خیال کیا جاتا ہے اسی شاداب ملک کی پیداوار تھا۔ ہوشنگ کی کشور کشائی۔ طہمورث کی دیو بندی۔ فریدوں کی دادگستری۔ اسی سرسبز خطے سے تعلق رکھتی تھی پہلے بلخ اُسکا مرکز حکومت تھا بعدازاں اصطخر کو یہ عزت نصیب ہوئی اور "پیشدادیوں" نے وہ ہیبت وجبروت کی سلطنت کی کہ تمام ایشیا میں کوئی حکومت اُنکی مماثل ومقابل نہ تھی۔ طہمورث اور جمشید کی اقبالمندی فراعنۂ مصر اور راجگان ہند کو خاطر میں نہ لاتی تھی۔ شام وعراق کی کیا ہستی تھی کہ وہ ممالک محروسہ کی فہرست میں عزت سے شمار کئے جاتے۔ ضحاک کے مظالم نے رعایا کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ مرکزی حکومت پر زوال آیا۔ اور یہ دنیا کی جنت شام وبابل کی تابع ہو کر گمنام ہو گئی۔

کاوۂ آہنگر کے استقلال۔ دُرفش کاویانی کے اقبال نے فریدوں کو سلطنت دلائی اور سلطنت ایران کا نام دوبارہ زندہ ہوا۔ مگر اصطخر میں وہی پولیٹکل غلطی ہوئی جو تین سو برس ہوئے بادشاہ دہلی نے کی تھی۔ آئندہ نزاعات کو دور کرنے کے لئے فریدوں نے اپنی مملکت فرزندوں میں تقسیم کی۔ ترکستان کا علاقہ بڑے بیٹے سُلم کو دیا۔ تاتار منجھلے بیٹے تور کو اور جنوب کا کوہستانی قطعہ جس میں دارالسلطنت بھی شامل تھا سب سے چھوٹے بیٹے ایرج کو عنایت کیا۔ اِس تقسیم کا وہی نتیجہ ہوا جو ہندوستان نے سترہویں صدی عیسوی میں دیکھا تھا۔ بیٹوں نے باپ کی زندگی ہی میں جدال وقتال شروع کیا۔ ایرج قتل ہوا۔ اور اُسکے فرزند منوچہر نے خون پدر کے عوض میں سلم اور تور کو خاک وخون میں غلطاں کر کے اُس خانہ جنگی کا بنیادی پتھر رکھا جو ایران اور توران کے درمیان کئی صدی تک جاری رہی۔

سلطنت کے اعضا دجوارح منتشر ہو گئے۔ اغیار نے فائدہ اُٹھایا۔ مغلوب غالب زبردست زیر دست ہوئے ؎

پراگندہ شد رائے بے تخت وشاہ　　　ہمہ کار بے روے و بے سرسپاہ

یہ بدامنی۔ خانہ جنگی اور لامرکزی کا دور ضحاک کے جلوس سے کیقباد اور کاؤس کے وقت تک تقریباً دو ہزار سال رہا نینوا اور بابل کا عروج ہوا۔ سارگون اول نے ایلام سے بحیرۂ روم تک تصرف کرلیا۔ نرم سین نے "شاہ چہار اقطاع عالم" کا متکبرانہ خطاب پسند کیا شالمنسر اول نے دریائے فرات کو عبور کرکے بلخ تک دھاوے کئے۔ ایران و توران بابل کے باجگزار صوبے بنے اور یونان و مصر کے مورخ جمشید و فریدوں کی عظمت فراموش کرکے اُنکے وجود کو افسانہ بتانے لگے۔

اس طویل طوائف الملوکی کے دور میں بنی اسرائیل نے کنعان پر قبضہ کیا۔ اُن کے اولوالعزم سلاطین داؤد و سلیمان نے شہرت جاوید پائی۔ نینوا کے سارگون دوم نے سامرہ فتح کرکے شمالی سلطنت اسرائیل کا خاتمہ کیا۔ سنحاریب نے یروشیلم کا محاصرہ کیا۔ اور بخت نصر نے کنعان و علاقہ سواحل کو غارت کرکے ایشیا کے کل مغربی ممالک کو اپنا باجگزار بنا لیا۔ ایران کی ریاست کبھی توران کے ماتحت ہوتی۔ کبھی اُس سے کلہ بکلہ لڑتی اور کبھی بابل کے بادشاہ سے مقابلہ کے لئے اتحاد کرتی تھی۔ کہ یکایک فارس کی سوئی ہوئی قسمت بیدار ہوئی۔ شاہِ توران کا نواسہ اور ایک مقتول ایرانی کا لڑکا کاؤس ایلامی کی مختصر ریاست کا وارث ہوا۔ ایران کی سرزمین جگمگا اٹھی اور دنیا تاج کیانی کی قسم کھانے لگی۔

اس بیدار بخت شاہ کی ولادت۔ پرورش۔ تعلیم اور تربیت کی داستان حیرت انگیز ہے عالم اسباب کے نقش بر آب پیکروں کو قدرت کی ڈور سے گردش دینے والے جس پتلی سے کوئی مہم بالشان خدمت لینا چاہتے ہیں اُس کی پرورش بھی اکثر انوکھے انداز سے کرتے ہیں!

سیاوش (جسکو یونانی مورخ کیمیسزاول کہتے ہیں) صوبۂ ایلام کے رئیس کاؤس کا لڑکا اپنی سوتیلی ماں کے ناجائز پیام محبت کو ٹھکرا کر اور باپ کے ناپسند کردار سے عاجز آکر افراسیاب شاہ توران کے پاس (جسکا نام یونانی، استیاجس بتاتے ہیں) پناہ گزیں ہوتا ہے۔ فرنگیس دختر افراسیاب سے شادی کرتا ہے اور ایک صوبہ جہیز میں پاتا ہے۔ تورانی امرا حسد کرتے ہیں۔ بادشاہ کا بھائی امیروں کا ہمزبان ہو کر سیاوش کے تغلب اور تصرف کی جھوٹی شکایتیں کرتا ہے۔ اور سیاوش حیلے سے جام زہر پلا کر قتل کیا جاتا ہے۔

اُسوقت فرنگیس حاملہ تھی۔ اور اُس کی نسل سے فتنہ و فساد کا افراسیاب کو اندیشہ تھا افعی را کشتن و بچہ اش نگاہ داشتن کار خردمندان نیست۔ بیٹی کے ہلاک کرنے پر مستعد ہوا ارا کین سلطنت مانع ہوئے اور اُنکی خاطر سے لڑکی کی جان بخشی ہوئی۔ وہ پیران دیسہ وزیر کے سپرد کی گئی۔ اور ہدایت کی گئی کہ اُس کے بطن سے فرزند پیدا ہو تو فوراً قتل کر دیا جائے بچہ پیدا ہوا مگر وزیر نے ایک بیگناہ معصوم کے خون سے اپنے ہاتھوں کو آلودہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور اُس طفل کو پرورش کے لئے ایک چرواہے کے سپرد کر کے دربار شاہی میں رپورٹ پیش کر دی کہ مولود نامسعود جنگل میں پھکوا دیا گیا ہے۔ وزیر نے اس بچہ کا نام کیخسرو رکھا علوم ضروری اور فنون حرب کی تعلیم دلائی۔ اور باحسن وجوہ اُس کی تربیت کی۔ افراسیاب کو اُسکی زندگی کی خبر ملی تو لڑکے کو پاگل اور دیوانہ مشہور کر کے اُسکی جان بچائی۔ کیخسرو

اُدھر سیاوش کے قتل کی خبر ایران پہونچی اور بڑی شورش برپا ہوئی۔ کاؤس کے سپہ سالار نے توران پر فوجکشی کی۔ میدانِ کارزار میں افراسیاب کو شکست ہوئی۔ شاہ توران فرار ہوا۔ اور اُسکے دارالحکومت پر ایرانی فوج نے قبضہ کر لیا۔ کیخسرو کی جستجو شروع ہوئی۔ اور بڑی جدوجہد سے اُسکا سراغ ملا۔ کاؤس نے بلند اقبال پوتے کو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اور اپنے ہاتھ سے اُسکے سر پر تاج شاہی رکھا۔ تحقیق جدید کے مطابق یہ قصہ ۵۵۹ سنہ قبل مسیح یعنی بخت نصر کی موت

سے تین سال بعد کا ہے کیخسرو کے دل پر مظلوم باپ کے خون کا داغ تھا بخت پیمائی اور کس مپرسی کی مصیبت یاد تھی۔ جوش انتقام نے چین نہ لینے دیا۔ زبردست فوجین منتخب جنرلوں کی ماتحتی میں افراسیاب کی تذلیل کے لئے روانہ کین۔ بعد کو خود بہ نفس نفیس میدانِ حرب میں آیا تقریباً ۹ سال تک کُشت وخون کا بازار گرم رہا۔ اور خونِ سیاوش کے عوض میں ہزاروں بیگناہ قتل ہوئے ؎

زتوران زمین تا بہ سقلاب و روم   نہ دیدند یک مرز آباد بوم
ہمہ سر بریدند برنا و پیر   زن و کودک وخورد کردند اسیر

آخر کار ۵۵۰ قبل مسیح میں افراسیاب گرفتار ہوا اور وہی زہر آمیز شربت پلا کر اُس کی جان لی گئی۔ جو مظلوم سیاوش کی ہلاکت کیلئے ستعمال کیا گیا تھا۔

توران کی مُہم سے فارغ ہو کر شمالی سرحد محفوظ کر کے وہ جنوب اور مغرب کی طرف متوجہ ہوا۔ پہلے ہی حملہ میں نینوا کو تاراج کرتا ہوا ایشیائے کوچک کے ساحلی علاقہ تک جا پہونچا۔ شاہ لیڈیا نے فرعونِ مصر۔ حاکم بابل اور جنگجویان یونان سے مدد مانگی مگر دُرفش کاویانی کیا نیون کی فوج ظفر موج پر سایہ افگن تھا۔ اتحادیوں کو شکست ہوئی۔ اقبال کیخسروی کی دہوم مچی اور ایلام کا رئیس زادہ مغربی ایشیا کا شہنشاہ ہو گیا۔ سرحد حکومت مغربی سمندر تک پہونچا کر مشرق کی خبر لی۔ اور اُسکے جنرلوں نے ہندوستان میں فتح ونصرت کے ڈنکے بجائے۔

جنوب مشرق میں بابل کی سلطنت مصر اور کنعان کا راستہ روکے تھی۔ لہٰذا ۵۳۹ میں اس خار راہ کو دور کرنے کا ارادہ کیا۔ اوپی کے میدان میں بابل کی مدافعانہ قوت تباہ کر کے دارالسلطنت کی فصیل تک جا پہونچا۔ اور اُس عظیم الشان دارالحکومت کا محاصرہ کر لیا شہرپناہ نصف فرلانگ بلند اور ۲۹ گز چوڑی ناقابل شکست تھی اور شہر ۶۰ میل مربع کے دور میں آباد ناقابل تسخیر حملہ ناممکن۔ اور محاصرہ دشوار!!

شہر کے اندر باغات اور چراگاہیں بہ افراط۔ دریائے فرات جاری۔ آراضی مزروعہ اور قابلِ زراعت کافی۔ فصیل کی نگرانی کے لئے آزمودہ کار سرداران لشکر۔ باغبانی اور قلبہ رانی کے لئے اسرائیلی غلام۔ عیش وعشرت کے لئے کنعانی کنیزیں۔ توبہ اور تقدیس کے لئے بعل کے مندر۔ چاند۔ سورج۔ زہرہ۔ مشتری کے صنم خانے بیسیوں برس کے لئے سامانِ خوراک مہیا مدتوں کے لئے اسباب بادہ نوشی فراہم۔ غرض کوئی شے نہ تھی جسکی تلاش میں کلدانیوں کو باہر نکلنے کی احتیاج ہو۔ فوجی خدمت گزار مملکت کے ہر گوشہ سے آآ کر دارالسلطنت میں جمع ہو گئے یہودی قیدی عراق کے مختلف حصوں سے فرار ہو کر شہر میں آ گئے۔ بادشاہ بابل اس محفوظ و مستحکم قلعہ نما شہر میں محاصرین اور حملہ آوروں سے بیخوف ہو کر دادِ عیش و کامرانی دیتا رہا۔ ایک رات فصیل شہر کے پاس محاصرہ کرنے والے تسخیر کی ایک نئی ترکیب پر عمل کرنے والے تھے۔ اور شہر کے اندر فتح یروشیلم کی چہل وہشتم سالگرہ کا جشن ہو رہا تھا۔

شہر پناہ کے استحکامات سے عاجز آ کر اور محاصرے کی طوالت بے نتیجہ تصور کر کے دارالسلطنت پر قبضہ پانے کی ایرانیوں نے یہ انوکھی تجویز سوچی تھی کہ چند میل کے فاصلہ پر ایک عریض اور عمیق جھیل بنا کر دریائے فرات کا پانی اس میں گرا دیا جائے اور جس راہ سے دریا شہر میں جاتا تھا اُسی راستہ سے فوج شہر میں داخل ہو کر محلسرائے شاہی پر قابض ہو جائے۔ جھیل کی تکمیل ہو چکی تھی۔ ایرانی فوج کا ایک دستہ اس خدمت پر مامور تھا کہ سپہ سالار کا اشارہ پاتے ہی دریا کا رُخ پھیر کر نو تعمیر جھیل میں پانی گرا دے۔ لشکر کا بڑا حصہ فصیل کے پاس اُس مقام پر صف بستہ تھا جہاں سے کہ دریا شہر کے اندر جاتا تھا اور دوسرا ٹکڑا اُس جگہ استادہ تھا جہاں سے کہ دریا شہر کے باہر نکلتا تھا اور ان دونوں گروہوں کو حکم تھا کہ جب دریا پایاب ہو جائے تو وہ بہاؤ اور نکاس کے راستہ سے شہر میں داخل ہوں اور شاہی محل کے پاسبانوں پر اچانک حملہ کر کے قصر سلطانی پر قبضہ کر لیں۔

دعوت بعلشیزر

کلدانی سرپنجۂ شاہین قضا سے غافل سالگرہ کا جشن منا رہے تھے۔ شراب کی ندیاں بہ رہی تھیں ہر طرف رقص و سرود کی محفلیں تھیں اور رعایا نشۂ دولت و عیش سے سرشار قصر شاہی چراغان سے بقعہ نور تھا۔ چاندنی کھلی تھی۔ فوارے اچھل رہے تھے۔

بخت نصر کی دولت و حشمت کا وارث بعلشیزر آبنوس کے مطلا تخت پر تاجِ شاہانہ برسر اور لباس سُرخ دربر تکبر اور تبختر سے زینت بخش تھا۔ ایک ہزار امرا و اراکین ریاست ضیافت میں مدعو تھے۔ سونے اور چاندی کی قابوں میں مشرق کے نایاب فواکہ اور بیش بہا طعام حاضر۔ ستار۔ اور بربط کے ترانے رقاصوں کی خلخال سے ہم آواز حسین اور نازک اندام گانے والے موسیقی کے کمالات دکھا رہے تھے۔ ساغر چھلک رہے تھے۔ شراب ناب کے دور چل رہے تھے۔ آنکھوں میں سرور، دلوں میں ولولے۔ مئی مرد افگن کے جام۔ اور نزاکت کی پتلیاں۔ متوالی نگاہوں کی گردش اور حسن و محبت کی دیویاں!! دنیا تمام بزم خرابات ہوگئی!!! اس مستی و انبساط میں بادشاہ کو یاد آیا کہ آج فتح یروشیلم کی سالگرہ ہے۔ حکم دیا کہ سونے اور چاندی کے مقدس ظروف جو یہودیوں کا عبادتخانہ تباہ کرکے حاصل کئے گئے تھے اور فاتح کنعان نے اپنے خزانۂ عامرہ میں باحترام محفوظ رکھے تھے۔ اس مجلسِ نشاط میں حاضر کئے جائیں تاکہ میزبان و مہمان۔ اُنکی بیویاں اور حرمین ان ظروف میں شراب پیئں۔ بعلشیزر سے پہلے کسی ظالم و جبار نے ہیکل سلیمانی کے مقدس برتنوں کو ایسی غلاظت سے آلودہ نہیں کیا تھا۔ اراکین سلطنت خاموش ہوئے۔ اور دربار پر سناٹا چھا گیا۔ مگر رائے سلطان کے خلاف زبان کھولنے کی کس کو مجال تھی۔ ظروف لائے گئے۔ ناپاک لبوں سے اُن پاک برتنوں میں ناپاک شراب پی گئی۔ اور بابل کے دیوتاؤں کا شکریہ ادا کیا گیا کہ اُنھوں نے اپنے خدمت گزاروں کو عزت دی۔ اور اپنے رقیب آسمانی خدا کے پرستاروں کو ذلیل کیا۔ یہ مدح و منقبت کے ترانے ختم نہ ہوئے تھے۔ کہ اجل نصیب بادشاہ کی آنکھوں کے سامنے ایک غیبی ہاتھ

نمودار ہوا۔ اُس نے شمعدان کے مقابل دیوار کی گچ پر ایک عبارت لکھی۔

بادشاہ نے وہ اُنگلیاں دیکھیں جو لکھ رہی تھیں۔ وہ عبارت دیکھی جو لکھی گئی تھی۔ طرزِ تحریر ناآشنا تھا اور مفہوم نامعلوم۔ بہجت و سرور کافور۔ خیالاتِ پریشان کا ہجوم۔ چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ نشہ ہرن ہوا۔ "کمر کے جوڑ ڈھیلے ہوگئے اور گھٹنے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے"۔ خوفزدہ ہوکر نجومیوں۔ کاہنوں۔ اور حکیموں کو طلب کیا۔ اور ان سے اس عجیب ماجرے کی حقیقت دریافت کی۔ "جو کوئی اس نوشتہ کو پڑھے اور اس کا مطلب مجھ سے بیان کرے وہ ارغوانی خلعت پائے گا۔ اُس کے گلے میں زرین طوق پہنایا جائیگا۔ اور وہ مملکت میں تیسرے درجہ کا حاکم ہوگا"۔ "تیسرے درجہ کی حکومت" کا مطلب حاضرینِ مجلس نے سمجھا ہوگا لیکن آج اُسکی تشریح مفسرینِ عہدنامۂ عتیق کو دشوار معلوم ہوتی ہے۔ فقیر کاتب الحروف قیاس کرتا ہے کہ یہ الفاظ صحیفۂ دانیال کی روایت کو انیسویں صدی عیسوی کی تحقیقات سے منطبق کرنے کے لئے لکھے گئے تھے۔ یعنی اول درجہ کی حکومت بلشیزر کو نصیب تھی دوسرے درجہ پر نبونڈس تھا جسکو زمانۂ حال کے محققین بابل کا حقیقی بادشاہ تصور کرتے ہیں۔ اور تیسرے کا وعدہ اُس دانشمند سے کیا گیا جو اُس نوشتۂ غیبی کو پڑھ سکے۔

بہرحال۔ حکما اور اختر شناس اُس تحریر کو پڑھ نہ سکے۔ اور اپنے عجز کا اظہار کیا۔ بادشاہ کی پریشانی دوچند ہوئی اور اُس کی بدحواسی سے تمام محفل سراسیمہ ہوگئی بلشیزر کی ماں کو خبر ہوئی وہ جشن گاہ مین آئی اور بیٹے سے مخاطب ہوکر بولی "تیرے خیالات تجھکو پریشان نکریں۔ اور تیرا چہرہ متغیر نہ ہو۔ تیری مملکت میں ایک شخص ہے جس مین قدوس کی روح ہے۔ اور تیرے باپ کے ایام میں نور و دانش اس میں پائی جاتی تھی۔ بادشاہ نے اُس کو ساحروں۔ نجومیوں اور فال گیروں کا سردار بنایا تھا۔ کیونکہ اس میں خوابوں کی تعبیر۔ عُقدہ کشائی اور حلِ مشکلات کی قوت تھی۔ اس کا نام دانیال تھا۔ اُس کو بُلوا۔

وہ مطلب بتائیگا"

نبونڈس کے آغاز حکومت سے اصنام پرستی کا زور ہوا تھا۔ دانیال مجلس شاہی سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ اور اُمرائے سلطنت کو انکی یاد باقی نہ تھی۔ وہ دور افتادہ صوبوں میں فرائض منصبی انجام دیتے اور بادشاہ کے سامنے نہ جاتے تھے۔ ایرانیوں کا سیلاب فتوحات کلدانی مملکت کو بہا لیگیا۔ عراق و نینوا کے اہل قلم۔ صاحب شمشیر۔ فاضل و حکیم سمٹ کر دارالحکومت میں آ گئے۔ دانیال بھی شہر پناہ کی حفاظت میں آئے۔ اور اسوقت دارالسلطنت میں موجود تھے اگرچہ اراکین دربار کو انکے وجود کا علم نہ تھا۔ بادشاہ نے یاد کیا۔ ہرکارے ڈھونڈھتے نکلے معلوم ہوا کہ وہ شہر ہی میں موجود ہیں۔ ولی نعمت کے قاصد فرمان طلب لیکر آئے۔ تو حاضری سے چارہ نہ تھا۔ بادشاہ نے کہا " کیا تو ہی دانیال ہے جو یہوداہ کے اسیروں میں سے ہے۔ جنکو میرا باپ یہوداہ سے لایا ؟ میں نے تیری بابت سنا ہے کہ نور اور دانش اور کامل حکمت تجھ میں ہے۔ میرے حکیم اور نجومی اس نوشتے کا مطلب بیان نہیں کر سکے۔ اگر تو اسکو پڑھے اور اسکا مطلب سمجھائے تو ارغوانی خلعت پائیگا۔ تیری گردن میں زریں طوق پہنایا جائیگا۔ اور تو مملکت میں تیسرے درجہ کا حاکم ہوگا"

دانیال نے عرض کی کہ حضور انعام اپنے ہی پاس رکھیں۔ اور صلہ کسی دوسرے کو دیں تب بھی صاحب امر کی تعمیل ارشاد کے لئے میں اس نوشتہ کو پڑھوں گا اور اسکا مطلب عرض کرونگا۔

"اے بادشاہ خدا تعالےٰ نے بخت نصر کو سلطنت۔ حشمت۔ شوکت اور عزت بخشی اور تمام قومیں اُسکے حضور میں لرزاں و ترساں ہوئیں۔ اُس نے جسکو چاہا ہلاک کیا۔ اور جسکو چاہا زندہ رکھا۔ جسکو چاہا سرفراز کیا۔ اور جسکو چاہا ذلیل کیا۔ لیکن جب اُسکی طبیعت میں گھمنڈ سمایا اور اُسکا دل غرور سے سخت ہو گیا تو وہ تخت سلطنت سے اُتار دیا گیا اور اُسکی حشمت

جاتی رہی - وہ بنی آدم کے درمیان سے ہانک کر نکال دیا گیا - اُسکا دل حیوانوں کا سا بنا اور گورخروں کے ساتھ رہنے لگا - اُسکا بدن آسمان کی شبنم سے تر ہوا - یہاں تک کہ اسکو یقین آگیا کہ خدا انسان کی مملکت میں حکمرانی کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے اُسپر قائم کرتا ہے -

اے بادشاہ آپ اُسی بلند اقبال کے فرزند ہیں - باوجودیکہ آپ سب واقعات سے آگاہ تھے آپ نے دل سے عاجزی نہ کی بلکہ آسمان کے خداوند کے حضور اپنے کو بلند کیا - اُسکی ہیکل کے ظروف میں اپنے اُمرا بیویوں اور حرموں کے ساتھ میخواری کی - ان بتوں کی حمد کی جو نہ دیکھتے نہ سنتے اور نہ جانتے ہیں - اور اُس خدا کی تمجید نہ کی جسکے ہاتھ میں آپ کا دم ہے اور جسکے قابو میں سب راہیں ہیں - پس اُسکی طرف سے ہاتھ کا ایک حصہ بھیجا گیا اور یہ نوشتہ لکھا گیا -

اس میں لکھا ہے :- مِنے مِنے تقیل وفرسین

مِنے مِنے کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے تیری مملکت کا حساب کیا اور اُسے تمام کر ڈالا -

تقیل کا مطلب یہ ہے کہ تو ترازو میں تولا گیا اور کم نکلا -

فرسین سے مراد یہ ہے کہ تیری سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوئی اور فارسیوں کو دیدی گئی "

وعید سخت تھی مگر بادشاہ صادق الوعد تھا - دانیال کو ارغوانی خلعت پہنایا گیا - زرین طوق گلے میں ڈالا گیا - اور منادی کی گئی کہ وہ مملکت میں تیسرے درجہ کا حاکم ہے - اُمرا و اراکین دانیال کی مدح وستائش کرنے لگے - مبارکباد کا غلغلہ ختم نہ ہوا تھا کہ ایرانی فوج یکایک شاہی محل میں داخل ہوگئی - بعلشیزر قتل ہوا اور کلدانیوں کے جاہ وجلال کا خاتمہ ہوگیا -

اقبال را بقا نبود دل بر و منہ   اقبال را چو قلب کنی لا بقا بود

یہ عبرت انگیز روایت صحیفۂ دانیال میں درج ہے - اور ڈھائی ہزار برس تک یہ واقعہ بیچون و چرا تسلیم کیا گیا - لیکن انیسویں صدی عیسوی میں بابل کے کھنڈروں سے دو سنگین کتبے دستیاب ہوئے جنسے عقلاء فرنگ نے یہ معنی اخذ کئے کہ بعلشیزر کی دعوت کا قصہ غلط ہے - ایرانی فوج

بغیر جنگ اور خونریزی کے شہر بابل میں داخل ہوئی اور کلدانیوں کا آخری بادشاہ بنونڈس گرفتار ہو گیا۔

حسب ذیل کتبہ کیخسرو کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

"ماہ تموز میں خسرو نے اکاد کے بہادروں سے جنگ کی۔ رعایا شہر نے فوج کا ساتھ نہ دیا شہر سپار بغیر جنگ کے فتح ہوا بنونڈس بھاگ گیا۔ سترہ تاریخ کو خسرو کے جنرل نے بابل کا رخ کیا۔ بنونڈس شہر میں خندقیں کھود کر پناہ گزیں ہوا مگر وہ گرفتار کر لیا گیا۔ مہینہ کے ختم تک ایساگلا کا محاصرہ رہا۔ لیکن کسی قسم کے آلے مندروں پر استعمال نہیں کئے گئے۔ اور نہ کوئی مورت وہاں سے اٹھائی گئی۔ مرشخشوان کی تیسری تاریخ کو خسرو بابل میں داخل ہوا۔ شہر کی سڑکیں تماشائیوں سے بھری تھیں۔ اُس نے شہر میں امن کا اشتہار دیا ایک جنرل کو بابل کا صوبہ دار بنایا۔ اور بنونڈس نے جو دیوتاؤں کی مورتیں دوسرے مقامات سے لاکر بابل میں نصب کی تھیں اپنی پرانی جگہوں پر واپس کردیں۔ اسی ماہ کی گیارہ تاریخ کو بادشاہ مر گیا ۲۷ آذر سے ۳ نیسان تک ماتم رہا۔ چوتھی تاریخ کیمبیز خسرو کا لڑکا مندر میں گیا۔ وغیرہ وغیرہ" پرستاران مذہب کا دل خوش کرنے کو دانشمندان فرنگ یہ شوشہ چھوڑتے ہیں کہ اس کتبہ سے اشعیا نبی کی قدیم بشارت کی تصدیق ہوتی ہے جنھوں نے فرمایا تھا کہ "خداوند اپنے ممسوح خورس کے حق میں فرماتا ہے کہ وہ میرا چرواہا ہے۔ میری مرضی بالکل پوری کریگا۔ میں اُس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر امتوں کو اُسکے سامنے زیر کرونگا۔ اور بادشاہوں کی کمریں کھلوا دونگا۔ دروازوں کو اُسکے لئے کھول دونگا اور پھاٹک بند نہ کئے جائیں گے۔"

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یورپ کے آزاد خیال محقق جب کسی مذہبی روایت کی تکذیب پر مستعد ہوتے ہیں تو منطق و فلسفہ بھول جاتے ہیں۔ اور الفاظ کو توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کے موافق معانی پیدا کر لیتے ہیں۔ اس کتبہ میں بلشیزر کا نام درج نہونیکی وجہ

پہلے بیان ہو چکی ہے۔ اور ایک مبہم دستاویز میں دعوت و ضیافت کا تذکرہ نہ ہونے سے واقعہ کی تکذیب نہیں ہو سکتی۔ بغیر جنگ و جدال کے شہر پر قبضہ ہونا اس کتبہ میں درج ہے۔ اور روایت دانیال کا مقصود بھی یہی ہے۔ ممکن ہے کہ بادشاہ کے یکایک قتل ہونے اور بنونڈس کی گرفتاری کے بعد امراء سلطنت نے مزاحمت فضول سمجھکر ایرانیوں کی اطاعت قبول کر لی ہو اور اسرائیلی غلاموں نے شہر کے پھاٹک کھولدیئے ہوں۔ یا بنونڈس نے گرفتار ہونے کے بعد سلامتی جان اور ازدیاد مراتب کیلئے خود ہی دروازے کھولنے اور شاہ ایران کی تکریم کا حکم دیا ہو۔ رات کی تاریکی میں چوروں کیطرح سرنگ سے گھسکر دشمن پر شب خون مارنا اور اُس عالی خاندان بادشاہ کو جسکے مورثوں کے سامنے کیخسرو کے آباو اجداد نے سر اطاعت خم کیا تھا دہوکے سے قتل کرنا شہنشاہ ایران اور اُسکے سرداران لشکر کے لئے باعث شرم شائد ہو لیکن کارنمایان ہرگز نہ تھا۔ سنگین کتبہ پر آئندہ نسلوں کے لئے یادداشت نقش کرنیوالوں نے اس حرکت کو بہادروں اور شجاعوں کے لئے ننگ و عار سمجھکر پوشیدہ رکھا۔ اور اُس کی تشہیر کو خلاف مصلحت جانکر تاریخ کے سنگین صفحوں پر درج نہیں کیا۔

تعصب کی حیرت انگیز مثال یہ ہے کہ یورپ کے محققوں نے جس کتبہ پر استدلال کر کے صحیفۂ دانیال کو متزلزل کرنا چاہا اُسکے آخری فقرہ سے بالکل چشم پوشی کر گئے اور اُن کو یاد نہ رہا کہ اسی ماہ کی گیارہ تاریخ کو بادشاہ مر گیا اور کمبیسز جانشین ہوا۔" یونانی مورخوں کے قول کے مطابق کیخسرو فتح بابل سے دس سال بعد (یعنی ۵۲۹ قبل مسیح میں) فوت ہوا۔ اور کمبیسز (لہراسپ) اُسکی جگہ تخت نشین ہوا۔ لہٰذا کیخسرو کی اس کتبہ کو بابل کی پہلی فتح اور بلشیزر کے قتل سے کوئی واسطہ نہیں ہو سکتا۔

یونانی مورخ لکھتے ہیں کہ بابل نے ایران کی شہنشاہی سے کئی بار سرتابی کی تھی۔ دارائے اول (گشتاسپ) کے عہد میں بنونڈس کا ایک لڑکا بخت نصر سوم کے لقب سے بابل کا

بادشاہ بنا تھا اور ۵۱۰ھ قبل مسیح میں گرفتار ہو کر قتل کیا گیا تھا۔ اسیطرح اسفندیار کے دور سلطنت میں بھی بابل نے سرکشی کی تھی اور ۱۸۴۵ء قبل مسیح میں بغاوت فرو کر کے یہاں کے مندر مسمار کئے گئے تھے۔ لہٰذا قرین قیاس ہے کہ کیخسرو کی تسخیر بابل سے چند سال بعد اُس عالی منزلت اور بلند حوصلہ فاتح کی زندگی ہی میں بنونڈس نے ایرانیوں سے پہلی بغاوت کی۔ گرفتار ہوا اور رعایا نے کیخسرو کا ساتھ دیکر شہر کے پھاٹک کھولدیئے۔ شاہ ایران کا گرم جوشی سے خیر مقدم کیا اور اسی واقعہ کا کتبہ میں اندراج کیا گیا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بہر صورت کلدانیوں کی سلطنت ختم ہوئی۔ بخت نصر کے تخت گاہ پر دُرفش کاویانی سایہ گستر ہوا اور بنی اسرائیل ایک مالک کی حکومت سے نکل کر دوسرے آقا کی غلامی میں آئے۔

ایرانی اصنام پرستی کے مخالف تھے۔ یہودیوں کی شریعت کو بابلیوں کی توہم پرستی سے بہتر سمجھتے تھے۔ اُن کو یروشلیم کی تباہی۔ بنی اسرائیل کی جلاوطنی کا غم تھا۔ اور کلدانیوں کو ذلیل کرنے کے لئے اُن کی مفتوحہ قوموں کو عزت دینا مصلحتِ ملکی تصور کرتے تھے۔ کیخسرو نے دانیال اور اُنکے رفقا کی عزت و توقیر میں کمی نہیں کی۔ بلکہ بابل پر متصرف ہونے کے چند ہی مہینہ بعد ایک تاریخی فرمان جاری کیا۔

شاہ فارس خورس یوں فرماتا ہے کہ خداوند نے زمین کی سب مملکتیں مجھے بخشی ہیں اور تاکید کی ہے کہ میں یروشلیم میں اُسکے لئے ایک مسکن بناؤں۔ پس تمھارے درمیان جو کوئی اُسکی ساری قوم میں سے ہو وہ یروشلیم کو جائے اور اسرائیل کے خدا کا گھر جو یروشلیم میں ہے بنائے۔ اور جو کوئی نہ جانا چاہے وہ چاندی سونے مال اور مویشی سے مدد کرے اور خدا کے گھر کے لئے جو یروشلیم میں ہے ہدیہ بھیجے"۔

یہ فرمان یہودی قیدیوں کی رہائی کا پہلا اعلان تھا۔ بنی اسرائیل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی

آخری اسرائیلی بادشاہ کی جاہ وحشمت دیکھنے والے نوجوان۔ سن رسیدہ اور ضعیف ہو چکے تھے۔ بوڑھے مر چکے تھے۔ اور لڑکے بوڑھے تھے۔ یروشلیم کی رونق اور آبادی چند ہی نفوس کو یاد تھی۔ مگر آباؤ اجداد کی راجدہانی دیکھنے کا شوق اور ہیکل سلیمانی میں عبادت کرنے کی آرزو باپ دادا سے میراث میں ملی تھی۔ دل کھل گئے اور ساری قوم یکزبان ہو کر کیخسرو کی عظمت اور عالی ہمتی کے ترانے گانے لگی۔ جو اسرائیلی بابل میں معزز عہدوں پر ممتاز تھے یا تجارت زراعت۔ صناعی اور ہنرمندی سے دولتمند ہو گئے تھے۔ عراق کی سکونت ترک کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ دل کے جوش کو دبانے اور نفس کو تسلی دینے کے لئے کہتے تھے کہ تبدیل مقام سے غلامی کی ذلت مٹ نہیں سکتی۔ یروشلیم میں بھی آزادی اور خودمختاری نصیب نہ ہو گی۔ بلکہ فارس کے قوانین کی پابندی اور ایران کے صوبہ داروں کی اطاعت کرنا ہو گی۔ تو اس سفر دور دراز کی زحمت برداشت کرنے سے کیا حاصل ہے۔ البتہ غربا اور مساکین نے وطن کی واپسی کے لئے تیاری شروع کر دی۔

بابلیوں نے اپنے مہمانوں کو عزت و تکریم سے رخصت کیا۔ طلا و نقرہ۔ زیورات اور مویشی تحفتاً نذر کئے۔ شاہ ایران نے علاوہ زادراہ کے نئے دیس میں مسکن بنانے اور روزگار شروع کرنے کے لئے مال و زر سے امداد کی۔ تقریباً پانچہزار چار سو ظروف طلائی و نقرئی جو بخت نصر ہیکل مقدس سے لایا تھا اور جن کو اُسکے بعض جانشینوں نے بے حرمت کیا تھا۔ ان آزاد شدہ قیدیوں کے سپرد کئے تاکہ ہیکل مقدس کی جدید عمارت کے لئے موجب زینت و زیبائش ہوں۔ غرض عورت مرد ملا کر ۴۲۳۶۰ نفوس کا قافلہ وطن مالوف کی طرف رخصت ہوا۔ اس مجمع میں زیادہ تعداد غربا اور محتاجوں کی تھی" کچھوں بابل میں رہگیا۔ صرف تھوسی یروشلیم پہونچے" اُنھوں نے سکونت کے لئے حتی الامکان وہی قصبے اور دیہات انتخاب کئے جہاں اُن کے آباو اجداد اسیری سے پہلے بودوباش رکھتے تھے۔ شہر یروشیلم ویران تھا۔ اور تباہ شدہ

ہیکل مقدس کی جگہ مٹی اور پتھروں کا انبار۔

نہ تو گل تھا نہ نشیمن نہ نشیمن والے　　　　چھٹ کے آئے جو قفس سے تو وہ گلزار نہ تھا

قدیم متبرک مقام پر ایک عارضی قربانگاہ بنائی۔ اور فرائض مذہبی کی بجا آوری میں مصروف ہوئے دوسرے ہی سال (۵۳۶ قبل مسیح میں) عبادت خانہ کی تعمیر شروع کی۔ متوسط الحال خانماں بربادوں نے فیاضی سے مال دیا۔ غربا نے بھی اپنی حیثیت سے زیادہ امداد کی۔ بنیادی پتھر بڑے جوش و خلوص سے رکھا گیا۔ لیکن چند ہی روز کے بعد تعمیر ملتوی ہوئی اور اپنے ہی بھائی بندوں نے اس کار خیر میں مخالفت اور مزاحمت کی۔ بادشاہ نینوا شالمینسر اول نے اسرائیل کی شمالی سلطنت فتح کر کے اسباط یعقوب کو جلاوطن کیا تھا تو سامرہ میں توران اور ایران کے مختلف قبائل لا کر بسائے تھے۔ ان نو واردوں نے قدیم باشندوں سے گھل مل کر اپنا موروثی طریقۂ عبادت فراموش کر دیا تھا اور مقامی آب و ہوا سے متاثر ہو کر شریعت موسوی کے پابند ہو گئے تھے۔ یہ جدید قوم سرزمین کنعان میں سامری کے لقب سے مشہور تھی۔ انھوں نے سُنا کہ یروشلیم کے یہودیوں کو وطن میں واپس آنے کی اجازت مل گئی ہے اور وہ ہیکل سلیمانی کی دوبارہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ اس مقدس کام میں شرکت کی اجازت طلب کی یہودی سامریوں کو کمینہ اور ذلیل سمجھتے تھے۔ شرافت کی نخوت میں مست ہو کر سامریوں کی درخواست رد کر دی "تمھارا کام نہیں کہ ہمارے ساتھ ہمارے خدا کے لئے گھر بناؤ۔ ہم آپ ہی خداوند اسرائیل کے لئے اُسے بنائیں گے۔ جیسا شاہ فارس خورس نے حکم دیا ہے۔"

سامری دشمنی پر تیار ہوئے۔ اور قدم قدم پر روڑے اٹکانے لگے۔ فارس کے امیروں اور وزیروں کو ہموار کر کے دربار شاہی میں اسرائیلیوں کی شکایت لکھی "یہ شہر فتنہ انگیز ہے جو بادشاہوں اور صوبوں کو نقصان پہونچاتا رہا ہے۔ اور قدیم زمانے سے اس میں فساد ہوتا رہا ہے۔ اسی سبب سے یہ شہر اجاڑ دیا گیا تھا۔ اگر یہ تعمیر ہو اور اُسکی فصیل بن جائے تو

اس صورت میں حضور کا حصہ دریا پار کچھ نہ رہیگا۔ لوگ خراج جنگی یا محصول نہیں دینگے اور بادشاہ کو نقصان پہونچیگا۔" شہنشاہ کو وہم ہوا۔ حکم دیا کہ کام بند کر دیا جائے اور عبادتکدے کی تعمیر ملتوی رہے۔ کیخسرو نے ہیکل بنانے کی اجازت دی تھی۔ اُسی نے ممانعت کی۔ اُسکے جانشین لہراسپ کے وقت میں کسی کو یاد دہانی کی مجال نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ دارائے اول (گشتاسپ) فارس کا حکمران ہوا۔ یہ شہنشاہ بنی اسرائیل کے حال زار پر مہربان تھا۔ حکیم دانیال کی بہت عزت کرتا تھا۔ اُس نے اپنی وسیع سلطنت ۱۲۰ صوبوں پر تقسیم کی تھی اور ہر صوبہ پر ایک ناظم مقرر تھا۔ ان ناظموں کی نگرانی تین وزیروں کے سپرد تھی جنمیں سے ایک حکیم دانیال تھے۔ اور سب اُمرا اور وُزرا سے زیادہ عالی مرتبت بلکہ سلطنت کے مختار کل سمجھے جاتے تھے۔

اس موقع سے فائدہ اُٹھاکر یہودیوں نے دوبارہ ہیکل کی تعمیر شروع کی۔ کنعان کے عاملوں نے بادشاہ کو اطلاع دی۔ کہ عبادت خانہ یہود" بڑے بڑے پتھروں سے بن رہا ہے۔ دیواروں پر کڑیاں رکھی جا رہی ہیں اور کام خوب کوشش سے ہو رہا ہے" دربار پر حکیم دانیال کا اثر تھا۔ شاہی کتب خانہ سے وہ فرمان برآمد کیا گیا جسمیں کیخسرو کی اجازت تعمیر درج تھی اور اُسی طومار کا حوالہ دیکر صوبہ دار کنعان کو اُس تعمیر میں امداد کی ہدایت کی گئی۔ "اس گھر کے کام میں دست اندازی نہ کرو۔ شاہی مال سے اُن لوگوں کو بلا توقف خرچ دیا جائے تاکہ اُن کو رُکنا نہ پڑے۔ اُن کو قربانی کے لئے جانور۔ نیز گیہوں۔ نمک۔ شراب اور تیل سے مدد دیجائے تاکہ وہ بادشاہ کی عمر درازی کے لئے دعا کریں"۔

اب عمارت زور شور سے بننا شروع ہوئی۔ اور شہنشاہ دارا کے چھٹے سال جلوس میں (یعنی ۵۱۶ قبل مسیح میں) تباہی یروشلیم سے پورے ستر سال کے بعد یہ مقدس عمارت پایۂ تکمیل کو پہونچی۔ وہ ۶۰ ہاتھ اونچی اور ۶۰ ہاتھ چوڑی تھی۔ "تین ردّے بھاری پتھروں کے اور ایک ردّا لکڑی کا تھا" نمونہ قدیم معبد سلیمانی کا تھا مگر مسالہ کم قیمت استعمال کیا گیا

نہ طلائی دروازے تھے۔ نہ جواہر کی گلکاری۔ سن رسیدہ نفوس جنھوں نے قدیم عالیشان عمارت کی زیارت کی تھی اُس گھر کو دیکھ کر رونے لگے اور نوعمروں نے شادمانی کے ترانے شروع کئے۔ خوشی کا شور اور غم کی صدائیں ایک ساتھ بلند ہوئیں۔ بوڑھے چند تھے اور جوان بہت۔ لیکن اغیار کو یہ امتیاز دشوار تھا کہ بنی اسرائیل تعمیر جدید پر مسرّت کے شادیانے بجا رہے ہیں یا پُرانی یادگار کی تباہی پر بین کر رہے ہیں۔

ساتواں باب

افسانۂ استر

سنہ عیسوی کے آغاز سے تقریباً ساڑھے چار سو برس پہلے شہنشاہ ایران متمدن دنیا کا سب سے زیادہ جلیل القدر اور عظیم المرتبت بادشاہ تھا۔ ہندوستان کے مغربی حصہ سے جنوبی یورپ تک اُس کی حکومت تھی۔ مصر اُسکا باجگزار صوبہ تھا اور یونان اُسکا مطیع و فرمانبردار۔ تمام عالم میں کوئی قوت اُسکی مماثل نہ تھی۔ اور کوئی صاحبِ مال و منال اُس سے زیادہ دولت و ثروت کا مالک نہ تھا۔ اُسکی شان و شوکت زبان زد عام تھی اور اُسکی حشمت و فراغت ضرب المثل۔

بابل کے آخری بادشاہ بعلشیزر کی لڑکی اُسکی محبوب ملکہ تھی اور فرمانروایان کنعان و شام کی بیٹیاں اُس کی حرمیں اور کنیزیں۔ اُس کے دارالسلطنت "قصر سوسن" کے باغات "بخت نصر کے گلستان معلق" سے زیادہ دلکش تھے اور سریرِ حکومت سلیمان کے تخت سے زیادہ خوبصورت۔ اُس نے شہر کی گلیوں میں سونے چاندی کے کوچ راہگیروں کی آسائش کے لئے نصب کرائے تھے اور اُس کے باغات میں بسیرا لینے والوں کو سونے کے پیالوں میں شراب پلائی جاتی تھی۔ اسفندیار روئین تن کے عروج کا زمانہ تھا کہ "سوسن" کے شاہی

باغ میں ایک ہفت روزہ جشن ہوا۔ جسکی خصوصیت یہ تھی کہ بجز طلائی ظروف کے کسی دوسری قسم کے برتن اس دعوت میں استعمال نہیں کئے گئے۔ اور شراب کے گلاس ایک بارِ مے نوشی کے بعد دوبارہ کام میں نہیں لائے گئے۔ اذن عام تھا کہ ہر مہمان طلائی جام سے ایک بار مستفید ہونے کے بعد اُس کو بطور شاہی تحفہ کے اپنے پاس رکھے اور دوبارہ مئے ارغوانی سے لُطف اندوز ہونا چاہے تو نیا گلاس انتخاب کرے اور اُسپر بھی تصرف کرے۔ روسا حکومت اور امرا سلطنت اس جشن مسرت میں مدعو تھے۔ ۱۲۷ صوبوں کے عامل اور ناظم موجود تھے۔ اُنکی نشست کیلئے سونے چاندی کی کرسیاں بچھائی گئی تھیں جنمیں بیش بہا جواہر جڑے تھے۔ "سفید۔ سبز۔ اور آسمانی رنگ کے پردے کتانی اور ارغوانی ڈوریوں سے چاندی کے حلقوں اور سنگ مرمر کے ستونوں سے بندھے تھے"۔ رعایا شہر حاضر تھی اور میوہ دار درختوں کے سایہ میں مخملی گدوں پر ہر کہ و مہ کو جگہ دی گئی تھی۔ شہنشاہ کا حکم تھا کہ ہر مہمان کو اُس کی مرضی کے مطابق طعام و شراب ملے۔ کوئی نمکین غذاؤں کا طالب تھا۔ کوئی شیرینی و فواکہ کا دلدادہ۔ کوئی شراب انگوری کی طرف راغب تھا۔ اور کوئی شیر و شربت کا شیدا۔ جس دعوت میں شائستہ دنیا کے ہر گوشہ سے مہمان آئے ہوں ہر شخص کو اسکی پسند اور فرمائش کے مطابق آب و طعام دینا دشوار تھا مگر شہنشاہ فارس کا حکم تبدیل نہیں ہو سکتا اُسکے لئے ہر مشکل آسان اور ہر محال ممکن ہے۔ تمام حاضرین جشن کو انھیں کے مذاق کے موافق محظوظ کیا گیا۔ بادشاہ بذات خاص مہمانوں کی راحت و آسائش کا نگران تھا اور یہ ممکن نہ تھا کہ کسی شے کی احتیاج ہو اور وہ فوراً صاحبِ حاجت کے روبرو حاضر نہ ہو جائے۔ مظلوم بنی اسرائیل کی بھی ایک جماعت حاضر تھی۔ اُن کے آبا و اجداد کو بابِ نصر بابل ارض کنعان سے گرفتار کر کے لایا تھا اور تقریباً ۱۰۰ برس سے وہ عراق میں آباد تھے پہلے کلدانیوں کے محکوم تھے۔ اب ایرانیوں کے فرمانبردار ہوئے۔ شاہ فارس کی اجازت

سے ان کا ایک گروہ وطن واپس گیا اور وہاں افلاس کی سختیاں برداشت کر رہا ہے لیکن بیشتر تعداد ہنوز عراق میں مقیم ہے اور چند ممتاز ہستیاں اُس نزہت افزا اور دلکشا باغ میں شہنشاہ کی مہمانی سے شرف اندوز ہیں۔

ایران شریعت زردشت کا حلقہ بگوش ہو چکا ہے اور مذہب یہود کی تحقیر کرتا ہے شہنشاہ گلگشت کرتا ہوا اُس گوشے سے گذرا جہاں یہودیوں کی جماعت بادشاہ کے خوانِ کرم سے ذلہ بار ہو رہی تھی اور انواع واقسام طعام کی تعریف سے رطب اللسان تھی۔ وہ یہود سے مخاطب ہو کر بولا "کیا تمھارا خدا بہشت میں ایسی شاندار دعوت تم کو کھلا سکیگا" یہودیوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ بادشاہ کو چھیڑنا منظور تھا۔ دوبارہ یہی سوال کیا تب ان میں سے ایک نے عرض کی "اے بادشاہ! ہمارے مالک نے پرہیزگاروں کے لئے جو سامانِ دعوت مہیا کیا ہے وہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سُنا ہے اور نہ اُس کا خطرہ کسی بشر کے قلب میں گزرا ہے۔ اگر ہمارا خداوند ایسی ہی دعوت کرے تو ہم کو بہت شرم آئیگی۔ اور ہم کہیں گے کہ ایسی ضیافت تو ہم کو شہنشاہ فارس کے سرکار میں بھی میسّر آ چکی ہے" بادشاہ یہ جواب سُنکر خاموش ہوا اور دوسرے مہمانوں کی طرف متوجہ ہو گیا مجلس شاہی کے حاشیہ نشین عورتوں کے حسن وجمال پر بحث کر رہے تھے۔ بادشاہ انکی گفتگو سننے لگا۔ ایک فریق کہتا تھا کہ حسن وجمال میں ایران کی عورت لاجواب ہے۔ دوسرا کہتا تھا کہ تناسب اعضا میں تورانی یگانۂ روزگار ہے۔ بادشاہ تبسم ہو کر بولا کہ میری کلدانی ملکہ توران اور ایران کی سب عورتوں سے زیادہ حسین اور خوش اندام ہے! اساطین سلطنت خاموش ہوئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ملکہ وشتی کو شاہی تاج پہنا کر اس مجلس میں حاضر لائیں تاکہ رؤسا و امرا کو معلوم ہو کہ شہنشاہ فارس کے پاس صرف سونے چاندی کی دولت کا انبار نہیں ہے بلکہ حسُن کے لازوال خزانے کا بھی وہی تنہا مالک ومختار ہے۔

ملکہ قصر شاہی میں اپنی سہیلیوں اور امیرزادیوں کی خاطر مدارات میں تھی کہ خواجہ سرا اُسکی طلبی کا حکم لیکر پہونچے وہ تعمیل ارشاد کے لئے تیار ہو رہی تھی کہ اُس کو اپنے ہاتھوں پر یکایک چند سفید داغ نظر آئے۔ وہ خوف زدہ ہوئی اور شرم وحجاب کا عذر بناکر شاہی مجلس میں حاضری سے انکار کر دیا۔

قاصد محروم واپس آئے تو بادشاہ کو غصہ آیا۔ رفیقوں سے مشورہ کیا کہ اس عدول حکمی کی کیا سزا مناسب ہے؟ مصاحبوں نے عرض کی کہ ملکہ نے صرف بادشاہی کا قصور نہیں کیا بلکہ تمام ارکین سلطنت کو دشواریوں میں پھنسایا ہے۔ بیگم کی نافرمانی مشہور ہوگی اور ایران و توران کی سب بیویاں اپنے شوہروں کے احکام سے سرتابی کرنے لگینگی لہٰذا قرین انصاف ہے کہ اس گستاخی اور تمردی کے پاداش میں ملکہ دشتی کو یہ سزا دیجائے کہ وہ دوبارہ کبھی حضور کے جمالِ جہان آرا کی زیارت نکر سکے۔ اور اس کا منصب کسی حسین اور فرمانبردار باکرہ کو عنایت کیا جائے۔ بادشاہ نے یہ رائے پسند کی اور بدنصیب ملکہ محل سے خارج کردی گئی۔ دعوت ختم ہوئی۔ مہمان رخصت ہوئے۔ بادشاہ کو ملکہ دشتی کی یاد نے بیچین کیا۔ وزرا اور امرا نے اُسکی جانشینی کے لئے حسین وجمیل طرح دار اور نازک اندام لڑکیوں کی جستجو شروع کی۔ ایرانی۔ تورانی۔ کلدانی۔ شامی۔ مصری۔ ہندی۔ یونانی۔ ارمنی۔ سیستانی۔ ہر ملک وملت کی منتخب صاحب جمال لڑکیاں قصر سوسن میں جمع کی گئیں تاکہ بادشاہ ایک ملکہ اُن میں سے پسند کرے۔ اس حسن وجمال کے پری خانہ میں ایک یہودی کی لڑکی بھی تھی جو تاریخ کے صفحات پر "استر" کے نام سے مشہور ہے۔ استر استار۔ اور ستارہ ایک ہی ہم معنی لفظ کی مختلف شکلیں ہیں اور یہ لقب اُسکو شاہِ حسن کی سرکار سے عطا ہوا تھا۔ ورنہ اُسکا اصلی نام "ھدسّا" تھا۔ کمسنی میں والدین کا سایۂ عاطفت سر سے اُٹھ گیا تھا۔ مردخائی نام اُسکے چچا نے پرورش اور تعلیم وتربیت کی تھی۔

حُسن وجمال خداداد تھا۔ ناز وکرشمہ فارغ البالی نے سکھایا تھا۔ علم وہنر چچا کا رہین منت تھا مملکت ایران میں حسین لڑکیوں کی جستجو شروع ہوئی تو مخبروں نے دربار شاہی میں اِس یتیم کا حلیہ بھی پیش کیا۔ سرکار سے معائنہ کے لئے طلب ہوئی۔ شفیق چچا آتش پرستوں سے پیوند ناجائز سمجھتا تھا لیکن شاہی فرمان سے سرتابی کی مجال نہ تھی۔ رخصت کے وقت لڑکی کو فہمائش کی کہ وہ دربار میں اپنا نسب ظاہر نہ کرے تاکہ اراکین حکومت کو یہ پتہ نہ چلے کہ بنی اسرائیل کی لڑکی بھی قسمت آزمائی کے لئے حضور سلطانی میں پیش کی گئی تھی یہ خیال نہ تھا کہ نظر انتخاب اُسی پر پڑیگی اور لڑکی ہاتھ سے نکل جائیگی۔ مگر تقدیر کا لکھا پورا ہوا فارس کا شہنشاہ اِس تاجدار حسن کا غلام ہوگیا اور شاہانہ مراسم کے ساتھ وہ خاص محل کے مراتب اور مناصب سے سرفراز ہوئی۔ چند روز کے بعد مردخائی نے بادشاہ کے دو ملازموں کو ایک غیر مانوس زبان میں گفتگو کرتے سنا اور دریافت کرلیا کہ بادشاہ کے قتل کے لئے سازش ہورہی ہے۔ اُس نے ملکہ ایستر کے معرفت یہ خبر بادشاہ کے سمع مبارک تک پہونچائی۔ تحقیق وتفتیش سے راز آشکارا ہوگیا۔ اور ثابت ہوا کہ وہ دونوں ملازم شہنشاہ کو زہر دینے کی فکر میں تھے۔ سازش کرنے والے ہلاک کئے گئے اور یہ قصہ روزنامچہ شاہی میں درج ہوا۔ مردخائی کو اِس انکشاف سے کچھ فائدہ نہیں پہونچا۔ لیکن ایستر کی عزت محل میں پہلے سے دوچند ہوگئی۔ اب تقدیر کا کھیل دیکھئے۔ ارض روم کا ایک حجام اپنے موروثی پیشہ کی آمدنی بسر اوقات کے لئے ناکافی پاکر تلاش معاش میں ایران آتا ہے۔ فوج میں ملازمت کرتا ہے اور چندہی روز کے بعد غنیم کے مقابلہ کے لئے روانہ کردیا جاتا ہے۔ جنگ میں شکست ہوتی ہے۔ حجام زخمی ہوتا ہے اور اُس کے ہمراہی فرار ہوجاتے ہیں۔ زخموں سے چور۔ نشست وبرخاست سے معذور۔ بھوک پیاس کی تکلیف سے مضطرب الحال ہے۔ اتفاق سے مردخائی کا اُدھر گزر ہوتا ہے۔ مجروح سپاہی کو میدان کارزار میں بے یار ومددگار

دیکھ کر دردمندی سے امداد کرتا ہے۔ سپاہی کی جان بچتی ہے۔ اور وہ اپنے خون سے حنظِ
غلامی لکھکر مردخائی کے حوالہ کرتا ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ستارۂ اقبال طلوع ہوا
گودڑ میں لعل ملا۔ جنگل میں ایک گرانبہا دفینہ دستیاب ہوگیا۔ سونا ستار عیوب اور
قاضی الحاجات ہے۔ صورت بدل گئی۔ عادات واطوار میں فرق آیا۔ دولتمند معزز
اور صاحبِ وجاہت ہوکر دارالسلطنت میں آیا۔ مال ومنال کی شہرت ہوئی بادشاہ
نے دربار میں طلب کیا دستِ راست کا وزیر بنایا اور ملک ومال کا مختار کردیا۔ مملکت
ایران میں ہامان کی وزارت کی دہوم مچی اور تمام ارا کین سلطنت کو اُسکی تعظیم وتکریم کا حکم
ہوا۔ اختر اقبال معراج کمال پر تھا۔ کہ قصر شاہی کے قریب مردخائی سے نظر دوچار ہوئی
دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پہچان لیا۔ کوئی مسکرایا اور کسی کی آنکھ نیچی ہوئی۔
ایک نے تعظیم کا حق ادا نہ کیا۔ دوسرے کو ندامت ہوئی۔ طیش آیا غصہ بڑھا اور نفرت پیدا
ہوگئی۔ افشاءِ راز کے خوف سے مُنھ بولے آقا کی ہلاکت دل میں ٹھانی اور اُسکے سارے
خاندان۔ قبیلے اور قوم کے نیست ونابود کرنے کا عزم بالجزم کرلیا۔ دربار شاہی میں حاضر ہوکر
دست بستہ عرض کی "حضور کی مملکت کے سب صوبوں میں ایک قوم پراگندہ ہے۔ جسکے
دستور ہر قوم سے نرالے ہیں اور بادشاہ کے قوانین نہیں مانتے ہیں۔ سو اُنکو رہنے دینا بادشاہ
کے لئے فائدہ مند نہیں ہے۔ اگر منظور ہو تو اُن کو ہلاک کرنے کا حکم لکھا جائے"۔ بادشاہ
عیش وعشرت میں مدہوش تھا۔ ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر وزیر کے حوالہ کی اور فرمایا کہ "وہ قوم
تجھ کو بخشی جو تجھے اچھا معلوم ہو اُسپر عمل کر"۔

تیز دست منشی طلب ہوئے "صوبہ صوبہ کے حروف اور قوم قوم کی زبان میں"
نوابوں۔ عاملوں۔ ناظموں اور سرداروں کے نام بادشاہ کی مُہر خاص سے فرمان جاری
ہوئے کہ بارہویں مہینہ (یعنی ماہ آذر) کی تیرہویں تاریخ کو سب یہودی۔ کیا جوان

کیا بڈھے کیا بچے کیا عورتیں ایک ہی ساعت میں ہلاک اور قتل کر دئے جائیں اور اُنکا مال واسباب لوٹ لیا جائے"۔ ہرکارے فرمان لیکر روانہ ہوئے اور ہامان بادشاہ کے ساتھ مینوشی کو بیٹھ گیا۔ قتل عام کا اعلان شایع ہوتے ہی "قصر سوسن" میں سناٹا چھا گیا اور ممالکت کے ہر گوشہ میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ ہر صوبہ میں یہودیوں نے ماتم اور نوحہ شروع کیا۔ کھانا پینا چھوڑا۔ اور گریہ وزاری کرنے لگے۔ مردخائی نے اپنے کپڑے چاک کئے ٹاٹ پہنے سر پر راکھ ڈالے شہر کے چوک میں بلند آواز سے فریاد کرنے لگا۔ شاہی پھاٹک کے اندر کسی افسردہ اور مغموم کو قدم رکھنے کی اجازت نہ تھی اسلئے محل تک رسائی محال تھی۔ خواجہ سراؤں نے ملکہ کو خبر دی کہ مردخائی ٹاٹ پہنے نالہ وفریاد کررہا ہے۔ ملکہ غمگین ہوئی۔ دریافت حال کے لئے معتبر قاصد بھیجے۔ اُنھوں نے سارا قصّہ معلوم کرکے ملکہ کو سنایا۔ اور اس فرمان کی ایک نقل بھی دکھلائی جو یہود کے قتل عام کے لئے بادشاہ کے حکم سے جاری کیا گیا تھا۔

ملکہ متحیر۔ متردد اور متفکر ہوئی۔ لیکن لاچار اور بے بس تھی۔ ایران کا قانون تھا کہ جو کوئی مرد ہو یا عورت بے طلب بادشاہ کی خلوت میں جائے وہ فوراً قتل کیا جائے"۔ سوا اُسکے جسکے لئے بادشاہ سونے کا عصا اُٹھائے کہ وہ زندہ چھوڑ دیا جائے"۔ کئی روز سے بادشاہ نے استر کو یاد نہیں کیا تھا۔ اور اُس کی مجال نہ تھی کہ بغیر بلائے اُس کے حضور میں چلی جائے اُس نے مردخائی کو اِس قاعدہ کی اطلاع دی۔ جواب ملا کہ "تو اپنے دل میں یہ نہ سمجھ کہ سب یہود میں سے تو بادشاہ کے محل میں محفوظ رہیگی۔ اگر تو نے اسوقت خاموشی اختیار کی تو یہودیوں کی نجات کا خدا کوئی اور وسیلہ پیدا کریگا۔ مگر تو ضرور ہلاک ہو جائیگی"۔

استر نے چچا کے پاس پیام بھیجا کہ "سوسن" میں جتنے یہودی ہیں وہ سب ایک جگہ جمع ہو کر تین دن عبادت کریں اور شب و روز صائم رہیں۔ محل میں ملکہ بھی مع اپنی سہیلیوں

کے تین رات دن روزہ رکھیگی۔ اور اُسکے بعد بادشاہ کے حضور میں جائیگی۔ چاہے اِس قصور کی سزا میں اُسکی جان کیوں نہ جائے۔ ریاضت و عبادت سے فارغ ہوکر حسب وعدہ تیسرے دن استر شاہانہ لباس پہنکر اور اپنے حسن عالم افروز میں زیور سے چار چاند لگاکر بادشاہ کی خلوت خاص میں بغیر طلب کئے حاضر ہوئی۔

کیانی تاجدار تخت سلطنت پر قصر کے مقابل زینت بخش تھا کہ بارگاہ میں استر نظر آئی سنہرا عصا اُسکی طرف بڑھایا۔ استر نے تسلیم کی۔ ارشاد ہوا "کیا چاہتی ہے؟ اور کس چیز کی درخواست کرتی ہے؟ اگر آدھی سلطنت مانگے تو وہ بھی تجھکو دیجائیگی"۔ عرض پرداز ہوئی کہ بادشاہ مع اپنے وزیر ہامان کے اُسکی محفل خاص میں رونق افروز ہوں۔ بادشاہ نے منظور کیا۔ سامان جشن پہلے سے تیار تھا۔ شاہ و وزیر ملکہ کے قصر میں مے گلگوں سے شادکام ہوئے۔ عالم سرور میں بادشاہ نے مکرر ارشاد کیا "تیری کیا درخواست ہے۔؟ آدھی سلطنت تک تیری آرزو پوری کی جائیگی"۔ ملکہ نے کہا "میرا سوال یہ ہے کہ کل بادشاہ اور وزیر میرے جشن میں آئیں اُسوقت عرض کرونگی"۔ ہامان ملکہ کے قصر سے شادان و فرحان نکلا اور اپنے ہمرازوں سے بہ تفاخر کہنے لگا کہ "بادشاہ نے مجھکو سب امرا اور اراکین سے زیادہ عزت دی ہے اور ملکہ کو مجھ سے اتنی محبت ہے کہ سوا میرے بادشاہ کے ساتھ کسی کو اپنی مجلس میں آنے نہ دیا اور کل کے لئے پھر دعوت دی ہے۔ اب میری تقدیر کا ستارہ بلند تر ہونے والا ہے"۔

ہوائی قلعے بناتا اور اپنے بخت پر ناز کرتا شہر میں پہونچا۔ تو مردخائی کی صورت نظر آئی۔ طاؤس ناچتے ناچتے جب اپنے قدموں کی طرف دیکھتا ہے تو شرمندہ ہوجاتا ہے مصر کے قدیم باشندے دعوت کے بعد انسانی ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ مہمانوں کے سامنے پیش کرتے تھے اور اِس سے ضیافت کا لطف فراموش ہوجاتا تھا۔ اِسی طرح مردخائی کو

ٹاٹ پہنے اور سر پر خاک ڈالے، دیکھ کر اُسکے غصہ کی کوئی حد نہ رہی جشن اور دعوت کی مسّرت فراموش کرکے دوستوں سے صلاح کی کہ پچاس ہاتھ اونچی صلیب تیار کی جائے اور کل بادشاہ سے اجازت لیکر مردخائی کو سولی دیجائے۔ تاکہ راحت و فراغت سے ملکہ کے جشن میں شریک ہو۔ یہ تجویز سب نے پسند کی حکم کی دیر تھی۔ سولی تیار ہوگئی۔

وہ رات "قصر سوسن" میں اکثر اشخاص کو جاگتے گزری۔ مردخائی اور اُسکے بھائی بندونکو معلوم ہوگیا تھا کہ ہستر نے اپنے ہمقوموں کی سفارش نہیں کی بلکہ بادشاہ کو اپنے محل میں جشن کے لئے مدعو کیا ہے۔ وہ اپنی زندگی سے مایوس تھے۔ اور حیات مستعار کی بقیہ گھڑیاں طاعت و استغفار میں صرف کرنے کے لئے بیدار رہے۔ استر جشن کے انتظام میں تھی۔ دل میں آہ آہ تھی اور لب پر واہ واہ سینہ جلتا تھا۔ کلیجہ پھنکا جاتا تھا۔ مگر انواع و اقسام کی شرابین اور گزک فراہم کرنے کا بندوبست کر رہی تھی۔ اسلئے بستر راحت پر قدم رکھنے کی مہلت نہ ملی۔

ہامان شہر میں یہودیونکی مردم شماری کر رہا تھا۔ اور جلادونکو تلقین کر رہا تھا کہ جس وقت مردخائی صلیب پر آویزان ہو اسیوقت دارالسلطنت کا ہر ایک یہودی بچہ بوڑھا جوان مرد و عورت پردۂ عالم سے نیست و نابود کر دیا جائے۔ اس جوش و خروش میں نیند کی نہ یاد تھی نہ ضرورت۔

شہنشاہ ایران کو بھی اُس رات نیند نہ آئی۔ اُسکو فکر تھی کہ ہامان کی طرف ملکہ کی نظر التفات زیادہ ہوگئی ہے وہ دعوت خاص میں مدعو کیا گیا ہے اور اُس کا انجام خطرناک معلوم ہوتا ہے کروٹیں بدلتے دیر ہوئی اور نیند غمزۂ معشوقانہ دکھلاتی رہی۔ تاریخ نویس طلب کئے گئے کہ اگلے افسانے بادشاہ کو سنائیں اور خاطر مبارک کو تسلی دیں۔ کتاب کھولی گئی تو اتفاق سے پہلی نظر اُس حکایت پر پڑی کہ شہنشاہ فارس کو اُسکے

ملازموں نے زہر دینے کی سازش کی تھی۔ مگر مردخائی اس راز سے آگاہ ہوگیا اور اُس نے ملکہ کی معرفت بادشاہ کو خبردار کر دیا۔

شہنشاہ نے یہ قصہ سنتے ہی حاضرینِ مجلس سے پوچھا کہ اس حسن خدمت کے صلہ میں مردخائی کی کیا عزت وحرمت کی گئی؟ جواب ملا کچھ نہیں! بادشاہ ناراض ہوکر اُٹھ بیٹھا صبح کا سویرا قریب تھا اور ہامان بارگاہ کے دروازے پر حاضر تھا تاکہ شہنشاہ کے برآمد ہوتے ہی مردخائی کو سولی دینے کی اجازت حاصل کرے۔ اور اسرائیلیوں کے خون کی ندیاں بہاکر اپنے کلیجے کو ٹھنڈک پہونچائے بادشاہ نے اُسکی صورت دیکھتے ہی دریافت کیا "جسکی تعظیم بادشاہ کرنی چاہتا ہے اُس شخص سے کیا سلوک کیا جائے؟" ہامان سمجھا کہ بادشاہ کو غالباً اس کے ساتھ کچھ سلوک منظور ہے۔ جواب دیا کہ "اُس شخص کے لئے جسکی تعظیم بادشاہ کو منظور ہو۔ شاہانہ لباس جسے بادشاہ پہنتا ہے اور وہ گھوڑا جو بادشاہ کی سواری کا ہے اور شاہی تاج جو اُسکے سر پر رکھا جاتا ہے لایا جائے۔ اور وہ لباس اور وہ گھوڑا بادشاہ کے سب سے عالی نسب امرا میں سے ایک کے ہاتھ میں سپرد ہو تاکہ وہ لباس اُس کو پہنایا جائے جس کی تعظیم بادشاہ کو منظور ہے اور شاہی گھوڑے پر سوار کرا کے وہ شہر کے شارع عام پر پھرایا جائے اور منادی کی جائے کہ جس شخص کی تعظیم بادشاہ کرنی چاہتا ہے اُس سے ایسا سلوک ہوتا ہے۔"

بادشاہ نے فرمایا "جلدی کر اور شاہی لباس اور گھوڑا لیکر مردخائی یہودی کے پاس جا۔ جو کچھ تو نے کہا ہے اُس میں کچھ بھی کمی نہ ہونے پائے۔"

حکم حاکم مرگِ مفاجات۔ ہامان صلیب کی اجازت لینے آیا تھا۔ وہاں تعظیم وتکریم کا فرمان صادر ہوا۔ ارشاد کی تعمیل کی اور نہایت آزردہ ورنجیدہ ہوکر اپنے گھر گیا۔ اپنی بیوی سے یہ دردناک قصہ بیان کر رہا تھا کہ بادشاہ کے خواجہ سرا آگئے اور ملکہ آستر کے

جشن کی یاددہانی کی۔

مردخائی کی تعظیم کا غم صلیب کے سنسان رہنے کا رنج ۔یہود کے قتل میں دیر ہونے کا الم جشن سے کیا خاک دلچسپی ہوتی ۔مگر حاضری لازم تھی ۔کلیجے پر پتھر رکھ کر ملکہ کی ضیافت میں بادشاہ کے ساتھ جامِ شراب سے غم غلط کرنے لگا۔

شہنشاہ کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو استر سے پھر پوچھا" ملکہ تیرا کیا سوال ہے؟ وہ منظور ہوگا۔تیری کیا درخواست ہے؟ آدھی سلطنت تک وہ پوری کی جائیگی"۔

ملکہ ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑی ہوئی۔اور عرض کی"اگر میں جہاں پناہ کی نظر میں مقبول ہوں تو میرے سوال پر میری جان بخشی ہو۔میری درخواست صرف یہ ہے کہ میری قوم مجھکو ملے۔کیونکہ ہم لوگوں کے قتل و ہلاکت کا فرمان جاری ہوچکا ہے" بادشاہ نے پوچھا وہ"کون ہے جسنے اپنے دل میں ایسا خیال کرنے کی جرات کی"؟

استر نے کہا" وہ مخالف اور دشمن یہی خبیث ہامان ہے"۔

بادشاہ کو طیش آیا غضبناک ہو کر محفل سے اُٹھا اور باغ میں ٹہلنے لگا۔ہامان ملکہ سے اپنی جان بخشی کی درخواست اور تخت کا پایہ تھام کر عاجزی کرنے لگا۔بادشاہ کی آنکھ اُٹھی ۔خیال گزرا کہ ہامان ملکہ کے ساتھ گستاخی کر رہا ہے۔ملازموں کو اشارہ کیا اور ہامان فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ایک خواجہ سرا نے عرض کی کہ پچاس ہاتھ اونچی سولی کھڑی ہے جس کو ہامان نے مردخائی کے لئے تیار کرایا تھا۔ارشاد ہوا کہ"اُس پر ٹانگ دو"۔

چاہ کندہ را چاہ درپیش کی پُرانی کہاوت صحیح ہوئی۔اُسی صلیب پر ہامان آویزاں کیا گیا وزارت کی انگوٹھی ہامان کی اُنگلی سے اتار کر مردخائی کو پہنائی گئی۔اور مقتول وزیر کا کل مال و اسباب بھی اُسی کو عنایت کیا گیا۔یہودیوں کے قتل کا فرمان منسوخ ہوا۔اور استر کا مبارک نام تاریخ یہود کے صفحات پر ہمیشہ کے لئے تاباں و درخشاں ہوگیا۔ماہ آذر کی ۱۴ اور ۱۵ ار

تاریخ کو آج تک قصا، عالم کے یہودی اس مہلکہ سے نجات کی یادگار میں عید مناتے ہیں اور ملکہ ہستر کی قوم پرستی پر عقیدت کے موتی نثار کرتے ہیں۔

نوشیروان نمرد کہ نام نکو گزاشت

آٹھواں باب

نیم آزادی بنی اسرائیل

دودماں کیانیاں[۵] ایران کا نامور بادشاہ بہمن عرف "آردشیر دراز دست" جسکو یونانی مورخ "ارٹازرکسیز لانگ مونس" کے نام سے یاد کرتے ہیں سنہ ۴۶۴ قبل مسیح میں تخت نشین ہوا و ۴۰ سال تک شان و شوکت سے فرمانروائے فارس رہا۔

---

۵ کیانی بادشاہوں کا اس کتاب میں کئی جگہ تذکرہ آیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر ان سلاطین کے احوال کا ایک مجمل خاکہ درج کر دیا جائے۔

سنہ ۵۵۹ قبل مسیح کیخسرو تخت نشین ہوا۔
سنہ ۵۵۰ " " قتل افراسیاب
سنہ ۵۴۹ " " نینوا پر حملہ کیا اور ایک شہر مملکت بابل کا فتح کر لیا۔
سنہ ۵۴۷ " " بادشاہان لیڈیا۔ فرعون مصر۔ حاکم بابل۔ اور بہادران یونان (اسپارٹا) نے کیخسرو کے خلاف اتحاد کیا
سنہ ۵۴۶ " " کیخسرو نے سب اتحادیوں کو شکست دی اور شہنشاہ ایران کا خطاب اختیار کیا۔
سنہ ۵۴۵ " " ایشیا کوچک کی فتح۔
سنہ ۵۳۹ " " بابل کی طرف کوچ کیا۔ "اوپی" کے میدان میں فتح پائی۔
سنہ ۵۳۸ " " تسخیر بابل
سنہ ۵۲۹ " " کیخسرو فوت ہوا۔ لہراسپ (کیمبیسز) تخت نشین ہوا۔
سنہ ۵۲۶ " " فتح مصر کا عزم کیا۔
سنہ ۵۲۵ " " سلیوسیم کی لڑائی اور فتح مصر۔ جزیرہ ساموس پر قبضہ ہوا۔ کارتھج پر حملہ کی تیاری۔
سنہ [illegible] " " شمالی افریقہ پر حملے۔
سنہ ۵۲۲ " " لہراسپ فوت ہوا۔ گشتاسپ (دارائے اول) کی تخت نشینی۔ بابل کی بغاوت۔

اُسنے توران سیستان اور مصر کی بغاوتین فرو کیں اور ارتابان کے خاندان کو مغلوب کیا۔ یہ ارتابان وُہی پہلتن سپہ سالار ہے جسکو فردوسی نے اپنی رزمیہ نظم کا ہیرو بنا کر حیات دائمی عطا کی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۱)

۵۱۹ قبل مسیح بابل کا محاصرہ اور فتح۔ باغی بادشاہ بابل (بخت نصر دوم) کی موت مصر کے گورنر کا قتل۔

۵۱۵ " " سلطنت صوبوں میں تقسیم کی گئی۔ گشتاسپ نے آٹھ لاکھ فوج ساتھ لیکر ابنائے باسفورس کو عبور کیا صوبہ تھریس پر قبضہ کیا اور بادشاہ مقدونیہ سے خراج لیا۔

۵۱۲ " " گشتاسپ مشرق کی طرف متوجہ ہوا۔ اور دریائے سندھ کے داہنے کنارے کابل کے شمال میں فتوحات حاصل کیں۔

۴۹۹ تا ۴۹۴ " " یونان سے جنگ۔

۴۹۰ قبل مسیح یونان پر دوسرا حملہ۔ جنگ مراتھن میں شکست۔

۴۸۶ " " مصر کی بغاوت۔

۴۸۵ " " گشتاسپ کی موت۔ اور زرکسیز اول (اسفندیار) کی تخت نشینی۔

۴۸۴ " " بغاوت مصر کا خاتمہ۔ بادشاہ ایران کا بھائی مصر کا گورنر بنایا گیا۔

۴۸۱ " " بابل کی دوبارہ بغاوت اور سرکوبی۔

۴۸۰ " " یونان پر حملہ۔ تھرماپلی کی فتح۔ ایتھنس پر قبضہ۔ سلامس کی لڑائی۔ یونان سے واپسی۔

۴۷۶ " " ایرانی تھریس سے خارج کئے گئے۔

۴۶۵ " " اسفندیار کو ارتابان نے قتل کیا۔

۴۶۴ " " بہمن عرف آردشیر دراز دست بادشاہ ہوا۔

۴۶۳ تا ۴۵۹ " " بلخ اور مصر کی بغاوتیں۔

۴۵۵ " " فتح مصر۔

۴۴۹ " " جزیرہ قبرص پر حملہ۔ یونان سے صلح۔

۴۴۸ " " شام کی بغاوت فرو کی گئی۔

۴۲۴ " " بہمن فوت ہوا۔ اس کا لڑکا زرکسیز دوم صرف ۴۵ دن بادشاہ رہا تھا کہ قتل کیا گیا سوگوڈیانس بادشاہ ہوا۔

۴۲۳ " " سوگوڈیانس چھ مہینہ کی حکومت کے بعد قتل ہوا۔ اور دارائے دوم بادشاہ ہوا بھائیوں نے بغاوت کی اور شکست پائی۔

۴۱۸ " " میڈیا کی بغاوت فرو کی گئی۔

۴۱۲ " " یونان سے عہدنامہ ہوا۔ ایشیائے کوچک پر ایران کی شہنشاہی تسلیم کی گئی۔

منش کردہ ام رستم داستان　　　　وگرنہ یلے بود در سیستان

گشتاسپ اور اسفندیار کے دور میں ایران اور یونان سے زبردست معرکے ہوئے تھے جنکی تفصیل ہیروڈوٹس کے دل آویز صفحات میں محفوظ ہے۔ بہمن کے کارنامے بھی اپنے گرامی قدر اسلاف سے کم رتبہ نہ تھے۔ اور دانشوری میں وہ اُن سے چار قدم آگے تھا۔ اُس نے یونان سے صلح کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۲)

۴۰۵ء قبل مسیح　بادشاہ کے لڑکے خسرو (سائرس) نے ایتھنس کو زیر کرنے کے لئے اسپارٹا سے اتحاد کیا۔ اُسپر بغاوت کا الزام لگایا گیا اور وہ تخت حکومت کے لئے سازش کرنے لگا۔

۴۰۴ء　" "　دارائے دوم فوت ہوا۔ اور اُسکا بڑا بیٹا (ارساسیز) آردشیر دوم کے نام سے تخت نشین ہوا۔

۴۰۱ء　" "　خسرو (سائرس) فوج لیکر ایران سے لڑنے آیا مگر شکست پائی اور میدان جنگ میں قتل ہوا۔ دس ہزار یونانی اُسکی فوج کے ساتھ تھے وہ خراب خستہ حال اپنے ملک کی طرف واپس ہوئے ایران اور ایتھنس نے اسپارٹا کے خلاف اتحاد کیا۔

۳۹۹ء　" "　بادشاہ مصر نے آزادی پاکر شام اور قبرص سے فارس کے خلاف اتحاد کیا۔ شاہ ایران نے اُسکی سرکوبی کو لشکر روانہ کیا۔

۳۹۴ء　" "　ایرانی بیڑہ جہازات نے اسپارٹا والوں کو شکست دی۔

۳۹۱ء　" "　شاہ ایران اور حاکم قبرص سے جنگ شروع ہوئی۔ چار سال کے بعد صلح ہوئی۔

۳۸۶ء　" "　قبرص اور ایران سے جنگ۔ قبرص کی شکست۔

۳۷۰ء　" "　ایشیاء کوچک کے صوبہ داروں نے بغاوت کی۔

۳۶۱ء　" "　شاہ مصر نے شام پر حملہ کیا۔

۳۵۸ء　" "　آردشیر دوم فوت ہوا۔ اور اُسکا بیٹا آردشیر سوم بادشاہ ہوا۔ ایرانیوں کو مصر میں شکست ہوئی

۳۵۲ء　" "　سیڈون کے حاکم نے بغاوت کی۔ قبرص نے اُس سے اتحاد کیا۔

۳۴۷ء　" "　فلپ بادشاہ مقدونیہ نے فارس پر حملہ کا عزم کیا۔

۳۴۵ء　" "　سیڈون پر ایرانی قابض ہوئے۔ اور قبرص نے اطاعت کی۔

۳۴۰ء　" "　مصر دوبارہ فتح ہوا۔

۳۳۸ء　" "　بگاؤس وزیر نے بادشاہ کو قتل کیا اور اُس کے چھوٹے بیٹے آرسیز کو بادشاہ بنایا۔

۳۳۶ء　" "　مقدونیہ کی فوج نے ایشیا میں قدم رکھا۔ فلپ شاہ مقدونیہ مرگیا۔

۳۳۵ء　" "　بگاؤس نے آرسیز اور اُسکے لڑکوں کو قتل کیا۔ دارائے دوم کے پر پوتے دارائے سوم کو بادشاہ بنایا

اور وادیٔ نیل پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ یورپ کے موشگاف محقق کہتے ہیں کہ جس عالی ہمتی اور ہنرمندی سے بہمن نے لشکر آراستہ کیا۔ بحری اور بری قوت میں اضافہ کیا جس روشن ضمیری اور دانشمندی سے حملوں اور لڑائیوں کے نقشے تیار کئے۔ جنرلوں کا انتخاب کیا۔ بغاوتیں دبائیں اور مملکت بڑھائی اُس کی نظیر تاریخ ایران میں دستیاب نہیں ہوتی۔ اور یہ دعویٰ یقیناً کیا جاسکتا ہے کہ کیانیوں میں اُس سے زیادہ دور اندیش اور دانشمند کوئی بادشاہ نہیں ہوا۔ اُس کی داستان کشورکشائی سے ہماری کہانی کو کچھ تعلق نہیں۔ البتہ مظلوم بنی اسرائیل کیساتھ اُسکا خسروانہ سلوک آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

ہزاروں یہودی ڈیڑھ سو برس سے عراق و فارس میں نظربند تھے۔ اُس نے بیک جنبش لب سب قیدی آزاد کردئے اور اختیار دیا کہ اُن میں سے جو چاہے اپنے قدیم وطن کو واپس جائے شہر یروشلیم بخت نصر کے وقت سے ویران تھا اور شہنشاہ فارس کی محبوب ملکہ استر کو بھی اُس مقدس بستی کی فصیل تعمیل کرنے کی اجازت نہ ملی تھی۔ لیکن درازدست نے اولوالعزمی سے فرزندانِ یعقوب کو داؤد و سلیمان کا دارالحکومت آراستہ کرنے میں امداد کی اور یہودیوں کو اپنے فراموش شدہ مذہبی قوانین پر عمل کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۳)

سنہ ۳۳۴ قبل مسیح سکندر ایشیا میں داخل ہوا۔ گرنیکس کی لڑائی ہوئی۔

سنہ ۳۳۳ " " اسس کی لڑائی۔

سنہ ۳۳۲ " " سکندر نے صور فتح کیا۔ کنعان اور سامریہ نے اطاعت کی مصر فتح ہوا۔ دارا نے ایشیا ء کوچک واپس لینے کی سعی کی مگر ناکام رہا۔

سنہ ۳۳۱ " " سکندر نے نینوا پر حملہ کیا۔ اربلا کی لڑائی اور کیانی سلطنت کا خاتمہ۔ دارا فرار ہوا۔ بابل اور سوس پر یونان کا قبضہ ہوا۔

سنہ ۳۳۰ " " بلخ کے گورنر بیبس نے دارا کو گرفتار کرکے قتل کیا اور خود اردشیر چہارم کے نام سے بادشاہ بنا۔ سکندر نے اُس کو پکڑ کر ہلاک کیا۔

(ماخوذ از ہسٹورینس ہسٹری آف دی ورلڈ۔ جلد دوم)

جلوس میمنت مانوس کے ساتویں برس اُس نے ایک فرمان جاری کیا جس کی نقل عہد نامۂ عتیق کے صحیفہ "عزرا" میں موجود ہے اور چند فقرے سننے کے قابل ہیں:-

"ارتخشتا شاہنشاہ کی طرف سے عزرا کاہن آسمانی خدا کی شریعت کے فقیہ کامل کے نام اسرائیل کے جو لوگ میری مملکت میں ہیں اُن میں سے جتنے اپنی خوشی سے یروشلم کو جانا چاہتے ہیں تیرے ساتھ جائیں - تو بادشاہ اور اُس کے ساتوں مشیروں کی طرف سے بھیجا جاتا ہے تاکہ اپنے خدا کی شریعت کے مطابق جو تیرے ہاتھ میں ہے یہوداہ اور یروشلم کا حال دریافت کرے میں ارتخشتا بادشاہ دریا پار کے سب خزانچیوں کو حکم دیتا ہوں کہ جو کچھ عزرا کاہن آسمانی خدا کی شریعت کا فقیہ تم سے چاہے وہ بلا توقف کیا جائے - اس گھر کے خادموں میں سے کسی پر خراج چنگی یا محصول لگانا جائز نہ ہوگا۔ ....

اے عزرا تو اپنے خدا کی دی ہوئی دانش کے مطابق حاکموں اور قاضیوں کو مقرر کرنا تاکہ سب لوگوں کا انصاف کریں - اور جو کوئی تیری شریعت اور بادشاہ کے فرمان پر عمل نہ کرے اُس کو بلا توقف قانونی سزا دی جائے۔"

عزرا کاہن پندرہ سو اسرائیلیوں کا مختصر قافلہ لیکر یروشلم آئے - الہام کی زبان میں "خدا کا ہاتھ اُنکے ساتھ تھا اور اُس نے راستہ میں گھات لگانے والوں سے بچایا"۔ منازل اور مراحل طے کر کے وطن پہونچے تو دیکھا کہ چالیس ہزار بنی اسرائیل جو کیخسرو کے عہد میں بابل سے آئے تھے تباہ اور پریشان حال ہیں - معبد سلیمانی قدیم نمونہ پر تیار کر لیا گیا ہے لیکن عبادت کرنے والے معدوم ہیں - پرانے رسوم و ضوابط کسی کو معلوم نہیں - نہ مذہب ہے نہ کتاب نہ صحیفہ - یبوسیوں عمونیوں - موآبیوں اور مصریوں سے سلسلہ مناکحت جاری ہے اور خداوند کا حکم کسی کو یاد نہیں کہ "وہ ملک جسے تم میراث میں لینے جاتے ہو دوسری قوموں کی نجاست سے ناپاک ہے - سو تم اپنی بیٹیاں اُن کے بیٹوں کو نہ دینا اور اُن کی بیٹیاں اپنے

بیٹوں کے لئے نہ لینا"۔ عزرا نے اپنا لباس چاک کیا۔ روزے رکھے۔ ہیکل مقدس میں مناجات کی۔ خدا کے گھر کے آگے رو رو کر اور اوندھے مُنھ گر کر دعا مانگی۔ اُنکی آہ وزاری رنگ لائی۔ قوم کو اپنی بداعمالی کا احساس ہو۔ عزرا کی نصیحت و ہدایت قبول کی۔ اور اپنی اجنبی بیویوں کو چھوڑنے اور سنت ابراہیمی پر عمل کرنے کا عہد کر لیا۔ معاشرت میں اصلاح کر کے وہ تعلیم شریعت کی طرف متوجہ ہوئے۔ قوانین مذہب کی مقدس کتاب بخت نصر کے حملہ میں ناپید ہو گئی تھی۔ جو کاپیاں ہیکل میں تھیں جلا دی گئیں۔ عابدوں اور زاہدوں کے پاس جو نسخے تھے وہ محاصرے اور اسیری میں غارت ہوئے۔ تابوت سکینہ نذر آتش ہوا یا گم ہو گیا۔ صحف انبیاء کا یروشیلم میں نشان نہ رہا۔ بنی اسرائیل مذہب کی طرف مائل ہوئے تو وہ کتابیں ہی مفقود تھیں۔ جنسے اصول شریعت دریافت ہو سکتے۔ آن دفتر را گاؤ خورد۔ گاؤ را قصاب بُرد۔ وقصاب بمرد۔ عزرا نے فوق العادت قوت حافظہ سے امداد لیکر عہدنامۂ عتیق کے سب پُرانے صحیفے لکھوائے اور شریعت موسوی کو زندہ کر دیا۔

اُن کے جوش۔ خلوص۔ ہمدردی اور قابلیت نے آل داؤد کو ملت و مذہب کا پرستار بنایا اور وہ قدامت پرست و متحمل قوم مرتب کی جو ہزاروں برس کے مظالم سہنے کے بعد بھی آج تک دنیا کے ہر براعظم میں اپنے مخصوص رسوم و قواعد کے ساتھ زندہ ہے۔ ایشیا کی فلاسفی۔ یورپ کا فیشن۔ امریکہ کی سائینس اُن کے ہزار ہا سال کے آداب و دستور کو ترمیم کرنے سے عاجز۔ وہ سب میں ملے ہوئے اور ہر ایک سے الگ "خلوت در انجمن" اور "بے ہمہ باہمہ" کا مصداق ہیں۔

عزرا کو اُن کے ہم عصر "کاہن" اور "فقیہ کامل" کہتے تھے۔ آینوالی نسلوں نے مجدد ملت کا خطاب دیا۔ جہلا ممکن ہے کہ جوش عقیدت میں حد سے بڑھ گئے ہوں اور اُن کو منصب نبوت سے بھی بلند تر اعزاز عطا کیا ہو۔ لیکن اس میں کلام نہیں کہ موجودہ مذہب

یہود۔ عزرا کا شرمندۂ منت ہے۔ اور اس وقت موسیٰ اور ہارون کے احکام سے دنیا کے روشناس ہونے کا وسیلہ صرف عزرا کی شفقت و محبت ہے۔ لولاک عزرا لہلک الیہود۔

المختصر۔ یہود کا مذہب مرتب ہوگیا۔ قوانین شریعت زندہ ہوگئے۔ فرزندان اسرائیل دوبارہ قوم کا خطاب پانے کے مستحق ہوئے۔ لیکن یروشیلم کی آبادی اور شہر پناہ کی تعمیر ملتوی رہی اُس زمانہ میں شام سے مصر تک بغاوت کی آگ سلگ رہی تھی۔ عمال سلطنت ملکی خدمات میں مصروف تھے۔ سامری اسرائیلیوں کے مخالف تھے۔ اور متبعین عزرا نے ایک جدید گروہ دشمنوں کا اجنبی عورتوں کو طلاق دیکر اور انکی اولاد کو عاق کرکے فراہم کیا تھا۔ ان بیرونی فسادات اور اندرونی سازشوں کا نتیجہ تھا کہ فصیل تعمیر کرنے کا کام یا تو شروع ہی نہیں کیا گیا یا اُس کا آغاز ایسی ساعت نامسعود میں ہوا کہ کوشش ناکام رہی۔

آردشیر دراز دست کے بیسویں سنہ جلوس میں چند یہودی "قصر سوسن" پہونچے اور شہنشاہ فارس کے ملازم معتمد نحمیاہ سے کہا کہ "یروشیلم کی فصیل ٹوٹی ہوئی ہے اور اسکے پھاٹک آگ سے جلے ہوئے ہیں۔"

نحمیاہ آتش پرست بادشاہ کو آبِ آتش پلانے پر مامور تھا۔ مگر تھا اسرائیل کا فرزند اور دردمند دل رکھتا تھا۔ اپنے عزیز وطن کی تباہ حالی سنکر نہایت غمگین ہوا۔ افسردہ اور ملول دربار میں حاضر ہوا۔ اور ولی نعمت کے سامنے مئے اندوہ ربا کا جام پیش کیا۔ بادشاہ نے اُداسی کا سبب پوچھا تو عرض کی "میرا چہرہ اداس کیوں نہ ہو جبکہ وہ شہر جہاں میرے باپ دادا کی قبریں ہیں اجاڑ پڑا ہے اور اُسکے پھاٹک آگ سے جلے ہوئے ہیں۔ اگر خادم پر کرم کی نظر ہو تو وہ یہوداہ جاکر اپنے بزرگوں کے شہر کی مرمت کرے۔"

شہنشاہ نے رخصت دی۔ پروانہ راہداری عطا فرمایا۔ فوجی سردار اور شاہی باڈیگارڈ کے سوار اُسکے ہمراہ کئے جنگلوں کے نگہبان کے نام فرمان جاری کیا کہ پھاٹکوں اور

عمارتوں کے لئے جس قدر لکڑی اسرائیلیوں کو درکار ہو مفت دی جائے اور اس طرح نحمیاہ کنعان کا چھوٹا گورنر بنکر یروشلیم پہونچا۔

تین دن آرام کرنے کے بعد فصیل کی تعمیر شروع کی۔ شہنشاہی احکام کے باوجود سامریوں اور مخلوط النسل اسرائیلیوں نے مخالفت پر کمر باندھی۔ معماروں اور مزدوروں کو ستانے لگے۔ مجبوراً مزدور مسلح کئے گئے اور اس طرح فوجی خدمت کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ دشمنوں کے خوف سے رات کے وقت فصیل نو تعمیر کی حفاظت کے لئے سنتری اور پہرہ دار مقرر کئے گئے اور اس طرح محکمہ پولیس نے نشوونما پایا۔ شب و روز کی جفاکشی۔ محنت اور استقلال کا یہ ثمرہ ہوا کہ باون (۵۲) روز کی قلیل مدت میں شہر پناہ تیار ہوگئی اور پھاٹک جڑ دئے گئے یہودی اسیری بابل کے بعد دیہاتی زندگی کے عادی ہو گئے تھے اور شہر میں رہنا پسند نہ کرتے تھے۔ لہٰذا یروشلیم کو آباد کرنے کے لئے کنعان کی ۱/۱۰ آبادی کو بالجبر شہر میں منتقل کرنیکا تصفیہ کیا گیا اور ان خوش نصیبوں کا قرعہ اندازی سے انتخاب ہوا۔

نحمیاہ اختتام رخصت کے بعد ایران واپس گیا اور عزرا بھی غالباً چلے گئے کیونکہ انکی قبر اسوقت تک عراق میں موجود ہے۔ لیکن ان بلند ہمت بزرگوں کی برکت سے ارض موعود میں اسرائیلی سلطنت کی بنیاد دوبارہ قائم ہوگئی۔

عبادت گاہ سلیمانی کے متولی "سردار کاہن" کے اختیارات وسیع تھے۔ وہ جنگی اور محصولات سے مستثنےٰ تھے۔ شاہی خراج انکے ذمہ تھا۔ قاضی اور حاکم مقرر کرنے کی اجازت پہلے ہی مل چکی تھی۔ پولیس اور خزانہ انکے اختیار میں تھا۔ فوجی خدمت کا سلسلہ خود بخود شروع ہوگیا تھا۔ قلعہ کی مرمت ہوگئی تھی۔ شہر پناہ کی تعمیر کے بعد یہودیوں کی جداگانہ ریاست بنگئی اور متولی اعظم اس حکومت کا بادشاہ تھا اگرچہ تخت و تاج نہ رکھتا تھا۔

چوں نہ داری سر شاہی ناچار　　حاکم و والی بود داور گویم

بنی اسرائیل گروہ گروہ عراق سے واپس آئے۔ نسل میں افزائش ہوئی اور چند سال کے اندر ارض کنعان کی آبادی ویسی ہی گنجان ہوگئی جیسی بخت نصر کی غارت گری سے پہلے تھی۔ سرسبز باغات شاداب زراعت۔ زربیز و دولت انگیز تجارت نے یروشیلم کو پھر فلسطین کا مرکز بنا دیا۔ دولت بڑھی۔ ملکی قوت میں اضافہ ہوا۔

آردشیر اور اسکے جانشینوں کا طرز عمل اس درد چشیدہ قوم کے ساتھ مخلصانہ اور مشفقانہ رہا۔ تقریباً ایک صدی تک شہنشاہ ایران کی سیادت میں یہود کی جمہوری ریاست جس میں متولی اعظم کو اختیارات شاہی حاصل تھے روز افزوں ترقی کرتی رہی اور فرزندان یعقوب امن وعافیت سے عبادت کرتے اور شاہان فارس کو دعا دیتے رہے۔

۳۳۴ء قبل مسیح میں اُن کی وفاداری کا امتحان ہوا۔ فیلقوس یونانی کے بلند اقبال جانشین نے سکندر جو سکندر اعظم کے نام سے دنیا کی تاریخ میں مشہور ہے مملکت ایران پر تاخت کی۔ مارچ یا اپریل ۳۳۴ء میں وہ تیس ہزار پیادے اور ۴½ ہزار سوار ہمراہ لیکر ایشیا ء کے ساحل پر لنگر انداز ہوا۔ اُسکی مختصر حکومت کا رقبہ سلطنت ایران کے پانچویں حصہ کے برابر تھا۔ اور اس کے پاس زر نقد ایشیاء کوچک کی سرزمین پر قدم رکھتے وقت اُس سے زیادہ نہ تھا کہ ایک ماہ کے لئے فوج کی خوراک کو کافی ہو سکے۔ دریائے گرنیکس کے کنارے ایران کے آزمودہ کار جنرلوں سے مقابلہ ہوا۔ اور اختر اقبال کی بلندی سے یونانیوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اُسوقت دارائے سوم فارس کا شہنشاہ تھا۔ سرداران فوج کی ناکامی سے بد دماغ ہو کر خود میدانِ جنگ میں آیا۔ کہا جاتا ہے کہ چار لاکھ پیادے اور ایک لاکھ سوار اُسکے ہمراہ تھے یہ تعداد ممکن ہے کہ مبالغہ آمیز ہو کیونکہ ہمارے پاس یہ تفصیلات یونانی مورخوں کے وسیلے سے پہونچی ہیں۔ قلم درکفِ دشمن است۔ لیکن ایرانی فوج کی کثرت تعداد اس روایت سے ثابت ہوتی ہے کہ یہ عظیم الشان انبوہ پانچ دن میں اُس پل سے عبور کر پایا تھا۔ جو دریائے فرات پر اس

جمعیت کے لئے عارضی طور سے بنایا گیا تھا۔

شہنشاہ کی والدہ۔ ملکہ۔ حرمین اور مصاحبینِ خاص دلچسپی کے لئے ساتھ تھے۔ اسباب معیشت اور سامان راحت بیشمار۔ چھ سو خچروں اور تین سو اونٹوں پر صرف سونے اور چاندی کا انبار تھا۔ ہر شخص کو فتحمندی کا یقین کامل تھا۔ لشکر ایران کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ ایک ایک مٹھی خاک ڈالتے تو یونانی فوج چھپ جاتی۔ بقول شاعر[۵۱] زمین کے طبقے چھ رہتے اور آسمان آٹھ ہو جاتے۔ نومبر کا مہینہ تھا کہ ایسس کی وادی میں مشرق و مغرب کا تصادم ہوا۔ مشرق کے آفتاب اقبال میں گرہن لگا۔ دس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے شہنشاہ پر قربان ہوئے دارا فرار ہوا۔ اُس کا خیمہ و خرگاہ دشمنوں کے تصرف میں آیا۔ اُس کی ماں۔ بہن۔ بیوی بچے بھی گرفتار ہوئے۔ شاہی رتھ۔ موروثی سپر۔ کیانی کمان پر یونان کا قبضہ ہوا۔

دارا کے پاس تقریباً چار لاکھ فوج باقی تھی۔ لیکن ایسس کی ہزیمت سے سپاہیوں کے دل افسردہ ہو گئے اور اپنے اعزہ و متعلقین کی گرفتاری سے بادشاہ کی ہمت پست اُس نے سکندر کے پاس ایلچی روانہ کئے اور اپنے اعزہ کو واپس مانگا مگر سکندر فتح و ظفر کے نشہ میں تھا۔ ایسی شرطیں پیش کیں کہ دارا کو مجبوراً ایک فیصلہ کن جنگ کے لئے تیار ہونا پڑا۔

سکندر فارس کی طرف پیش قدمی کرنے سے پہلے علاقہ سواحل اور وادی نیل پر قبضہ ضروری سمجھتا تھا تاکہ اس کی واپسی کے لئے راستہ صاف رہے۔ بندرگاہ صور پر حملہ کیا۔ باشندوں نے مزاحمت کی۔ محاصرے کو طول ہوا۔ اور سات مہینہ تک یونانی فوجیں سمندر کے کنارے پڑی رہیں۔ اس نازک وقت پر سکندر نے یروشیلم کے متولی اعظم سے مدد مانگی۔ فوجی اعانت اور رسد طلب کی۔ "سردار کاہن" شہنشاہ فارس کا وفادار دعاگو تھا۔ اُس نے یونانیوں کو کسی قسم کی مدد دینے سے انکار کر دیا۔ سکندر خفا ہوا اور یروشیلم کے باشندوں سے

۵۱۔ ز گُستمِ ستوران دران پہنہ دشت ۔ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت
(نظامی)

اس تمردی کا عوض لینے کی قسم کھائی۔ صور اور غزا کے بندرگاہ فتح کر کے مصر جانے سے پہلے وہ یروشلیم کی طرف بڑھا جو غزا سے صرف چند میل کے فاصلہ پر تھا۔ کنعان میں دہشت اور سراسیمگی پھیلی۔ "سردار کاہن" زندگی سے مایوس ہوا۔ یہود کو ہر طرف تباہی اور خانہ ویرانی نظر آنے لگی۔

متولی۔ سردار۔ علما و احبار مذہبی لباس میں۔ رؤساء شہر طلب امان کے لئے سفید پوشاک سے ملبوس سکندر کے استقبال کو نکلے بادشاہ یونان غضب آلود تھا اور یروشلیم کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی قسم کھا چکا تھا۔ مگر متولی اعظم کے نورانی چہرہ پر نگاہ پڑتے ہی یکایک خاموش ہو گیا غصہ دور ہوا۔ رعب چھایا۔ سردار کاہن کو جھک کر سلام کیا اور مودبانہ گفتگو کرنے لگا۔ حاشیہ نشین متحیر ہوئے اور اس قلب ماہیت کا باعث دریافت کیا۔ سکندر نے جواب دیا کہ مقدونیہ میں خواب دیکھا تھا جس میں ایک نورانی صورت بزرگ نے جو متولی اعظم کے حلیہ اور لباس کا تھا اُسکو ایشیا پر حملہ کرنے کی صلاح اور فتح عظیم کی بشارت دی تھی۔ فوج نے سر تسلیم خم کیا سکندر مسکنت و عاجزی سے یروشلیم[1] میں داخل ہوا۔ ہیکل مقدس میں حاضر ہو کر نیازمندی کی۔ علما و احبار کو گران بہا تحفے دئے۔ یہودیوں کو اپنی شریعت کے مطابق عمل کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور اس مظلوم قوم کے وہ سب حقوق بحال رکھے جو ایرانیوں کی سیادت میں اُن کو حاصل تھے۔

فلسطین اور مصر پر قبضہ کر کے شہنشاہ فارس سے آخری جنگ کے لئے سکندر نے دریائے فرات سے عبور کیا۔ خبر ملی کہ دارا ایک عظیم الشان لشکر لئے دجلہ کے بائیں کنارے پر خیمہ زن ہے چار روز کی مسافت طے کرنے کے بعد ایرانی فوج کا جنگل نظر آیا۔ یونانی کہتے ہیں کہ دس لاکھ پیادے۔ ۴۰ ہزار سوار۔ ۲۰۰ مسلح رتھ اور پندرہ ہاتھی دارا کی قیادت میں تھے۔

---

[1] یہ روایت جوزیفس نے تاریخ یہود میں درج کی ہے اور تالمود میں بھی اس کی تفصیل ہے۔ لیکن یونانی مورخ اس واقعہ کا بالکل تذکرہ نہیں کرتے۔ غزا یروشلیم سے اس قدر قریب ہے کہ سکندر کا وہاں حاضر ہونا ذرا بھی تعجب انگیز نہیں۔ اصنام پرست یونانی یہودیوں کے قدر شناس نہ تھے۔ لہٰذا یونانی تاریخوں میں سکندر کے داخلہ یروشلیم کا مذکور نہیں۔ البتہ مصر میں بتوں پر نذر چڑھانا مفصل لکھا ہے۔

سکندر کے پاس صرف ۴۰ ہزار پیادے اور سات ہزار سوار تھے۔ لیکن وہ سب تجربہ کار۔ فنون جنگ سے ماہر۔ بہترین آلات حرب سے آراستہ اپنے آقا پر قربان ہونے کو تیار۔ اسکی فوجی لیاقت اور اقبالمندی کے عاشق زار تھے۔ اور سب کو یقین کلی تھا کہ اسی جنگ پر ایشیا کی قسمت کا فیصلہ ہے

کوہستان کردستان اور وادی دجلہ کے درمیان وسیع میدان میں جو جل گاؤن سے پاس شہر اربلا سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا سکندر کی فوج بلندی پر تھی اور دارا کی نشیب میں۔ میدان جنگ کا نقشہ اور لڑائی کی تفصیل ارسٹی بولس یونانی کے روزنامچہ میں بڑے جوش و خروش سے درج ہے۔ مگر ہماری داستان کو اس بیان سے علاقہ نہیں۔ سکندر کی جمعیت قلیل اور دارا کی فوج کثیر۔ داؤد و جالوت۔ ابراہیم و نمرود کے تصادم کی مثالی ہیئت تھی یا محاربین قادسیہ و یرموک مقاتلین پانی پت اور پلاسی کی خیالی تصویر!!

کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً

اکتوبر کی پہلی تاریخ ۳۳۱ء قبل مسیح میں صبح کے وقت سکندر کی فوج نے لڑائی کا بگل بجایا۔ اور چند گھنٹوں میں جنگ کا فیصلہ ہو گیا۔ مشرق کو مغرب نے کچل دیا۔ ایشیا کو یورپ نے روند ڈالا۔ ایرانی تین لاکھ مقتول میدان میں بے گور و کفن چھوڑ کر فرار ہوئے اور کیانی سلطنت کا چراغ گل ہو گیا۔

نسب نامۂ دولت کیقباد ورق بر ورق ہر سوئے بُرد باد

سکندر ایشیا کا شہنشاہ ہوا۔ اور فرزندان اسرائیل اُس کے فرماں بردار۔ لیکن اس حیرت انگیز انقلاب کے آٹھ ہی سال بعد ۱۱ جون ۳۲۳ء کو شام کے وقت خاندان کیقباد کا بے چراغ کرنیوالا منزل عدم کا مسافر ہوا۔ اور اُسکی وسیع سلطنت چند روز کے اندر چار جزوں میں تقسیم ہو گئی۔ یورپ کا علاقہ ایک سپہ سالار نے پایا۔ ایران و توران پر دوسرے سردار نے

قبضہ کیا شام و فلسطین پر سلیوکس[۱] کی حکومت ہوئی اور مصر ٹالمی کو ملا۔

۱؎ سلیوکس کا دارالسلطنت پہلے شہر بابل تھا۔ بعد ازاں شہر انطاکیہ اُس نے آباد کیا اور اسی کو مرکز حکومت بنایا۔ شام کی سلطنت تقریباً ڈھائی سو برس تک اُس کے جانشینوں کے تصرف میں رہی چونکہ اس خاندان کے بعض بادشاہوں سے بنی اسرائیل کو تعلق رہا ہے۔ لہٰذا ان فرمانرداؤں کی فہرست درج کی جاتی ہے۔

سلیوکس فاتح۔ ۳۱۲ قبل مسیح سے ۲۸۱ تک۔	مدت حکومت	۳۲ سال
انیٹوکس اول	〃	۱۹ 〃
انیٹوکس دوم	〃	۱۵ 〃
سلیوکس دوم	〃	۲۰ 〃
سلیوکس سوم	〃	۳ 〃
انیٹوکس سوم	〃	۳۶ 〃
سلیوکس چہارم	〃	۱۱ 〃
انیٹوکس چہارم (ایپی فینی)	〃	۱۱ 〃
انیٹوکس پنجم (ریوپی ٹیر)	〃	۱۲ 〃
ڈیمٹرس	〃	۱۲ 〃
سکندر بلاس	〃	۵ 〃
ڈیمٹرس دوم	〃	۶ 〃
انیٹوکس ششم	〃	۳ 〃
ٹرائی فن	〃	۴ 〃
انیٹوکس ہفتم	〃	۱۱ 〃
سکندر زبینہ	〃	۱۳ 〃
انیٹوکس ہشتم	〃	۱۹ 〃
انیٹوکس نہم	〃	۲۱ 〃
سلیوکس پنجم	〃	صرف سات ماہ
انیٹوکس دہم	〃	ایک سال
ڈیمٹرس سوم	〃	۲ 〃
فلپ	〃	۳ 〃
انیٹوکس یازدہم	〃	۴ 〃
انیٹوکس دوازدہم	〃	۷ 〃
ٹگریسن	〃	۱۴ 〃
انیٹوکس سیزدہم	〃	۴ 〃

علاقۂ سواحل اور کوہ لبناں مصر[۱] کی حفاظت کے لئے ضروری تھے مگر وہ شام کا جزو بنائے گئے

۱؎ اس کتاب میں فراعنۂ مصر کا جگہ جگہ تذکرہ آیا ہے۔ جاننا چاہئے کہ تحقیق جدید کے مطابق ۴۴۰۰ء قبل مسیح سے ۳۳۲ء (یعنی عہد سکندر یونانی) تک ۳۱ مختلف خاندان مصر پر فرمانروا رہے تھے۔

پہلا خاندان ۴۴۰۰ء سے ۴۱۳۳ء تک اس خاندان کا پہلا بادشاہ مینس تھا۔ اُس کی قبر زمانہ حال میں دریافت ہوئی ہے۔ ساتواں بادشاہ اس خاندان کا تسوع تھا۔

دوسرا خاندان ۴۱۳۳ء سے ۳۹۰۰ء تک۔

تیسرا خاندان ۳۹۰۰ء سے ۳۷۶۶ء تک۔ ترسا اس خاندان کا دوسرا یا چوتھا بادشاہ تھا۔ اُس نے سقارہ میں ایک اہرام تیار کرایا جو موجودہ تمام اہراموں میں سب سے پرانا ہے۔

چوتھا خاندان ۳۷۶۶ء سے ۳۵۶۶ء تک۔ پہلا بادشاہ اسنی فیرو تھا۔ ریگستاں کے غارتگروں سے جنگ کی جزیرہ نماء سینا پر قبضہ کیا۔ اُسکے جانشین خوفو نے بمقام قسطِ ایک اہرام تیار کرایا۔ اُس کے بعد ۳۶۶۶ء میں خافرا نے ایک بڑا اہرام بنوایا۔ اُس کے وارث منکورا نے دو اہرام بنوائے اور اُنہیں سے ایک میں خود مدفون ہوا

پانچواں خاندان ۳۵۶۶ء سے ۳۳۰۰ء تک۔ اس خاندان نے جزیرہ نماء سینا کو زیر نگین رکھا اور متعدد اہرام تیار کرائے۔

چھٹا خاندان ۳۳۰۰ء سے ۳۰۰۰ء تک۔ اس خاندان کا سب سے زیادہ نامور بادشاہ پیپی اول تھا۔ اُس نے سقارہ میں اہرام بنوایا۔ ملکہ منکارا اُس کی جانشین ہوئی۔

ساتواں آٹھواں نواں اور دسواں خاندان } ۳۰۰۰ء سے ۲۸۰۰ء تک۔ شامی قوموں نے مصر پر حملہ کیا اور ملک کے ایک حصہ پر قابض ہوگئیں۔

گیارہواں خاندان۔ ۲۸۰۰ء سے ۲۴۶۶ء تک۔ اس خاندان کا سب سے زیادہ باعظمت بادشاہ منتھوٹیپ سوم تھا۔ اُس نے اہرام بنوایا اور متعدد یادگاریں چھوڑیں۔ مدت تک اس کی پرستش ہوتی رہی۔

بارہواں خاندان ۲۴۶۶ء سے ۲۲۵۰ء تک۔ اس عہد میں مصر نے تعمیرات اور علوم و فنون میں ترقی کی۔ قبروں پر تاریخی یادداشتیں کندہ کرائیں۔ اس خاندان کے نامور بادشاہ اسرٹین سوم نے حبش فتح کیا۔ اُس کے جانشین امینم ہاٹ سوم نے ایک بھول بھلیاں محل بنوایا۔

تیرہویں خاندان سے سترہویں خاندان تک } مصر کی تاریخ تاریکی میں ہے۔ اس دور کی مدت بعض مورخ چار سو برس اور بعض ایک ہزار برس بتاتے ہیں۔ لیکن بقول اصح اس کا زمانہ ۲۲۵۰ء سے ۱۶۳۵ء قبل مسیح تک ہے۔ اس دور میں عبرانی مصر میں آباد ہوئے۔

اٹھارہواں خاندان۔ ۱۶۳۵ء سے ۱۳۶۵ء تک۔ اس خاندان کے ایک بادشاہ تھیوٹمیس اول نے ایشیا پر حملہ کیا اور دریائے فرات تک فتوحات حاصل کیں۔ تھیوٹمیس سوم مشہور فاتح تھا۔ اُس نے پندرہ بار شام پر حملہ کیا۔

انیسواں خاندان۔ ۱۳۶۵ء سے ۱۲۳۹ء تک۔ اس خاندان کا پہلا بادشاہ رامسیس اول تھا۔ تیسرا بادشاہ رامسس دوم ۱۳۴۰ء میں تخت نشین ہوا۔ یہی وہ فرعون تھا جس نے بنی اسرائیل پر مظالم کئے۔ چوتھا بادشاہ نیپٹا نام ۱۲۸۵ء میں سریر آرائے حکومت ہوا۔ اس فرعون کے عہد میں حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو مصر سے لے گئے اس کے بعد سیٹی دوم ۱۲۰۰ء میں تخت نشین ہوا مگر حکومت پر زوال آگیا۔

بیسواں خاندان۔ ۱۲۳۵ء سے ۱۰۷۵ء تک۔ اس خاندان کے دوسرے بادشاہ رامسیس سوم نے سلطنت کو

ٹالمی نے ۳۱۲ ق م میں عزرا کے مقام پر ولی عہد شام کو شکست دیکر فلسطین پر قبضہ کرلیا۔ وہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۴) دوبارہ مستحکم کیا اور بحری و بری فتوحات حاصل کیں۔

اکیسواں خاندان۔ ۱۰۷۵ ق م سے ۹۴۵ ق م تک۔ اس خاندان کے ایک بادشاہ پسپ خانو دوم کی لڑکی سے حضرت سلیمان نے شادی کی تھی۔

بائیسواں خاندان۔ ۹۴۵ ق م سے ۸۰۰ ق م تک۔ اس خاندان کے پہلے بادشاہ شیشق اول نے کنعان پر حملہ کیا اور یروشیلم پر عارضی فتح پائی۔

تیئیسواں اور چوبیسواں خاندان۔ ۷۵۰ ق م سے ۷۲۸ ق م تک

پچیسواں خاندان۔ ۷۲۸ ق م سے ۶۵۵ ق م تک۔ اس خاندان کا نامور بادشاہ ترہاقا تھا جو ۷۰۴ ق م میں تخت نشین ہوا۔ اسی عہد میں سنحاریب بادشاہ نینوا نے فلسطین پر حملہ کیا۔ اور سنحاریب کے جانشین نے مصر پر فوج کشی کی۔

چھبیسواں خاندان۔ ۶۵۵ ق م سے ۵۲۷ ق م تک پہلے بادشاہ سامتک اول نے شام پر حملہ کیا۔ اُس کے جانشین نیکو دوم نے دریائے نیل اور بحر احمر کے درمیان نہر بنوانے کی کوشش کی۔ شام پر حملہ کیا بادشاہ اسرائیل کو میدان جنگ میں قتل کیا۔ دریائے فرات تک دھاوے کئے تا قرقمیش کی مشہور لڑائی میں بخت نصر سے شکست پائی۔ اس خاندان کے پانچویں بادشاہ اہامیس دوم کے عہد میں کیخسرو ایرانی کے وارثوں نے مصر پر حملہ کیا۔ سامتک دوم کے دور سلطنت میں مصر کی خود مختاری ختم ہوئی اور یہ قدیم ملک ایران کا ایک صوبہ ہوگیا۔

ستائیسواں خاندان۔ ۵۲۵ ق م سے ۴۰۵ ق م تک۔ ایران کی ماتحتی۔

اٹھائیسواں خاندان۔ ۴۰۵ ق م سے ۳۹۹ ق م تک۔ ایک شہزادہ ایران سے باغی ہو کر مصر کا خود مختار بادشاہ بنا مگر چھ سال کے بعد مرگیا۔

اُنتیسواں خاندان۔ ۳۹۹ ق م سے ۳۷۸ ق م تک۔ ایران سے جنگ رہی۔

تیسواں خاندان۔ ۳۷۸ ق م سے ۳۴۰ ق م تک۔ ایران سے بغاوت اور لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔

اکتیسواں خاندان۔ ۳۴۰ ق م سے ۳۳۲ ق م تک۔ سکندر نے مصر فتح کیا اور مصریوں کی بادشاہی ختم ہوئی۔

سکندر کی وفات کے بعد اُس کی وسیع سلطنت جزوں میں تقسیم ہوئی۔ مصر ٹالمی کے حصہ میں آیا۔ اور تقریباً ۳۰۰ برس تک اُس کے وارثوں کے قبضہ میں رہا۔

اس عہد کے بادشاہوں کی فہرست حسب ذیل ہے:۔

ٹالمی اول (لیگس)	۳۲۳ ق م سے ۲۸۵ ق م تک
فلیڈلفس	۲۸۵ ق م سے ۲۴۷ ق م تک
یرگیٹس	۲۴۷ ق م سے ۲۲۲ ق م تک
فلوپیٹر	۲۲۲ ق م سے ۲۰۵ ق م تک
ایپی فینس	۲۰۵ ق م سے ۱۸۱ ق م تک
فلومیٹر	۱۸۱ ق م سے ۱۴۶ ق م تک
یرگیٹس دوم	۱۴۶ ق م سے ۱۱۷ ق م تک

سبت کے دن یروشلیم میں داخل ہوا۔

موسوی شریعت کے پابند سنیچر کے روز کوئی دنیوی کام نہ کرتے تھے۔ وہ مزاحمت نہ کر سکے اور یہود کی جمہوری ریاست چشم زدن میں مصر کی ماتحت ہوگئی۔ چند سال تک شام و مصر کے درمیان فلسطین ما بہ النزاع رہا۔ یہودیوں کی اطاعت ٹھوکریں کھاتی رہی مگر سنہ ۳۰۱ کی خونریز جنگ نے اس قصہ کا فیصلہ کیا اور مصریوں کا کنعان پر مستقل تسلط ہوگیا جو تقریباً ایک صدی تک قائم رہا۔ سیادت فارس کے بعد یہ دور بنی اسرائیل کے لئے امن و عافیت کا تھا۔ سرکاری محصول اور شاہی خراج اُن کو دینا پڑتا تھا۔ مگر اندرونی آزادی حاصل تھی۔ اس زمانہ میں یہود کی ایک بڑی جماعت مصر میں آباد ہوئی۔ اُنھوں نے علم و فضل میں ترقی کی اور اپنی مقدس کتابوں کا یونانی زبان میں ترجمہ کیا۔ شام کے بادشاہ موقع کے منتظر اور فلسطین کو زیرنگین کرنے کی گھات میں تھے سنہ ۲۰۳ قبل مسیح میں مصر کی حکومت ایک طفل پنجسالہ کو میراث میں ملی اور شامیوں کی دیرینہ تمنا پوری ہوئی۔

شاہ انیٹوکس سوم نے یکایک فلسطین اور سواحل پر قبضہ کرکے کنعان کو دوبارہ شام کا صوبہ بنا لیا۔ یہاں تک خیریت تھی لیکن جب سنہ ۱۷۶ میں انیٹوکس چہارم مسند نشین ہوا تو یہود پر آفت و مصیبت کے بادل پھٹ پڑے اور اُن کو وہ اذیت و تکلیف برداشت کرنا پڑی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۵)

سوٹر دوم	سنہ ۱۱۷ سے سنہ ۱۰۷ تک
سکندر اول	سنہ ۱۰۷ سے سنہ ۸۹ تک
سوٹر دوم (دوبارہ)	سنہ ۸۹ سے سنہ ۸۱ تک
برنیس	صرف چھ مہینے
سکندر دوم	"
اولیٹس	سنہ ۸۰ سے سنہ ۵۱ تک
ٹالمی کلاں	سنہ ۵۱ سے سنہ ۴۸ تک
ٹالمی خورد	سنہ ۴۸ سے سنہ ۴۲ تک
کلوپیٹرا	سنہ ۴۲ سے سنہ ۳۰ تک (اس کے بعد مصر سلطنت روما کا صوبہ ہوگیا)

جو کلدانی وحشیوں کی حکومت اور بابل کی اسیری میں بھی نہ اٹھائی تھی۔

عہد مصیبت

یہہ بد طینت بادشاہ عیش و عشرت کا بندہ ۔ لالچی ۔ ضدی ۔ دغا باز ۔ اور ظالم تھا ۔ اُس کو یونانی مذہب ۔ یونانی فنون ۔ یونانی شاعری سے عشق تھا ۔ اُس کی آرزو تھی کہ تمام ممالک محروسہ میں یونانی اوضاع و اطوار رائج کرے ۔ اور اپنی کل رعایا کو یونانی خیالات ۔ یونانی عادات اور یونانی لباس کا شیدا اور شیفتہ بنائے ۔ یہود قدامت پرست تھے اور اُن کے مذہب کو یونانیوں سے اصولی اختلاف تھا ۔ انھوں نے مذہب اور معاشرت تبدیل کرنے سے انکار کیا ۔ اور حکومت نے اُن کو ظلم و جور کا تختۂ مشق بنایا ۔

بد قسمتی سے بنی اسرائیل میں خود اتحاد نہ تھا ۔ بھائی بھائی کا بدخواہ تھا ۔ باپ بیٹے میں صفائی نہ تھی ۔ گروہ بندی اور فرقہ پرستی کے وہی مہلک جراثیم پھیلے ہوئے تھے جن کا ہمارے بدقسمت ملک میں آج زور و شور ہے ۔

ہیچ الفت نہ برادر بہ برادر دارد   پسران راہمہ بدخواہ پدر می بینم

اجنبی حکومت کے لئے یہ نفاق باہمی نعمت خداداد تھا ۔ بھائیوں کی لڑائی سے دشمنوں نے خوب فائدہ اُٹھایا ۔ متولی اعظم اونیاس کے بھائی یوشع نے بادشاہ شام کو رشوت کی کثیر رقم دیکر برادر بزرگ کا منصب خرید کیا اور یروشلیم کا گورنر بنا ۔ یونانیوں کو خوش کرنے کے لئے اپنا نام بھی تبدیل کر دیا ۔ اور جیسن کے عرف سے شہرت پائی ۔ موسوی شریعت کو مٹانے کے لئے مقدس صیوں کے پہاڑ کے نیچے ایک یونانی اکھاڑا بنوایا جس میں برہنہ ورزشیں سکھائی جاتی تھیں یونانی علوم کی تعلیم عبرانیوں کے مرکز میں جاری کی ۔ یونان کا فلسفہ ۔ یونان کی شاعری ۔ یونان کا لباس مقبول عام بنانے کی سعی بلیغ کی ۔ ہیکل مقدس سنسنان ۔ مذہبی مدرسے ویران ہوئے عبادت روزانہ موقوف ہوئی ۔ اور یروشلیم کی بستی مقدونیہ کی نوآبادی معلوم ہونے لگی ۔

جیسن کی حکومت کو تین ہی سال گذرے تھے کہ اُس کا چھوٹا بھائی مینی لاس بڑے بھائی کی

بیاض سے ورق پھاڑکر دربار شام میں حاضر ہوا اور بادشاہ سے گرانبہا نذرانہ کا وعدہ کرکے متولی اعظم کا عہدہ خرید کرلیا۔ وہ شان وشکوہ سے یروشیلم میں داخل ہوا۔ موعودہ پیشکش مہیا کرنے کے لئے اپنے ہمقوموں پر سخت ٹیکس لگائے۔ لیکن مقررہ تاریخ پر رقم فراہم نہ ہوسکی۔ جوابدہی کے لئے دربار میں طلب ہوا۔ بادشاہ کی عادات واطوار سے واقف تھا۔ ہیکل مقدس کے چند طلائی ظروف رشوت میں پیش کرنے کے لئے ہمراہ لے گیا۔ سابق متولی ادنیاس مدت سے روپوش تھا۔ ظروف ہیکل پر تصرف کی خبر سنکر پردۂ خلوت سے باہر آیا۔ مینی لاس کے قابل نفرت حرکات پر ملامت کی اور رؤسائے قوم کو اُس کی بداعمالی سے آگاہ کیا۔ ایسا خطرناک مقرکیونکر زندہ رکھا جاسکتا تھا۔ حکومت کے اشارے سے قتل ہوا۔ یہودی رعایا اس خون بیگناہ سے ناراض ہوئی۔ اکابر بادشاہ کے پاس فریادلیکر گئے۔ مینی لاس کے ظلم وتعدی کی شکایت کی۔ بادشاہ نے پہلے غصہ کا اظہار کیا مگر زر برسر فولاد نہی نرم شود۔ رشوت حاضر کی گئی۔ گورنر کا قصور معاف ہوا۔ اور شکایت کرنے والے گستاخوں کا وفد قتل کردیا گیا۔ مینی لاس نے پہلے سے بھی زیادہ سخت مظالم شروع کئے۔ رعایا میں بغاوت کی آگ بھڑکی۔ مغرور متولی جیسن نے ایک ہزار سپاہیوں کی جمعیت سے یروشیلم پر حملہ کردیا۔ انیٹوکس نے مقامی حکومت کی مدد کی جیسن فرار ہوا سیکڑوں بے گناہ مارے گئے اور ہزاروں معصوم لونڈی غلام بنانے کے لئے ایشیا اور افریقہ کے بازاروں میں فروخت ہوئے۔ بادشاہ شام مینی لاس کو ساتھ لیکر ہیکل مقدس میں داخل ہوا۔ پاک برتنوں کو ناپاک کیا اور ۱۸۰۰ مثقال چاندی غارت کرلایا۔ اُس نے صیہون کے پرانے قلعہ کو آلات حرب سے مسلح کیا اُس کے گرد ایک نئی مستحکم دیوار بنوائی۔ بلند برج تعمیر کئے اور وہاں شامی فوج کا ایک زبردست دستہ یہودیوں کی نگرانی اور سرکوبی کے لئے متعین کیا۔

یہود کی نیم آزادی جو شہنشاہ بہمن درازدست کی یادگار تھی اور جسکو سکندر کے جانشینوں۔

مصر کے حاکموں نے برقرار رکھا تھا اب خانہ جنگی اور باہمی مخالفت کی برکت سے مسترد ہوئی۔ قدیم حقوق ضبط۔ رواداری کے قوانین منسوخ۔ یہود کو اپنا آبائی مذہب ترک کرنے پر علی الاعلان مجبور کیا گیا۔ شریعت کی کتابیں جسقدر دستیاب ہو سکیں پھاڑ ڈالیں یا جلادیں۔ ہیکل سلیمانی کا نام "معبد مشتری" رکھا اور اس میں یونانی دیوتاؤں کے بت نصب کئے۔ مقدس قربان گاہ پر نجس گوشت رکھا گیا اور ہیکل کے حدود میں ناپاک گیت اور برہنہ ناچ کے جلسے ہونے لگے۔ بتوں کے مندر شہر کی ہر گلی میں بنائے گئے اور ہر گھر میں یونانی دیوتاؤں کے نام پر بخور جلائے گئے۔ رعایا کو سبت منانے کی ممانعت تھی۔ وہ مشرکانہ قربانیوں میں شریک ہوتے اور یونانی دیوتاؤں کے جلوس کے ساتھ عشق پیچے کے ہار پہنکر گانے بجانے پر مامور و مجبور تھے۔ یہود کی قومیت اور ملت کا نشان ختنہ تھا۔ حکومت نے اُس کی سخت مخالفت کی۔ اور اس وحشیانہ رسم پر عمل کرنے والوں کو مستوجب قتل قرار دیا۔ سلطنتیں جلد جلد بدل سکتی ہیں لیکن معاشرت میں تبدیلی دشوار ہے۔ بعض ناسمجھ ماؤں نے اس جدید حکم کی مخالفت کی۔ اُن کے معصوم بچے انکی گردنوں میں باندھ کر بلند دیواروں سے نیچے گرائے گئے اور اس طرح بیرحمی سے اُن کی جان لی گئی۔ انکار کرنے والونکا مال و متاع لوٹا گیا۔ اور ختنہ کرنے والے قتل کئے گئے۔ جس یہودی کے پاس کوئی مذہبی کتاب پائی جاتی یا جس کی بابت یونانی دیوتاؤں کے عبادت سے روگردانی کا شبہہ ہوتا فوراً قتل کیا جاتا تھا۔ ہزاروں مذہب پرست کنعان سے فرار ہو گئے وہ غاروں اور پہاڑوں میں پوشیدہ رہتے اور وہاں چھپ چھپ کر خدائے وحدہٗ لاشریک کی پرستش کرتے تھے۔

تاریخ یہود کے صفحات اس دور مظالم اور حکومت خون کے دردناک حکایات سے سیاہ ہیں۔ جوش ایمان، ہمت و استقلال کی دو روایتیں یہاں نقل کی جاتی ہیں:—

ایک پیر نود سالہ الینرر نام تمام عمر مذہبی قوانین اور آبائی شریعت کا پابند رہا۔ تہذیب

جدید کے دور میں اسکو لحم خنزیر کے استعمال پر مجبور کیا گیا۔ اُس نے انکار کیا۔ مارا گیا۔ بدن لہولہان ہوا لیکن اُس کے صبر و ضبط میں فرق نہ آیا۔ اُس کی پیرانہ سالی پر ظالموں کو بھی ترس آیا۔ اُنھوں نے آنکھ بچاکر کہا کہ پاک گوشت کہیں سے منگاکر مجمع کے سامنے کھالے۔ کون جانے گا کہ یہ سور کا گوشت نہیں ہے۔ حاکموں کا غصہ دور ہو جائیگا۔ اور تیری جان بچیگی۔ لیکن بلند ہمت بڈھے نے منظور نہ کیا۔ اُس کا مردانہ جواب یاد رکھنے کے قابل ہے "اس نازک وقت میں غداری اور فریب دہی کسی طرح جائز نہیں۔ میری کمزوری سے قوم کے جوانوں پر خراب اثر پڑے گا۔ وہ کہیں گے کہ الیعزر نے نوے برس کی عمر میں موسیٰ کی شریعت سے روگردانی کی اور ایمان بیچکر جان بچائی۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں ایک مثال بنونگا جسکو دنیا ہمیشہ یاد رکھے اور میری قوم کے نوجوانوں کو معلوم ہو جائے کہ مراسم آبائی اور قوانین مذہب کی حفاظت جسم کے خون سے کی جاتی ہے۔"

یہ جواب سنکر تازیانوں کی بارش شروع ہوئی۔ الیعزر پہلے ہی سے زخمی تھا۔ کچھ دیر ضبط کیا آخر بولا کہ میرے جسم کو ان کوڑوں سے سخت تکلیف ہے لیکن روح کو اطمینان ہے۔ اے خدائے قدوس گواہ رہنا کہ میں عذابِ آخرت کے خوف سے یہ اذیت برداشت کرتا ہوں۔ مطمئن روح فوراً عالم بقا کی طرف پرواز کر گئی اور ظالموں کو سوائے حسرت و ندامت کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اس روایت سے زیادہ دردناک اور صبر آزما ایک ماں اور اس کے سات لڑکوں کا قصہ ہے۔ ان بدنصیبوں کا راز کسی طرح آشکارا ہوا۔ حکام کو خبر ملی کہ وہ آبائی مذہب پر قائم ہیں۔ وہ بیتوں اور کوڑوں سے زخمی کیئے گئے۔ شفیق ماں کی آنکھوں کے سامنے لڑکے خون سے لال ہوئے۔ بڑا لڑکا بولا "ظالمو! تم ہمسے کیا چاہتے ہو۔ ہم مرنے کو تیار ہیں مگر اپنے آبا و اجداد کی شریعت ترک نکریں گے۔" یہ گستاخانہ جواب کیونکر برداشت کیا جاتا لڑکے کی زبان نکلوائی گئی۔ ہاتھ کٹوائے۔ پانوں کٹوائے۔ مگر وہ اپنے دین پر ثابت

قدم رہا۔ ماں اور بھائی صبر و استقلال کے ساتھ ہدایت اور بہادری سے جان دینے کی تلقین کرتے رہے آخرکار وہ کھولتے ہوئے تیل کے کڑھاؤ میں ڈالا گیا۔ مگر آخری سانس تک اُس کا دل خدا کے ساتھ رہا۔ اس کے پانچ بھائی اسی طرح یکے بعد دیگرے بیدردی اور سفاکی سے ہلاک کئے گئے۔ مگر غم نصیب ماں ہر ایک مرنے والے کو صبر و تحمل کی تاکید کرتی رہی اور شادان و فرحاں تھی۔

جب صرف ایک بیٹا رہ گیا تو یونانی ظالم نے شرمندہ ہوکر اُس کو دولت و عزت کا سبز باغ دکھایا اور ماں کو حکم دیا کہ وہ اپنے کلیجے کی ٹھنڈک کے لئے ایک بچے کو بچالے شیر دل ماں عبرانی زبان میں بیٹے سے بولی کہ "اس ظالم سے خوف نہ کھا۔ اپنے بھائیوں کی طرح بہادری سے موت قبول کر تب میرے حق سے ادا ہوگا۔ اور میں اپنے مالک کے حق سے سُبک دوش ہونگی" خلف رشید کو تاکید کی احتیاج نہ تھی۔ وہ شامیوں سے مخاطب ہوا کہ "تم کس خیال میں ہو اور میرے قتل میں کیوں پس وپیش کر رہے ہو۔ میں بادشاہ کا حکم نہیں مانونگا۔ مجھے اُس فرمان کی تعمیل فرض ہے جو میرے دائم اور باقی خداوند نے موسیٰ کی معرفت بھیجا تھا" ظالموں نے اُسکو بھی ہاتھ پاؤں کاٹ کر آگ میں جھونکا۔ اب ماں کی باری آئی۔ وہ ہنستی ہوئی کھولتے کڑھاؤ میں پھاند پڑی اور مذہب پر قربان ہوگئی۔

اے منتقم جبار! کیا یہ قربانی رائگاں جائیگی؟ اے قاہر ذوالجلال! کیا یہ خون ہدر ہو جائیگا؟ رومی عقاب جھپٹ کر آ اور یونان کا تختہ الٹ دے۔ مقابی بہادر اٹھ اور اپنے بھائی بندوں کے خون کا عوض لے!! دوستو۔ متاعِ آزادی بہت گراں ہے۔ اس کا سودا نقد جان سے ہوتا ہے۔ اور گاہک ہتھیلی پر سر رکھ کر اُس کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ مشقت و مصیبت صبر و شکر سے برداشت کی جاتی ہے۔ دار و رسن کی معراج کے لئے تمنائیں اور دعائیں ہوتی ہیں۔ مشتاقوں کا ہر قطرۂ خوں تبرک سمجھکر سینہ اور مُنھ پر ملا جاتا ہے۔ تب اِس نایاب جنس کی جھلک نظر آتی ہے ؎ جسکو ہو جان و دل عزیز اُسکی گلی میں جائے کیوں!

بنی اسرائیل کاہل۔ آرام پسند اور عیاش تھے۔ بداعمالیوں سے سلطنت کھوئی۔ صبر کیا۔ فقر وفاقہ سے دوچار ہوئے۔ برداشت کیا۔ جلاوطنی کی سزا ملی۔ سرِ تسلیم خم کیا۔ کلدانیوں اور ایرانیوں کی حکومت وسیادت قبول کی۔ اغیار کی حفاظت میں عافیت کی زندگی اور خانگی آزادی پر قانع رہے۔ لیکن اینٹوکس نے نادانی اور ضد سے ہزاروں برس کے رسوم وقواعد کو بزور شمشیر تبدیل کرنا چاہا۔ نصیحت وہدایت کی جگہ تیغ وسنان سے کام لیا۔ مذہب میں مداخلت۔ اصول معاشرت میں رخنہ اندازی کی تو اُن کے ضبط وتحمل کا پیمانہ لبریز ہوا۔ وہ آزادی کے طلبگار ہوئے۔ اور اس گمشدہ دولت کے حاصل کرنے کے لئے ہر طرح کی مالی اور جسمانی قربانیاں پیش کرنے کو تیار ہوگئے ؎

درین دریائے بے پایان۔ درین طوفانِ موج افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا ومرسہا

قصبہ مودن کا ایک ضعیف اور بلند ہمت مومن متھیاس نام یونانیوں کے زہرہ شگاف مظالم دیکھ کر زیست سے بیزار ہوا اور غلامی کی زندگی پر باعزت موت کو ترجیح دینے لگا۔ دنیا کی مشکلیں اسیوقت تک سدِّ راہ ہوتی ہیں جب تک موت کا خوف ہو۔ انسان فرشتۂ اجل سے محبت کرنے لگے تو ہر مشکل آسان ہے۔ حکومت کے سپاہی کنعان کے ہر قصبہ اور گائوں میں یونانی دیوتاؤں کی پرستش کے لئے قربانگاہ بنواتے پھرتے تھے۔ اُنھوں نے مودن میں بھی بت خانہ بنایا اور رعایا کو حکم دیا کہ وہ اصنام پر نذر بھینٹ چڑھائے متھیاس کو مقتدر اور معزز سمجھکر ہدایت کی کہ وہ اس جدید پرستش کا آغاز کرے تاکہ دوسروں کے لئے مثال ہو۔ بڈھے نے انکار کیا اور دولت وعزت کی لالچ ٹھکرادی۔ ایک بندۂ زر انعام واکرام کی طمع سے جدید قربانگاہ پر نذر چڑھانے آیا تو متھیاس نے تلوار کھینچکر اُس کا سر اڑا دیا۔

اُس بڈھے کے پانچ لڑکے تھے۔ وہ باپ کی امداد کو آئے اور بادشاہی سپاہیونکو

قتل کردیا قصبہ میں ہنگامہ ہوا۔ قربانگاہ کھود ڈالی گئی۔ متھیاس نے منادی کی کہ جو شریعت سے محبت رکھتا ہو اور اسرائیل کی عزت پر قربان ہونیکو تیار ہو وہ ہمارے ساتھ آئے۔ جوش سے متاثر ہو کر ایک مختصر جماعت ہمراہ ہوئی اور وہ سب گھر بار چھوڑ عورتوں اور بچوں کو ساتھ لیکر ریگستان میں پناہ گزیں ہوئے۔ ان باغیوں کا تعاقب کیا گیا۔ سبت کے دن اُنپر حملہ ہوا۔ وہ مذہباً اُس روز دنیوی امور سے محترز رہنے پر مجبور تھے۔ حفاظت نکر سکے اور بیشتر افراد قتل ہوئے۔ پس ماندگان کو متھیاس نے تلقین کی کہ سبت کے دن حملہ کرنا ہم کو جائز نہیں مگر دشمن حملہ آور ہو تو حفاظت خود اختیاری سے کام نہ لینا گناہ ہے۔ اسرائیلیوں نے منظور کیا۔ اگلے سبت کو پھر سرکاری سپاہیوں نے ریگستان پر دھاوا کیا۔ تو بہادر مرنے مارنے پر مستعد تھے۔ سپاہی بھاگے اور اسرائیلی کامیاب ہوئے۔ گرد ونواح سے مصیبت زدہ اسرائیلیوں کے قافلے ریگستان میں آنے لگے اور متھیاس اپنی بے خوف جماعت کے ہمراہ ملک کا دورہ کرنے لگا۔ وہ کمزوروں کو تسلی دیتا۔ دشمنوں کے عبادت خانے برباد کرتا اور ہر جگہ شریعت موسوی کو رائج کرتا تھا۔ اُس کی موت نزدیک آئی تو حالتِ نزع میں اپنے پانچوں بیٹوں کو قوم و ملت پر فدا ہونے کی وصیت کی اور تیسرے بیٹے یہوداہ مقابی کو جماعت احرار کا سردار بنا کر دنیا سے رخصت ہوا۔ متھیاس کے سب بیٹے سعادتمند۔ قابل۔ ہوشیار اور جری تھے۔ لیکن جانبازی شجاعت اور بلند ہمتی میں یہوداہ کا جواب نہ تھا۔ وہ آلات حرب سے مسلح ہو کر دیو کی طرح میدان میں گرجتا اور شیر کی طرح شکار پر جھپٹتا تھا۔ اُس نے یوشع اور داؤد کی دلیری کا نمونہ دکھایا اور چھ سال کی خفیف مدت میں اسرائیل کی مردہ قوم کو زندہ کر دیا۔

یہوداہ مقابی — وہ دنیا کی اُن عظیم الشان ہستیوں میں سے تھا جنھوں نے تاریخ کے ورق اُلٹ دیئے اور آل یعقوب کے کارنامۂ فتوحات میں اُس کا نام سونے کے حرفوں سے لکھا ہے بلکہ اُس

کارنامہ کی عزت وعظمت "یہودا مقابی" کے مبارک نام سے ہے ؎

زندۂ عشق نہ مردست و نہ میرد ہرگز   لایزالی بود این بیخودی ولم یزلی

اُس کی ہمت وشجاعت کا غلغلہ سنکر سیکڑوں جانباز اُس کے ساتھ ہوئے اور غلامی کی زنجیریں کاٹنے کے لئے باعزت موت کے مشتاق ہوکر ملک و مذہب پر نثار ہونے کی قسم کھائی۔ شام کے گورنر نے باغیوں کے اِس گروہ پر حملہ کیا۔ شکست پائی۔ میدان میں ذلت سے قتل ہوا اور اُس کی بیش بہا تلوار مدت العمر یہودا کے ہاتھ میں رہی۔ اِس اچانک نقصان کا بدلہ لینے شام کا سپہ سالار بڑی فوج لیکر آیا۔ مختصر جمعیت کے کمزور دل والے لرز گئے یہودا نے سمجھایا "فتح وظفر تعداد کی کثرت پر منحصر نہیں۔ اگر ہمت ہو تو جماعت کثیر کا قلیل سے مغلوب ہونا ممکن ہے۔ نصرت خدا کی طرف سے آتی ہے"۔ ساتھیوں کا دل بڑھا کر دشمنوں پر جھپٹا۔ آٹھ سو یونانی قتل ہوئے اور بقیہ فرار ہوگئے۔ یہودا کی شجاعت و مردانگی کی دھوم مچی۔ وہ مظلوموں کا پشت پناہ مشہور ہوا۔ تمام قوم میں جوش پھیلا اور سارا ملک لڑائی کے لئے تیار ہوگیا۔

انٹیوکس یہ ناکامیابی سنکر غضبناک ہوا۔ اور اس قابل حقارت مختصر گروہ کو نیست و نابود کرنے کا عزم بالجزم کرلیا۔ اسکی ٹڈی دل فوج اسرائیلیوں کو کچلنے آئی۔ فلستیون اور یہود کے دوسرے موروثی دشمنوں نے مدد بھیجی سپاہیوں کو ایک سال کی پیشگی تنخواہ دیدی گئی۔ دولت مند بردہ فروش لوہے کی زنجیریں لئے فوج کے ساتھ تھے کیونکہ فرمان شاہی جاری ہوچکا تھا کہ سب اسرائیلی غلام بناکر فروخت کئے جائیں گے۔ اور ایک مثقال چاندی ۹۰ یہودیوں کی قیمت ہوگی۔ اماوس کے میدان میں یونانیوں کے ۴۰ ہزار پیادے اور ۷ ہزار سوار خیمہ زن ہوئے۔ یہودیوں کی مجموعی تعداد اُس جگہ صرف تین ہزار تھی۔ مگر وہ سر پر کفن باندھے مرنے کو تیار تھے۔ ایک شامی جنرل نے رات کی تاریکی میں اسرائیلیوں کو پیٹ ڈالنے

کا فیصلہ کیا۔یہود کو خبر لگی۔انھوں نے خیمے خالی کر دئے اور جب دشمن زد پر آئے تو ان کا محاصرہ کر لیا۔تین ہزار یونانی قتل ہوئے۔اور بقیہ سراسیمہ ہو کر فرار ہوئے۔تھوڑی دیر کے بعد دشمن کی تازہ دم فوج مقابلہ پر آئی۔یہاں شامیوں کے خیمہ و خرگاہ میں آگ لگ چکی تھی۔دور ہی سے یہ منظر دیکھکر حواس باختہ ہوئے اور ایسے بے تحاشا بھاگے کہ فلستیوں کے ملک میں جا کر دم لیا۔یہود کو بیشمار مال غنیمت ملا۔اور اُن کو اپنی قوت پر بھروسہ طاقت کا احساس پیدا ہو گیا۔

انیٹوکس کا سپہ سالار لاسیاس ۶۰ ہزار پیادے اور پانچ ہزار سوار لیکر حملہ آور ہوا۔یہودا نے دس ہزار سرفروش ساتھ لیکر مقابلہ کیا۔یونانیوں کے پانچ ہزار بہادر قتل ہوئے اور مقابی تمام ارض کنعان کا مالک ہو گیا۔

اب اُس نے یروشیلم میں قدم رکھا جو سنسان اور نصف ویران تھا ہیکل کو تباہ۔قربانگاہ کو ناپاک۔دروازوں کو سوختہ۔ریاضت خانوں کو گندہ اور دالانوں میں قدآدم گھاس کا جنگل پایا۔اُس نے ہیکل مقدس کو اصنام کی آلائش سے پاک کیا۔"معبد مشتری" کو پھر "عُبادتگاہ سلیمانی" بنایا اور تین سال کے بعد اس متبرک مقام پر شریعت موسوی کے مطابق خدائے وحدہٗ لاشریک کی پرستش شروع ہوئی۔یہ واقعہ ۱۶۴ء قبل مسیح کا ہے۔عبرانیوں کی حیرت انگیز کامیابی سے خوف زدہ ہو کر پروسی قوموں نے اپنی یہودی رعایا کو قتل کرنیکا ارادہ کیا۔مگر یہودا ہر ضرورت کی جگہ پر پہونچتا اور اپنے ہمقوموں کی اعانت کرتا تھا۔اُس نے ایدومیوں۔فلتیوں۔عمومیوں کے پنجے سے یہود کو چھوڑایا اور فلسطین کے گرد و نواح میں اسرائیلی شجاعت کا ڈنکا بجا دیا۔انٹیوکس اسوقت فارس کے دور افتادہ علاقہ میں مبتلائے مشکلات تھا بیمار ہوا اور سخت تکالیف اٹھا کر مر گیا۔اُس کا لڑکا ایک لاکھ پیادے ۲۰ ہزار سوار اور ۳۲ ہاتھی لیکر بنی اسرائیل کا نام و نشان مٹانے آیا۔یہودا مقابلہ نامناسب سمجھکر یروشیلم کیطرف پسپا ہوا۔بادشاہ نے محاصرہ کیا۔مگر خانگی تردداﺕ سے مجبور ہو کر صلح کا پیام دیا اور اسرائیلیوں سے

قدیم ملکی اور مذہبی حقوق بحال کردئے۔ لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد جنگ شروع ہو جاتی تھی۔ کبھی یہود کامیاب ہوتے تھے اور کبھی شامی مگر ۳ر آذر ۱۶۰ء کو بیت ہارون کی لڑائی میں یونانیوں کو کامل شکست ہوئی۔ یہودیوں نے دشمنوں کی راہ فرار مسدود کر دی۔ سپہ سالار نیکانوز قتل ہوا اور اُس کا سر یروشلیم کے صدر دروازہ پر آویزاں کیا گیا۔ یہودا نے یونانیوں کو پست کر دیا لیکن مغرب میں ایک جدید قوت تیار ہو رہی تھی رومتہ الکبریٰ کی طاقت روز افزوں ترقی کر رہی تھی۔ یہودا نے دور اندیشی سے اپنے ایلچی روما بھیجے اور ۱۶۱ء میں وہاں کی مجلس حکومت سے معاہدہ کر کے دنیا کی جنگی طاقت میں اپنا دبدبہ قائم کر لیا۔ یونانی شرارت سے باز نہ آتے تھے۔ ایک لڑائی میں یہودا شہید ہو گیا۔ مگر اُسکے بھائی جوناتھن نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لیکر اسرائیلیوں کی قیادت کی۔ اُسوقت شامی سلطنت کے دو دعویدار باہم لڑ رہے تھے۔ اور دونوں کو یہود کے امداد کی احتیاج تھی ایک نے جوناتھن کو کنعان کا گورنر مقرر کیا اور فوج جمع کرنے کی اجازت دی۔ دوسرے نے سونے کا تاج اور شاہی خلعت نذر کر کے متولی اعظم کا قدیم عہدہ بحال کیا۔ ہوشیار سردار نے دونوں دعویداروں کے تحفے قبول کئے۔ وہ گورنر بنا اور متولی اعظم بھی مگر کسی فریق کو زبان نہ دی۔ چند روز کے بعد دشمنوں نے اُس کو فریب سے گرفتار کیا تو اُس کا چھوٹا بھائی شمعون مقابی یروشلیم کا متولی اعظم ہوا۔ اُس نے ارضِ کنعان کو قلعہ بند کیا اور کافی سامان رسد فراہم کر کے ۱۴۳ء قبل مسیح میں اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اسرائیل کا سکہ جاری ہوا۔ اور یہودیوں کی آزاد سلطنت دوبارہ ارض موعود میں قائم ہو گئی۔

ذرہ بھی چمک کے ہو ستارہ
قائم جو زمین و آسمان ہے

نواں باب

ریاست بنی اسرائیل

بخت نصر کی غارتگری۔ بابل کی غلامی۔ شامیونکی سفاکی کے بعد بنی اسرائیل کی ارض کنعان میں خود مختار حکومت قوم کی جانبازی سرفروشی اور شوقِ شہادت کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ ایک ہزار برس پہلے طالوت اور داؤد نے اسی سرزمین پر سلطنت کا بنیادی پتھر رکھا تھا۔ مگر اُس وقت اطراف و جوانب میں کوئی زبردست منظم قوت موجود نہ تھی۔ ایران میں طوائف الملوکی تھی۔ بابل و نینوا عالم طفلی کے خواب راحت میں تھے۔ یونان بیدست و پا تھا اور مصر میں خانہ جنگی ہو رہی تھی۔ مگر جسوقت انیٹوکس بادشاہ شام کے مظالم سے عاجز آکر یہود امقابی نے علم آزادی بلند کیا ہر طرف طاقتور حکومتیں حرص و طمع کے دانت نکالے باغیوں کی سرکوبی کے لئے تیار تھیں۔ شمال و مشرق میں سلطان شام سطوت و جبروت سے کوس لمن الملکی بجا رہا تھا۔ جنوب میں سکندر کے جانشین مصری ٹالمیوں کا زور و شور تھا۔ مغرب میں رومتہ الکبریٰ کی جمہوری حکومت روزافزوں ترقی کر رہی تھی اور یونان کو مغلوب کر چکی تھی۔ یہود کا ملجا و ماوا مقدس یروشلیم دشمنوں کے تصرف میں تھا حتیٰ کہ عبادتگاہ سلیمانی میں بھی یونانی دیوتاؤں کی خدائی تھی۔ اس عاجزی و بےبسی اور ناامیدی کے ماحول میں آزادی کی کوشش اور کامیاب انقلاب کی سعی مشکور یہودا مقابی کے صدق و خلوص کی کرامت تھی۔ اور صفحاتِ تواریخ اُس کی ہمت۔ شجاعت اور دانشمندانہ قیادت پر جس قدر آفریں کریں بجا و درست ہے۔ اُس نے خون جگر سے نخل آزادی سیراب کیا اور جان بیچکر قوم کو ظالموں کے پنجہ سے رہائی دلائی۔

اُس کا جانشین جوناتھن مدبری اور حکمت عملی میں برادر بزرگ سے زیادہ کامیاب ہوا۔ شمعون

دشمنوں سے ہیکل مقدس کی تولیت کا خلعت اور ارض موعود کی حکومت کا تاج وصول کیا۔ مگر یہ سعادت شمعون مقابی کی قسمت میں تھی کہ اُس نے اپنے الوالعزم بھائیوں کے نصب کردہ باغ کا پھل کھایا اور خود مختاری کا اعلان کر کے سلطنت یہود کا پہلا بادشاہ ہوا۔ اُس نے رومۃ الکبریٰ سے رشتۂ اتحاد مستحکم کیا۔ اسرائیلی سکہ علاقہ محروسہ میں جاری کیا۔ شریعت موسوی کی ترویج کی زراعت و تجارت کو ترقی دی۔ رعایا کی رفاہ و فلاح کی تدابیر میں مصروف رہا۔ قوم پروری اور دادگستری کو اپنا شعار بنایا۔ شہروں کو قلعبند کیا۔ سامانِ خوراک میں افزائش کی بادشاہ شام نے خراج کا مطالبہ کیا تو اپنے لڑکے جان کو فوج کا سپہ سالار بنا کر جنگ کے لئے روانہ کیا اور ۱۳۹ ق م میں اشداد کے مقام پر شامیوں کو سخت شکست دی۔ اُس نے فلسطین میں امن قائم کیا اور اُسکی شہرت دنیا میں پھیلی۔ فرزندان یعقوب زیتون اور انجیر کے درختوں کے نیچے آرام کرتے اور کوئی اُن کو ستانیوالا نہ تھا۔ ہیکل مقدس کی آرائش و زیبائش میں اضافہ کیا اور بعض بے بہا ظروف عبادت خانہ کے نذر کئے۔

اُس کے عالی منزلت بھائیوں کو بستر علالت پر موت نصیب نہ ہوئی تھی۔ شجاع یہودا میدان جنگ میں شہید ہوا۔ مدبر جوناتھن فریب سے گرفتار کیا گیا اور قتل ہوا۔ اقبالمند شمعون اس منزل میں بھی سابقین اولین کا ہمقدم نکلا۔ اگلوں کو دشمنوں نے ہلاک کیا اس کی جان خویش نے لی۔ اُس کا داماد حکومت اور ریاست کی ہوس میں سسر کا خون بہانے پر مستعد ہوا شمعون اور اس کے لڑکوں کو دعوت کے بہانے اپنے گھر بلایا اور فریب سے قتل کیا۔ مگر اُس بیگناہ خون سے داماد کو کچھ نفع نہوا۔ سسر اور دو سالے مارے گئے۔ لیکن تیسرا ضیافت میں حاضر نہ تھا۔ اور وہی شمعون کا پسر اکبر تھا۔

جلاد اُس کی تلاش کو نکلے مگر وہ ان کے دام سے بچکر یروشیلم پہونچا اور سلطنت کا کاروبار جان ہرکنس ہاتھ میں لیکر جان ہرکینس کے لقب سے یہود کا دوسرا خود مختار بادشاہ ہوا۔ اندرونی سازشونکو

مٹا کر اور ظالم بہنوئی کی جاگیر ضبط کر کے آبائی ریاست کے استحکام کی طرف متوجہ ہوا۔ پہلے بادشاہ شام سے خراج اور فوجی امداد کا سبز باغ دکھا کر اتحاد کیا مگر بعد کو شامی سلطنت کی کمزوری کا احساس کر کے رومیوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور اُن سے نصرت وحمایت کا معاہدہ کیا۔ اُس نے تیس برس شان وشوکت سے حکومت کی اور اُس کا عہد بنی اسرائیل کے لئے فارغ البالی اور مرفہ الحالی کا مسلسل جشن تھا۔ بستر مرگ پر سلطنت کا انتظام اپنی بیوی کے سپرد کیا اور خلف اکبر کو متولی اعظم کا منصب عنایت کر کے ۱۰۵ء قبل مسیح میں دنیا سے رخصت ہوا۔

صاحبزادے نے ماں کو قید کر کے فاقوں سے ہلاک کیا۔ اور خود ارسٹی بولس کے لقب سے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ بھائیوں کو اسیر کیا۔ اعزہ ناراض ہوئے اور رعایا بدظن۔ سال ہی بھر کے بعد حسرت واندوہ سے مرگیا اور اس کا بھائی سکندر مقابی قید خانہ سے نکلکر سلطنت یہود کا چوتھا بادشاہ ہوا۔

سکندر مقابی

سکندر بہادر اور جنگجو تھا۔ سلطنت کا رقبہ وسیع کیا۔ اور اُس کے عہد میں حکومت کے وہ قدیم حدود بحال ہوئے جو حضرت داؤد کے زمانہ میں تھے۔ لیکن وہ کینہ پرور اور بدطینت بھی تھا۔ شراب اُس کی گھٹی میں پڑی تھی اور عورتوں کا مشتاق رہتا تھا۔ اکابر قوم اس کے افعال ناپسندیدہ سے بیزار تھے۔ اُس زمانہ میں بیرونی حملوں اور دشمنوں کی لوٹ مار سے مطمئن ہو کر یہودی مذہبی مسائل کی موشگافی میں مصروف تھے جس طرح آج کل ہندوستان کے مسلمان بدقسمتی سے فرعی مسئلوں کے اختلاف پر ایک دوسرے کی تکفیر کار ثواب سمجھتے ہیں ویسا ہی امن و عافیت کے عہد میں بنی اسرائیل کا حال تھا۔ ایک گروہ علی الاعلان شریعت موسوی سے روگرداں اور

یونانیوں کی ہراد ایر قربان تھا۔ دوسرا گروہ حفاظت مذہب کے نام سے اہل مذہب کا حقیقی دشمن تھا۔ ایک جماعت صدوقی کہلاتی تھی۔ مذہب کو عقل سے مطابق کرنے کی سعی میں تقدیر کی قائل نہ تھی۔ روح کی بقا۔ عذاب دائمی۔ اور وجود ملائکہ سے انکار کرتی تھی۔ دوسری جماعت فریسی شریعت کے الفاظ ظاہر کی پابند تھی۔ اور کسی تاویل کو جائز نہ سمجھتی تھی۔ تیسرا طبقہ ایسی ترک لذات دنیوی کو نجات کے لئے لازم سمجھکر شراب اور گوشت سے محترز تھا۔ شب و روز ریاضت و عبادت میں منہمک رہنا شرط ایمان تصور کرتا تھا۔

سامری ان سب سے الگ مذہبی روایات میں قسم قسم کے افسانے شامل کرتے تھے۔ سب فرقے ایک دوسرے کو گمراہ اور مرتد خیال کرتے تھے۔ ہر جماعت کی تمنا تھی کہ کنعاں میں صرف اُسیکا وجود رہے اور بقیہ گروہ فنا ہو جائیں۔ مباحثے اور مناظرے جدال و قتال کے میدان بنتے تھے۔ آزاد خیالی اور اختلاف نظریات کی بدولت عابدوں اور زاہدوں سے مذہب کے نام پر ندموم سے افعال سرزد ہوتے تھے۔ سکندر صدوقیوں کا طرفدار تھا۔ اُس کے خلاف سازشوں کا جال پھیلا۔ راز قبل از وقت فاش ہو گیا اور بادشاہ نے ہزاروں یہودی صلیب پر آویزاں کر دیئے۔ فریسی قتل ہوتا۔ تو صدوقی خوشیاں مناتے ایسی مارا جاتا تو سامری تالیاں بجاتے۔ قوم تباہ ہو رہی تھی اور ہمقوم خوش تھے ؎

برین عقل و دانش بباید گریست

۲۷ سال حکومت کرکے ۷۹ ق م میں سکندر دنیا سے رخصت ہوا اور اس کی بیوہ ملکہ الیکزنڈرا سلطنت یہود کی فرمانروا ہوئی۔ ہیکل مقدس کی تولیت عورت نکر سکتی تھی۔ لہٰذا یہ منصب اُس کے بیٹے ہرکنیس کے سپرد ہوا۔ اور انتظام جہانداری دانشمند ملکہ نے کیا۔ اُسنے شوہر کی وصیت کے مطابق فریسیوں کی امداد کی۔ اور اسکے عہد میں امن رہا۔ فوج اور خزانہ کی نگرانی ہوئی۔ سلطنت کے دبدبہ میں فرق نہیں آیا۔ مگر اُس کی آنکھ بند ہوتے ہی

سکندر کے بیٹوں نے خانہ جنگی شروع کی۔ ارسٹی بولس کامیاب ہو کر یہود کا چھٹا بادشاہ ہوا اور متولی اعظم ہرکینس یروشلیم سے فرار ہو گیا۔

ایدوم کے گورنر انٹی پیٹر نے ہرکینس کی اعانت کی اور بعض عربی قبائل کی مدد سے فوج اکٹھا کر کے شاہ یہود سے جدال و قتال شروع کیا۔ جنگ کا انجام ظاہر نہ ہوا یا تھا کہ رومیوں نے مداخلت کی اور فریقین کو اپنا فیصلہ منظور کرنے پر مجبور کیا۔

رومتہ الکبریٰ کی جمہوری سلطنت کا نامور سپہ سالار پامپی جس نے ۳۵ سال کی امارت میں ۲۱ بادشاہوں کو زیر کیا ۸۰۰ جہاز۔ ایک ہزار قلعے ۹۰۰ شہر فتح کئے اور ۲۹ جدید شہر آباد کئے۔ ارمینیا اور شام کی حکومتیں تباہ کر کے ۶۳ قبل مسیح میں جنوب کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا کہ اُس کو شہزادگان یروشلیم کے نزاع و جدال کی خبر ملی۔ وہ اُنکے جھگڑے کا تصفیہ کرنے آیا ہرکینس کے حقوق مرجح قرار دئے مگر یہودیوں کی ایک جماعت نے اُسکی حکومت تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ اور رومی سپہ سالار کو یروشلیم کا محاصرہ کرنے کے لئے بہانہ ملا۔ اسرائیلیوں نے ہمت و استقلال سے تین مہینے تک شہر کی حفاظت کی۔ سامان خوراک ختم ہوا۔ فاقہ کشی کی نوبت پہونچی ضبط و تحمل کی قوت گھٹی فصیل میں رخنے پڑ گئے اور شہر بزور شمشیر فتح ہوا۔ ۱۲ ہزار یہودی قتل ہوئے یروشلیم کی شہر پناہ مسمار کی گئی۔ پامپی ہیکل سلیمانی میں داخل ہوا۔ بلکہ اُس مقدس ترین حصہ میں بھی حاضر ہوا جو ہمیشہ غلاف پوش رکھا جاتا تھا۔ جسکے پردے سال میں صرف ایک بار اُٹھائے جاتے تھے۔ اور عوام کو اُسکے اندر جانے کی اجازت نہ تھی۔ جنگ کا انجام یہ ہوا کہ سامرہ خود مختار۔ گلیلی وغیرہ بعض شہر ریاست کنعان سے خارج کر کے صوبۂ شام میں شامل کئے گئے۔ ہرکینس متولی اعظم بنایا گیا اور سالانہ خراج مقرر ہوا۔ ارسٹی بولس کو فاتح گرفتار کر کے اپنے لشکر کے ہمراہ لے گیا۔ پامپی

اس طرح ایک صدی کے بعد یہود کی خود مختار سلطنت کا خاتمہ ہوا۔ مگر حکومت کا نام ہنوز

باقی تھا۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ سکندر یونانی کے انتقال کے بعد اسکا مفتوحہ علاقہ فوجی سرداروں میں تقسیم ہوا تو مملکت مصر ٹالمی کے حصہ میں آئی تھی۔ تقریباً تین سو برس تک اُسکے جانشین وادی نیل پر حکومت کرتے رہے ۵۱ قبل مسیح میں ٹالمی[۵۱] اولیٹس فوت ہوا تو اُسکی اولاد نابالغ تھی۔ بستر مرگ پر وصیت کی کہ اُس کا بڑا لڑکا ٹالمی[۵۲] اور لڑکی کلوپیٹرا مشترکاً فرمانروائے مصر ہوں اور دوران نابالغی میں روما کی جمہوری سلطنت ان کمسنوں کی سرپرستی اور حفاظت کرے۔ رومیوں نے خندہ پیشانی سے یہ ذمہ داری منظور کی اور اپنے سپہ سالار پامپی کو ان نوعمر وارثوں کا ولی مقرر کر دیا۔

یرشلیم کی آزادی سلب کرنے کے بعد وہ مصر کی طرف جاتا مگر شدید ضرورتوں سے اُسکو دار السلطنت کی طرف واپس جانا پڑا۔ وہاں فرقہ بندی کی نزاعات میں پھنسا۔ روما کے شہرۂ آفاق جنرل جولیس سیزر کا آفتاب اقبال چمکا۔ پامپی کا ستارہ گردش میں آیا۔ لڑائی میں شکست ہوئی اور وہ عزت بچانے کے لئے مصر کی طرف فرار ہوا۔ نابالغ ٹالمی اس وقت صرف ۱۳ برس کا تھا۔ رفیقوں نے صلاح دی کہ وہ پامپی کو قتل کرا کے روما کے نئے سردار سیزر سے رشتہ اتحاد مستحکم کرے تاکہ آئندہ فسادات میں شریک سلطنت بہن سے مقابلہ کے وقت رومیوں کی حمایت سے فائدہ پہونچے

پامپی کی کشتی ساحل مصر پر پہونچی۔ ٹالمی فوج ولشکر لئے اپنے ولی کے استقبال کو حاضر تھا مگر جیسے ہی بدنصیب سردار نے خشکی پر قدم رکھا ایک مصری نے پشت سے خنجر کا وار کیا۔ دو پہلوانوں نے ہاتھ پکڑ لئے۔ مقابلہ فضول تھا۔ ٹالمی نے چادر سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ زمین پر گرا اور تڑپ تڑپ کر جان دی۔ جولیس سیزر فتحمندی کے نشہ سے جھومتا پامپی کے تعاقب میں آرہا تھا۔ مگر اُسکی آمد سے پہلے ہی پامپی قتل ہو چکا تھا۔ وہ ۸۰۰ سوار اور ۳۲۰۰ پیادے کی مختصر جمعیت سے

---

[۵۱] ٹالمی کلاں۔ [۵۲] ٹالمی خورد۔

اسکندریہ کے ساحل پر لنگر انداز ہوا اور مصر کی حکومت نابالغ بادشاہ کے ولی اور سرپرست کی حیثیت سے اپنے ہاتھ میں لینا چاہی۔ اُس نے دیکھا کہ ملک میں بدامنی ہے ٹالمی اور کلوپیٹرا میں عداوت پڑ گئی ہے۔ بہن منافع سلطنت سے محروم ہے۔ اور بھائی کل علاقہ پر قابض ہے۔ اُس نے فریقین کو اپنی فوجیں منتشر کرنے کا حکم دیا اور دونوں نابالغوں کو نزاعات کے تصفیہ کے لئے اپنے حضور میں طلب کیا۔ مصر خود مختار تھا۔ یہ خودسرانہ احکام حقوق شاہی میں مداخلت تصور کئے گئے۔ قوم پرست ناراض ہوئے اور جنگ پر تیار ہو گئے۔ سیزر نے سمجھایا کہ وہ بادشاہ متوفی کی وصیت کے مطابق نابالغوں کا ولی ہے اور اُس کو انکی باہمی رنجشوں کے تصفیہ کا حق ہے۔ رعایا خاموش ہوئی مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی اور فریقین کے وکلا بحث کرنے لگے۔ کلوپیٹرا نہایت چالاک زیرک دانا تھی سوچی کہ اُس کا حسن گلو سوز مقدمہ کے فیصلہ میں بہت موثر ہوگا۔ انوکھی ترکیب سے سیزر کی خلوت میں پہونچی۔ ملازم خاص ملکہ کی ہدایت کے مطابق اُسکو کپڑوں سے ڈھانک گٹھری بنا۔ رسیوں سے کس۔ لکڑی کے سہارے کاندھے پر رکھ کر سیزر کے دروازہ پر لایا۔ پھاٹک کے محافظوں کی معرفت اطلاع کرائی کہ وہ رومی سردار کے لئے تحائف لایا ہے۔ داخلہ کی اجازت ہوئی۔ خلوت خاص میں رسائی پاکر نذر اطاعت کی پونجی سردار کے قدموں پر نثار کی۔ سپہ سالار نے حیرت و استعجاب سے گٹھری کی گرہ کھولی تو خوبصورت کلوپیٹرا اُس میں سے نکلکر سامنے کھڑی ہوئی اور سر تسلیم خم کیا ؎

تھے وہ انداز سر جھکانے کے ۔۔۔ داورِ حشر ہوگیا اُن کا

رنگین مزاج جنرل حسن و جمال کی مجسم تصویر دیکھکر دنگ ہوگیا۔ جن آنکھوں میں خوبصورت عورتیں بسی ہوں اُن کے لئے دنیا تاریک ہے۔ ملکہ کی سب آرزوئیں پوری ہوئیں اور سیزر نے فیصلہ کیا کہ بھائی بہن مشترکاً حکومت کریں۔ مصر کا وزیر اعظم کلوپیٹرا کے خلاف تھا۔ اُس نے سیزر کے خلاف ملک میں پروپگنڈا کیا۔ ملکہ کی بداخلاقی مشہور کی اور رعایا کو بھڑکایا کہ سیزر

چند روز میں ٹالمی کو امور مملکت سے بیدخل کر کے کلو پیٹرا کو فرمانروائے مطلق بنانے والا ہی
بغاوت کی آگ بھڑکی۔ مصری سپہ سالار ۲۰ ہزار فوج لیکر سیزر کو اسکندریہ سے نکالنے آیا
رومی سردار نے اپنی مختصر جماعت کو شہر کی گلیوں اور کوچوں میں پھیلا کر دانشمندی سے عزت
بچائی۔ مصریوں نے اُس کے بیڑے میں آگ لگانا چاہی۔ سیزر نے تیز دستی سے اُن کے
جہازات جلادیئے۔ شعلہ فشاں جہاز بہتے ہوئے گھاٹ کے قریب آگئے۔ شہر کے مکانات
میں آگ لگی اور اسکندریہ کا مشہور عالم کتب خانہ جس میں چار لاکھ بے نظیر اور نایاب کتابیں جمع
تھیں جلکر راکھ کا ڈھیر ہوگیا۔ (یہی کتب خانہ تھا جسکے برباد کرنے کا الزام آٹھ سو برس کے بعد
عرب کے جاہلوں پر لگایا گیا اور غلط منطقی استدلال کی مثال یوروپ میں ضرب المثل کی
طرح استعمال ہونے لگی۔ کہ وہ کتابیں اگر قرآن کے مطابق ہیں تو اُن کا رکھنا فضول ہے۔
اور اگر قرآن کے خلاف ہیں تو ان کو جلادینا چاہئے۔ بہر حال وہ جلادی جائیں) ملک کی حالت
روز بروز بدتر ہونے لگی۔ جنگ کو طول ہوا۔ سیزر نے دوسرے ممالک سے مدد منگائی۔ ایشیاء کوچک
سے جہازات کا بیڑہ آیا۔ شام اور سواحل کے علاقوں نے فوج بھیجی۔ ایدوم کا انٹی پیٹر
جو ہرکینس شاہ یہود کا دست راست تھا۔ تین ہزار یہودی لیکر سیزر کی مدد کو آیا۔ مصر کے
راستے یہودیوں کے قبضہ میں تھے۔ اُنھوں نے امدادی فوجیں اپنے ملک سے بے مزاحمت
گزرنے دیں اور اُن کو رسد پہونچائی۔ اِس تازہ دم فوج کی آمد سے لڑائی کا پانسہ پلٹا۔ دریائے
نیل کے قریب باغیوں سے فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ سیزر کو کامل فتح نصیب ہوئی۔ ٹالمی بھاگا
اور دریا میں غرق ہوکر فنا ہوگیا۔ اسکندریہ اور کل مملکت مصر نے رومتہ الکبریٰ کی اطاعت کی
سیزر عرصہ تک مصر میں بے غل و غش عیش کرتا رہا۔ آخر کار ملکی ضرورتوں سے اس کو روما واپس
جانا پڑا۔ اور کلو پیٹرا وادیٔ نیل کی مطلق العنان فرمانروا ہوگئی۔

انٹی پیٹر — انٹی پیٹر نے بڑے نازک وقت میں مدد کی تھی۔ اُس کے گرانبہا خدمات کے عیوض

میں وہ یہودیاہ ۔ سامرہ ۔ اور گلیلی کے تمام ملکی اور مالی امور کا مہتم و منتظم مقرر ہوا۔ ہرکینس ہیکل مقدس کا پیشوائے اعظم رہا۔ لیکن کنعان کی حکومت درحقیقت انٹی پیتر کو تفویض کی گئی اس کی سفارش سے یہود کو قوانین شریعت پر عمل کرنے کی اجازت ملی۔ وہ جبریہ فوجی خدمت سے معاف کئے گئے ۔ سالانہ خراج میں کمی ہوئی ۔ یروشلیم کی فصیل دوبارہ بنانے کی ممانعت منسوخ کی گئی۔ انٹی پیتر صوبہ ایدوم کا رہنے والا کنعانیوں کا پڑوسی تھا۔ اُس کے آبا و اجداد نے بنی اسرائیل کی فرمانبرداری کی تھی اور شریعت موسوی کے پابند ہو گئے تھے ۔ وہ مذہباً یہودی تھا مگر نسلاً اسرائیلی نہ تھا۔ جولیس سیزر کی عنایت سے اُس کو شاہی اختیارات حاصل ہوئے تو وہ مذہب اور ملک کا بہی خواہ ثابت ہوا۔ اُس نے علاقہٗ محروسہ کا دورہ کیا اور سب بدانتظامیاں دور کیں۔ اپنے بڑے لڑکے کو یروشلیم کا گورنر مقرر کیا۔ اور دوسرے لڑکے ہیرڈ کو گلیلی کا حاکم بنایا۔ ہیرڈ نوجوان ذہین شجاع اور ہونہار تھا۔ دبدبہ سے حکومت کی ۔ چوروں اور راہزنوں کو تہ تیغ کیا اور صوبہ میں امن قائم کیا۔ لیکن انٹی پیٹر کی حکومت رعایا کو پسند نہ تھی وہ دیکھتے تھے کہ بادشاہ ہرکینس بے اختیار رہے ۔ اور سیاہ و سفید کا انٹی پیٹر مختار رہے ۔ ہیرڈ کی مطلق العنانی خصوصاً ناگوار تھی۔ اُس پر قتل و غارت کے الزام عائد کئے گئے اور اکابر قوم کی مجلس انتظامی کے سامنے جوابدہی کے لئے طلب کیا گیا۔ وہ اپنے باپ کے حکم سے الزامات کا جواب دینے حاضر ہوا۔ مگر شام کے رومی گورنر کا ایک خط ہرکینس کے نام لایا جس میں متولی اعظم کو بہ حیثیت میر مجلس جلسہ انتظامی کے ہدایت کی گئی تھی کہ ہیرڈ کی مدد اور حفاظت کرے ۔ کہتے ہیں کہ ہیرڈ جو ملزم کی حیثیت سے طلب کیا گیا تھا شہزادوں کی طرح شان و شوکت سے مجلس میں آیا ۔ وہ سُرخ لباس پہنے تھا۔ بالوں کی پٹیاں بنی تھیں اور مسلح محافظ اُس کے ساتھ تھے ۔ یہ آن بان دیکھ کر اکابر خوفزدہ ہوئے۔ فرد جرم سنانے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی اور وہ بری کر دیا گیا۔

اس واقعہ کے تین سال بعد ایدومیوں کا پشت پناہ جولیس سیزر دارالسلطنت میں قتل ہوا۔ اور رومی دنیا میں ہلچل پڑ گئی۔

سیزر سیزر مصر سے واپسی کے بعد رومۃ الکبریٰ کی وسیع سلطنت کا قائد اعظم (ڈکٹیٹر) مقرر ہو گیا تھا اور اُس کو تمام شاہی اختیارات حاصل تھے۔ وہ پانچسو لڑائیوں میں کامیاب ہوا تھا۔ ایک ہزار شہر فتح کئے تھے۔ اور ایک کروڑ سے زیادہ بنی آدم کا خون اُس کی گردن پر تھا۔ لیکن امن وسکون کی زندگی اُس کی قسمت میں نہ تھی۔ جب ملکی خطرے دور ہوئے تخت وتاج کے راستہ میں پھول بچھے۔ مجلس واضعان قوانین میں سونے کے تخت پر بیٹھا تھا اور عنقریب بادشاہی کا خطاب ملنے والا تھا۔ کہ ایک دغا باز نے اُس کے سینے میں خنجر بھوکا۔ پانچ سات سازشی جھپٹ پڑے۔ وہ ۲۳ زخم کھا کر گرا اور مر گیا۔ یہ واقعہ ۴۴ قبل مسیح کا ہے۔ یہود نے مراسم تعزیت بجا لانے کے لئے مجلس واضعان قوانین کی خدمت میں سفیر بھیجے اور قدیم مراعات ومناصب کی تجدید چاہی۔ روما میں اُسوقت پریشانی پھیلی ہوئی تھی۔ یہود کی درخواست منظور ہوئی۔ ہرکینس کی تولیت اور انٹی پیٹر کی حکومت بحال رہی۔ لیکن اسی زمانہ میں ایک ہر دلعزیز یہودی جنرل نے انٹی پیٹر کو زہر سے ہلاک کر دیا۔ ہیرڈ نے شام کے رومی گورنر سے شکایت کی۔ قاتل قصاص میں مارا گیا۔ اس کی موت کا یہودیوں کو بہت رنج ہوا۔ ہیرڈ سے عام ناراضی پیدا ہوئی۔ اور اُس کے خلاف ایک درخواست قیصر متوفی کے شریک امارت مارک انٹنی کے پاس روانہ کی گئی۔

انٹنی نوعمری میں انٹنی ایک معمولی فوجی سوار تھا۔ سیزر نے اُس کو باڈیگارڈ کے رسالے میں لیا آہستہ آہستہ اعلیٰ ملکی مناصب تک پہونچایا۔ اور اپنی امارت وحکومت کا شریک بنا لیا سیزر کی موت کے وقت اُس کا بھتیجا اکٹویس روما میں موجود نہ تھا۔ لہٰذا متوفی کا کل مال ومتاع انٹنی کے قبضہ میں آیا۔ اور وہ رومۃ الکبریٰ کا زبردست ترین مدبر ہو گیا۔ یہودیوں کی

استدعا پر وہ شام آیا۔ شکایات سنین اور انٹی پیٹر کی سابقہ خدمات کا لحاظ کر کے ہیرڈ کو اپنی حفاظت میں لیا۔ مگر وہ زیادہ قیام نکر سکا اور ملکی ضرورت سے اُس کو فوراً اطالیہ جانا پڑا۔ یہود کو زک ہوئی مگر چند ہی روز میں ایسا پانسہ پلٹا کہ اسرائیلیوں کو اپنی خفت مٹانے اور ایدومیوں کو ستانے کا موقع مل گیا۔

اقوام پارتھیا

فارس کے شمال میں ترکوں کی ایک جنگجو قوم آباد تھی جو تاریخ کے صفحات پر پارتھین کے نام سے مشہور رہے۔ شام میں سکندر کے جانشین یونانی بادشاہوں کی کمزوری سے فائدہ اُٹھاکر اُنھوں نے ۲۵۰ء قبل مسیح میں علم بغاوت بلند کیا تھا۔ رفتہ رفتہ ایران و توران کے کل علاقہ پر قابض ہو گئے۔ اور تقریباً پانچسو برس تک فارس پر حکومت کی۔ اپنے عروج کے وقت اُنھوں نے رومتہ الکبریٰ کے دانت کھٹے کر دئے تھے۔ اور رومی سپہ سالار کریس کی اندوہناک شکست پر اس وقت تک روما کے مورخ آنسو بہاتے ہیں۔ اس قوم کے آخری بادشاہ اراوان کو ۲۲۶ء عیسوی میں ہلاک کر کے آردشیر نے دولت ساسانیہ کا بنیادی پتھر رکھا تھا۔ اور عربوں کے حملہ تک ایران پر ساسانیوں کی حکومت رہی۔

المختصر انٹنی کی غیر حاضری سے فائدہ اُٹھاکر شامیوں اور یہودیوں نے ترکمانوں کو اپنے ملک پر حملہ کی دعوت دی۔ شام فلسطین اور ایشیا کوچک پر پارتھیوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور اُن کی سرپرستی میں معزول شاہ یروشلیم ارسٹی بولس کا لڑکا انٹگونس بنی اسرائیل کا با اختیار بادشاہ ہوا۔ ہرکینس گرفتار ہوا۔ اور اس کے بال کاٹ دئے گئے تاکہ وہ دوبارہ متولی اعظم نہ ہو سکے کیونکہ موتراشیدہ ہیکل یہود کا متولی نہو سکتا تھا۔

ہیرڈ کے بھائی نے قیدخانہ میں خودکشی کی۔ لیکن ہیرڈ بچکر نکل گیا۔ اپنے اہل و عیال۔ مال و دولت کو محفوظ جگہ چھوڑ کر روما پہونچا۔ جولیس سیزر کے قتل کے بعد روما میں جو فساد ہوئے۔ قاتلوں سے جو سلوک کیا گیا۔ قیصر کے بھتیجے آکٹویس اور انٹنی سے جو جھگڑے بکھیڑے رہے اُن کی

تفصیل سے ہماری داستان کو کچھ سروکار نہیں۔ البتہ یہ جاننا چاہیئے کہ جبوقت ہیرڈ خانہ برباد ہوکر دارالسلطنت پہونچا تو اکٹویس اور انٹنی سلطنت روما کو باہم تقسیم کر چکے تھے۔ مشرق انٹنی کے حصے میں آیا تھا۔ اور مغرب دوسرے کو ملا تھا۔ باہمی تعلقات شگفتہ تھے۔ اکٹویس کی بہن اکٹویا سے انٹنی نے عقد کرلیا تھا۔ اور امور سلطنت دونوں سرداروں کے مشورے سے طے ہوتے تھے۔ ہیرڈ نے اپنی داستانِ غم انٹنی کو سنائی۔ اُس نے آکٹویس کو ہمخیال بنایا اور مجلس واضعان قوانین کے سامنے ان دونو نے انٹی پیٹر مرحوم کے خدمات اور ہیرڈ کے مصائب کا پرزور الفاظ میں اظہار کیا۔ مجلس ملی نے متفقہ طور پر ہیرڈ کو کنعان کا حاکم تسلیم کر لیا انٹی گونس مجرم۔ قومی دشمن اور قابل سزا قرار دیا گیا۔ اور یہ کل کارروائی بالکل اسی طرح ہوئی جیسے کسی ماتحت صوبہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ مجلس کے تصفیہ کے بعد ہیرڈ کی رسم مسند نشینی بھی وہیں ادا کر دی گئی۔ اور رومی دیوتاؤں کے نام پر قربانیاں کی گئیں۔ حکومت کی ہوس میں ملک کی خودمختاری قربان کرنے کے بعد ہیرڈ فلسطین آیا۔ اس دوران میں رومی جنرلوں نے پارتھیوں کو شام سے بیدخل کر دیا تھا۔ اور کنعان میں اُنکا اثر زائل ہوچکا تھا۔ ہیرڈ نے فوج جمع کی۔ انٹی گونس سے متعدد معرکے ہوئے۔ بدنصیب بادشاہ کو شکست ہوئی اور یروشیلم میں محصور ہو گیا۔ کنعان کا کل رقبہ ہیرڈ کے تصرف میں تھا۔ لیکن یروشیلم کی وفادار رعایا اور مستحکم دیواروں نے تین سال تک شہر میں قدم رکھنے نہ دیا۔ اُس نے رومی سپاہیوں سے مدد کی التجا کی اور اُن کی اعانت سے بہ ہزار مشکل شہر فتح ہوا۔ رومی محاصرے کی طوالت سے برافروختہ تھے۔ اُنھوں نے فتح کے بعد قتل و غارت کا اعلان کیا۔ اندیشہ تھا کہ دارالحکومت بالکل تباہ ہو جائیگا۔ مگر ہیرڈ نے اپنے معاونوں کو رقم کثیر دیکر اس بلا کو ٹالا۔ انٹی گونس گرفتار ہوا اور قتل کیا گیا۔

ہیرڈ کی مسند نشینی

مقابی خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔ اُن کے اعوان و انصار قتل کئے گئے اور اُن کی

جائیداد یں ضبط ہوئیں۔متولی اعظم کا عہدہ وراثتاً ہرکینس کے لڑکے کو ملنا چاہیئے تھا جو ہیرڈ کا سالا بھی تھا۔ اور ہر طرح اس منصب جلیلہ کا مستحق تھا۔ مگر مقابیونکی ضد میں بابل کے ایک اسرائیلی کو یہ مذہبی خدمت عطا ہوئی اور وہ لڑکا محروم کیا گیا۔ بیوی کو ناگوار ہوا اُس نے ہیرڈ کی خانگی زندگی تلخ کردی اور اپنے بھائی کے حقوق کے لئے پوشیدہ تدبیریں شروع کیں مصر کی ملکہ کلوپیٹرا کی خدمت میں نیاز حاصل تھا۔ اُس کی معرفت انٹنی سے سفارش چاہی۔

انٹنی اور کلوپیٹرا

انٹنی اور آکٹویس میں چشمک ہو گئی تھی۔ انٹنی ایک ملکی ضرورت سے مصر بھیجا گیا یہاں کلوپیٹرا کے حسن و جمال کا شکار ہوا۔ اور اُس کے دام عشق میں ایسا پھنسا کہ مصر کی بود و باش اختیار کر لی۔ اپنی بیوی اکٹویا کو طلاق دی۔ ایشیا کے مقبوضہ صوبے ملکۂ مصر کے نذر کئے۔ فتح و ظفر کا جشن اسکندریہ میں منایا اور شب و روز عیش و عشرت میں مستغرق رہنے لگا۔ کلوپیٹرا کے اشارے سے اُس نے ہیرڈ کو تولیت کا انتظام منسوخ کرنے پر مجبور کیا اور اس طرح بہزار خرابی ہرکینس کا لڑکا ارسٹی بولس متولی اعظم کے منصب پر سرفراز ہوا چند ہی روز میں اس قدر ہر دلعزیزی حاصل کی کہ ہیرڈ رشک کرنے لگا اور اُس کے خون کا پیاسا ہو گیا۔ ارسٹی بولس ایک دن حوض میں غسل کر رہا تھا کہ ہیرڈ کے اشارے سے غرق کر دیا گیا۔ اکابر یہود سخت ناراض ہوئے۔ کلوپیٹرا کو اس جرم کی اطلاع دی گئی۔ وہ ہیرڈ سے پہلے ہی ناراض تھی کیونکہ اُس نے چند سال ہوئے ملکۂ مصر کے پیام محبت کی قدر نہ کی تھی۔ اب اُس کو بدلہ لینے کا موقع ملا۔ اور انٹنی سے اصرار کیا کہ ارسٹی بولس کے قصاص میں ہیرڈ قتل کیا جائے۔ انٹنی کی مجال نہ تھی کہ ملکہ کے احکام سے سرتابی کرے۔ مگر ہیرڈ کی زندگی باقی تھی۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں سلطنت روما نے انٹنی کے شرمناک حرکات سنکر ملکہ کلوپیٹرا کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ یہ لڑائی دراصل انٹنی کے خلاف تھی کیونکہ وہی مدار المہام تھا اور جنگ کا باعث یہ تھا کہ اکٹویس نصف سلطنت پر قانع نہ تھا۔ وہ انٹنی کو تباہ کرکے تمام متمدن اور مہذب دنیا کا مطلق العنان

بادشاہ بننا چاہتا تھا۔ انٹنی کو روپیہ کی ضرورت تھی۔ ہیرڈ نے رشوت دیکر اپنی جان بچائی۔ اور یروشیلم پر بدستور حکومت کرتا رہا۔ انٹنی نے جزیرہ ساموس کے قریب اپنا بیڑہ جمع کیا۔ دو لاکھ پیادے اور بارہ ہزار سوار اس کی رکاب میں تھے۔ چھ سلطنتوں کے بادشاہ بہ نفس نفیس ہمراہ تھے اور یروشیلم وغیرہ پانچ ریاستوں کی فوجیں اُس کی قیادت میں تھیں۔ پانچ سو جہازات عجیب و غریب نمونوں کے جمع تھے۔ جنمیں سے بعض میں متعدد درجے اور بروج و مینار رکھے۔

کلوپیٹرا کی کشتی سب سے زیادہ خوبصورت تھی۔ اُس کے گلابی جھنڈے اور سُرخ بادبان ہوا میں لہراتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ سونے کا محل شفق کے نیچے حرکت کر رہا ہے۔ انٹنی کا جہاز بھی قریب قریب ایسا ہی آراستہ تھا۔ فوجی باجے بجتے تھے اور اُن کی ولولہ خیز موسیقی کے ترانے آسمان تک پہونچتے تھے۔ مورخ لکھتے ہیں کہ دنیا نے اس بیڑے سے زیادہ شاندار دلکش اور باعظمت فوجی منظر کبھی نہیں دیکھا۔ متوالی ملکہ عارضی شوکت وحشمت سے مدہوش ہوکر تمام عالم میں اپنا کوئی مقابل نہ سمجھتی تھی اور رومیوں کے دارالسلطنت کو تباہ کرنے کا گھمنڈ رکھتی تھی۔ آکٹویس کے پاس اُس کے نصف جہازات بھی نہ تھے اور صرف ۸۰ ہزار پیادے ہمراہ تھے۔ لیکن انٹنی کے ملاح ناآزمودہ کار قالین کے شیر تھے۔ تجربہ کار جنرلوں نے صلاح دی کہ وہ سمندر میں جنگ نکرے۔ کلوپیٹرا کو مصر بھیجدے اور خشکی میں دنیا کی قسمت کا فیصلہ ہو۔ مگر جس کو خدا تباہ کرنا چاہتا ہے پہلے اُس کی عقل سلب کر لیتا ہے۔ عشق و محبت کا مجنون کلوپیٹرا کو آزردہ نکر سکتا تھا۔ ملکہ نے بحری جنگ کی رائے دی اور اُسکے ارشاد کی تعمیل واجب تھی۔

۲ ستمبر ۳۱ قبل مسیح کو شہر اکٹیم کے قریب لڑائی شروع ہوئی اور دنیا کی حکومت کا پانسہ پھینکا گیا نازک مزاج معشوق نکہت گل سے بد دماغ ہوتے ہیں اور شورِ بلبل بار خاطر ہوتا ہے۔ قتال وجدال کا شور و ہنگامہ کلوپیٹرا سے کیسے دیکھا سنا جاتا۔ جب لڑائی پورے

زور پر تھی اور قریب تھا کہ مصریوں کو فتح نصیب ہو کلوپیٹرا کا دل گھبرا یا اور مصری بیڑے کے ساٹھ جہاز اپنے ہمراہ لیکر وطن کی سمت واپس ہوئی۔ انٹنی نے معشوق کے جہازات مصر کیطرف جاتے دیکھے تو سودائے محبت میں دنیا کی سلطنت کو طاق پر رکھ کر خود بھی اُسی کے عقب میں روانہ ہوا۔ خشکی کی عظیم الشان فوج نے یہ حیرت انگیز تماشا دیکھکر ہتھیار رکھ دئے اور آکٹویس کی اطاعت قبول کرلی۔ لڑائی ختم ہوئی اور انٹنی کی بزدلی اور حماقت سے آکٹویس کامیاب ہوگیا۔ انٹنی کی شکست سنکر کلوپیٹرا کی نیت بدلی۔ اُس نے آکٹویس کو اپنے دام محبت میں گرفتار کرنے کا عزم کیا اس کوشش میں ناکام ہوئی۔ ذلت ورسوائی کا خطرہ ہوا تو ایک تہ خانہ میں پوشیدہ ہوکر اپنے موت کی خبر مشہور کی۔ انٹنی نے یہ سنکر اپنے سینہ میں خنجر بھونک لیا۔ اور اس کی لاش پر کلوپیٹرا نے بھی خودکشی کی۔ مشہور ہے کہ سانپ سے کٹوا کر جان دی۔ بہرحال آکٹویس رومۃ الکبریٰ کی وسیع مملکت کا تنہا حاکم ومختار ہوگیا۔

ہیرڈ کی کامیابی

ہیرڈ نے مبارکباد کی نذر پیش کی اور خوشامد وچاپلوسی سے آکٹویس کو اپنے حال پر ویسا ہی مہربان بنالیا جیسا کہ انٹنی تھا۔

بیرونی خرخشوں سے مطمئن ہوکر ہیرڈ نے اپنی حکومت کو مستقل اور شاندار بنانے کی کوشش کی اُس کے دور میں کنعان کو وہ سرسبزی اور فلاح نصیب ہوئی جو مدت سے معدوم تھی مملکت میں عالیشان قلعے تعمیر ہوئے۔ دارالسلطنت میں وسیع محل۔ بیش قیمت سامان اور مسالے سے تیار ہوا۔ رومی کھیل تماشے یروشلیم میں جاری ہوئے۔ تہذیب وتمدن میں ترقی ہوئی۔ لیکن بنی اسرائیل اس سے بدستور ناراض تھے۔ کیونکہ وہ نسلاً ایدومی تھا اور ایک اجنبی طاقت کے زیر اثر حکومت کرتا تھا۔ ہیرڈ نے ہیکل مقدس کی عمارت از سر نو بنانے کا ارادہ کیا کیونکہ بابل کی اسیری سے واپسی کے بعد افلاس کے زمانہ میں موجودہ عبادت خانہ تعمیر ہوا تھا اور اُس کا مسالا ناقص اور کم قیمت تھا۔

اکابر قوم تعمیر جدید کے خلاف تھے۔ جب تک نئی عمارت کے لئے کل سامان فراہم نہیں کر دیا گیا یہود نے قدیم معبد کو مسمار کرنے کی اجازت نہ دی۔ آٹھ سال میں جدید عمارت تیار ہوئی۔ جو یونانی طرز کی خوبصورت دلکش اور وسیع تھی۔ بیش قیمت سنگ مرمر استعمال کیا گیا اور بیدریغ روپیہ صرف کیا گیا۔ اس بلند ہمتی سے اسرائیلی خوش ہوئے اور ہیرڈ کو کسیقدر ہر دلعزیزی حاصل ہوئی لیکن اُس کے اعزہ اور رشتہ دار ہنوز خفا تھے۔ ایک روز غصہ میں بیوی کے قتل کا حکم دیا۔ اُس کی اولاد کو بھی ہلاک کیا۔ دشمنوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا۔ سکون قلب کے لئے متعدد شادیاں کیں لیکن حقیقی راحت میسر نہ آئی ہر وقت اپنی جان کا اندیشہ رہتا تھا اور جس بدنصیب پر اشتباہ پیدا ہوتا تھا وہ فوراً جلاد کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ آخر کار ۴ سنہ قبل مسیح میں سخت بیمار ہوا۔ بستر مرگ پر اپنی ریاست بیٹوں میں تقسیم کی۔ ارخلاؤس کو ایدوم۔ یہودیا اور سامریہ کی حکومت دی ہیرودس کو گلیلی کا حاکم بنایا اور فلپ کو آمتوریہ وغیرہ متفرق صوبے عنایت کئے۔

ارخلاؤس کا دارالحکومت یروشلیم تھا۔ اُس کے ظلم وجور سے عاجز آکر یہودیوں نے رومۃ الکبریٰ کے شہنشاہ سے شکایت کی۔ ارخلاؤس معزول ہوا۔ جلاوطن کیا گیا۔ اور یروشلیم کی حکومت ایک رومی گورنر کے سپرد ہوئی یعنی ۶ سنہ سے سلطنت کنعان کی حیثیت باجگزار ریاست کی بھی نہ رہی بلکہ وہ سلطنت روما کا ایک معمولی صوبہ بنگئی۔

دسواں باب

تباہی بنی اسرائیل

ہیرڈ کے عہد میں یروشلیم کے ایک "راست باز" اور "بے عیب" کاہن زکریا نام کو بڑھاپے میں اپنی سن رسیدہ بیوی سے ایک لڑکا عنایت ہوا جسکا نام اشارۂ غیب سے یوحنا

(یحییٰ) رکھا گیا۔ "حالانکہ اُن کے کنبے میں کسی کا یہ نام نہ تھا" یہ لڑکا بڑا ہوا تو "خدا کا کلام اُس پر اترا" اور "وہ یردن کے سارے گرد و نواح میں گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کی منادی کرنے لگا۔"

وہ اونٹ کے بالوں کا لباس پہنتا چمڑے کا پٹکا کمر سے باندھتا۔ جنگلی شہد کھاتا اور یوحنا
منادی کرتا تھا کہ "میرے بعد وہ شخص آنے والا ہے جو مجھ سے زور آور ہے۔ میں اس لائق نہیں کہ جھک کر اُس کی جوتیوں کا تسمہ کھولوں۔" اُس زمانہ میں ہیرودیس بن ہیرڈ گلیلی کا حاکم تھا اور اُس نے اپنے بھائی فلپ کی بیوی ہیرودیاس سے تعلق پیدا کیا تھا مقدس یوحنا نے زجر و توبیخ کی۔ بداعمالیوں سے منع کیا۔ حکومت کے نشہ میں ملامت کی صدائے بے ہنگام حاکم کو ناگوار ہوئی۔ فساد اور بلوے کے خوف سے ناصح کو زندہ رہنے دیا لیکن مجلس میں بند کیا۔ ہیرودیاس اپنے عہد کی جنزبیل تھی۔ وقت کی منتظر رہی۔ سالگرہ کے جشن میں اُسکی نوجوان بیٹی نے محفل میں ناچکر بادشاہ کا دل خوش کیا۔ اور بقسم وعدہ لیا کہ جو مانگی سو پائی قول و قرار کے بعد بولی کہ "یوحنا کا سر تھال میں ابھی مجھے منگوا دے۔" بادشاہ غمگین ہوا مگر اپنی قسموں اور مہمانوں کی خاطر سے اُس نے حکم دیا کہ دیدیا جائے۔ آدمی بھیجکر قیدخانہ میں یوحنا کا سر کٹوایا۔ اُس کا سر تھال میں لایا گیا اور لڑکی کو دیا گیا۔ کہتے ہیں کہ یوحنا کے سر سے خون کا فوارہ جاری تھا جو اُسوقت تک بند نہیں ہوا جب تک شہر کی گلیاں حاکموں امیروں رئیسوں اور عوام کے خون سے سیراب نہ ہوئیں اور ایک بیش قیمت جان کے بدلے لاکھوں یہودیوں کا خوں نہیں بہایا گیا۔ گلیلی میں اس خون ناحق سے ہیرودیس اور اُس کی ظالم بھاوج نے شہرت پائی۔ یروشیلم میں رؤسا اور اکابر نے دوسرا ظلم کیا۔ ہیرڈ کے آخری زمانہ میں یوحنا کی ولادت سے چند ماہ بعد[۱] حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے۔ یہودیوں نے ان پر مذہب عیسیٰ

---

[۱] حضرت عیسیٰ کی ولادت سنہ ۴ قبل مسیح میں ہوئی تھی بسنہ عیسوی جو اس وقت رائج ہے وہ مسیح کی ولادت سے نہیں شروع ہوتا کیونکہ اس سنہ کے آغاز سے ۳½ برس قبل حضرت عیسیٰ دنیا میں تشریف لا چکے تھے۔

میں رخنہ اندازی کرنے۔ آسمانی بادشاہت کی بشارتیں دینے اور حکومت کے خلاف بغاوت پھیلانے کا الزام لگا کر ۳۳ء میں عید کے دن گرفتار کر کے رومی گورنر پیلاطس کے سامنے سزا کے لئے پیش کیا۔ جرم کا ثبوت نہ تھا۔ گورنر نے تعزیر مناسب نہ سمجھی اور یہود سے کہا کہ تم اپنی شریعت کے موافق فیصلہ کرو۔ مگر اکابر قوم مصر ہوئے کہ "صلیب دی جائے"۔

"پیلاطس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا ہے اور بلوہ ہوا جاتا ہے تو پانی لیکر لوگوں کے روبرو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا کہ میں اس راست باز کے خون سے بری ہوں۔ تم جانو سب لوگوں نے جواب دیا کہ اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر۔ تب یسوع کو کوڑے لگوا کر حوالے کیا تاکہ صلیب دی جائے"۔ ان بے پناہ مظالم کی سزا قوم کو ملنا ضرور تھی۔ بنی اسرائیل ظلم وجور کا شکار ہوئے۔ فلسطین سے جلاوطن کئے گئے اور اُن کی تاریخ کا ورق چاک کر دیا گیا۔ پاداش بداعمالی کے ظہور اور غضب خداوندی کے نزول کی ظاہری صورت یہ ہوئی کہ یہود نے رومتہ الکبریٰ کی حکومت سے بغاوت کی۔ وہ نازک مزاج اور جنگجو تھے۔ مذہبی امور میں کسی قسم کی مداخلت گوارا نہ کرتے تھے۔ ہر وقت بلوے اور فساد کے لئے تیار رہتے تھے۔ شہنشاہ کے حکم سے فلسطین کی مردم شماری ہوئی تو بلوہ کیا۔ شاہی جھنڈوں پر انسان کی تصویر نظر آئی تو گلا کٹانے پر تیار ہو گئے۔ آب رسانی کے لئے حوض بنانے کو ہیکل مقدس کے خزانے سے روپیہ لیا گیا تو فساد کیا۔ رومی گورنروں کو یروشیلم میں امن قائم رکھنا دشوار تھا۔ فریسی۔ صدوقی۔ سامری وغیرہ فرقے باہم کشت وخون کرتے تھے۔ اور جب حکومت کی طرف سے تشدد ہوتا تھا تو گورنر کو خطاکار ٹھہراتے تھے۔ ۶ء سے ۶۶ء تک ۶۰ برس میں ۱۴ گورنر تبدیل کئے گئے مگر کوئی حاکم سب فرقوں کو جو ایک دوسرے کو کافر اور مرتد سمجھتے تھے رضامند نہ رکھ سکتا تھا۔ آخری گورنر فلورس نے حقیقتاً سختی کا برتاؤ کیا اور ساری قوم کو ناراض کر دیا۔

بغاوت یہود

مقابیوں کی کامیابیاں یاد آئیں اور یروشیلم میں علی الاعلان بغاوت ہوگئی۔ سرکاری فوج کو زیر کیا۔ گورنر کا محل جلایا۔ حکومت کے موافقین قتل کئے اور شہر میں اپنا راج قائم کردیا۔ فلورس نے پہلے تو بغاوت کی آگ سلگنے دی تاکہ فساد اور خونریزی کے بعد فرقہ پرستی کا زور شروع ہو حکومت کی مخالفت خانہ جنگی سے سرد پڑجائے اور تب سرکشوں کو سخت سزائیں دیکر ہمیشہ کے لئے خودسری کا جنون یہود کے دماغ سے نکالدیا جائے ۔ لیکن اتفاق سے جس دن یروشیلم میں خودمختاری کا اعلان ہوا اسی روز قیصریہ میں رومی گورنر کے حکم سے بیس ہزار یہودی قتل کئے گئے تھے ۔ یہ خبر بازبجلی کی طرح شہر میں پھیلی۔ یہود کے سب فرقے متحد ہوگئے اور ہر جگہ رومیوں کا قتل عام ہونے لگا ۔ دارالسلطنت سے سمندر کے ساحل تک بغاوت پھیلی اور بیشتر قلعوں پر یہود نے قبضہ کرلیا جب پانی سر سے گزرا تو فلورس نے باغیوں کی سرکوبی کے لئے اپنے مستقر سے حرکت کی۔ یروشیلم سے دو فرسخ کے فاصلہ تک پہونچ گیا تھا اور شہر کے بزدلوں نے بھاگنے کی تیاری شروع کردی تھی کہ بعض نامعلوم وجوہ سے وہ رات کی تاریکی میں سامان جنگ اور خیمہ وخرگاہ چھوڑکر یکایک پسپا ہوگیا۔ یہودیونکی ہمت بڑھی اُنھوں نے تعاقب کیا اور تقریباً چھ ہزار رومی سپاہی قتل کردئے۔ اس شکست سے افسردہ اور دل شکستہ ہوکر فلورس مرگیا۔ شہنشاہ روما نیرو نے ایک تجربہ کار سپہ سالار

سپہ سالار روم

کو جو جرمنی اور برطانیہ میں داد شجاعت دے چکا تھا۔ مشرقی حکومت کا مدارالمہام بنایا۔ ویسپیسین ایشیاء کوچک کے راستہ سے شام آیا اور ۶۷ء کے موسم سرما میں ساٹھ ہزار فوج لیکر گلیلی میں داخل ہوگیا۔ تیس برس پہلے اسی صوبے پر ہیرودس حکمران تھا اور بیگناہ یوحنا کا خون ایک رقاصہ کو خوش کرنے کے لئے بہایا گیا تھا۔ .... باغیوں کی عملداری

جوزیفس

ہوئی اور رومیوں سے مقابلہ اور مجادلہ کے لئے یہاں کی حکومت جوزیفس کے سپرد کیگئی وہ جنگ میں شجاع سپاہی۔ مدبر جنرل اور وفاشعار قوم پرست ثابت ہوا۔ لیکن جس کارنامہ نے

اُس کی شہرت کو حیات جاوید عطا کی وہ اُس کی بے نظیر تاریخ یہود ہے جو تباہی یروشلیم کے کئی سال بعد اُس نے رومتہ الکبریٰ میں تالیف کی تھی۔ اور اس وقت تک احوال بنی اسرائیل کی جستجو کرنے والوں کے لئے مشعل ہدایت ہے۔ روما کی کار آزمودہ فوج سے کھلے میدان میں جنگ خلاف مصلحت سمجھکر وہ "جوٹاپٹ" کے غیر معروف قصبہ میں قلعہ بند ہوگیا۔ یہہ قصبہ ایک بلند چٹان پر آباد تھا جسکے چاروں طرف عمیق وادیاں تھیں اور اُن کو اونچے پہاڑ اس طرح گھیرے ہوئے تھے کہ جب تک کوئی شخص وادیوں میں نہ پہونچ جائے وہ شہر کو دیکھ بھی نہ سکتا تھا۔ ویسپیسین نے اس بستی پر قبضہ پانے کے لئے پوری فوجی قوت صرف کر دی لیکن وہ کسی طرح وادیوں سے عبور نہ کر سکا۔

محاصرۂ جوٹاپٹ

مجبوراً اُس نے بڑے بڑے متحرک پشتے تیار کرائے تاکہ اُنکی وساطت سے شہر کی دیواروں تک رسائی ہوسکے لیکن جوزیفس نے شہر کی دیواریں بلند تر کرانا شروع کیں۔ دیواروں کا بلند کرنا آسان نہ تھا۔ کیونکہ چاروں طرف دشمن محاصرہ کئے تھا اور جو شخص دیوار پر نظر آتا تھا وہ تیر یا پتھر کا نشانہ بنتا تھا۔ اس کا توڑیوں کیا گیا کہ بیلوں کی تازہ کھالیں دیوار سے لٹکائی گئیں تاکہ سنگ وسنان کو روک لیں یا کم از کم اُن کی قوت کم کر دیں اور آگ نیچے سے پھینکی جائے تو وہ کھالونکی رطوبت سے ٹھنڈی ہو جائے۔ غرض بہ ہزار مشکل دیواریں بلند کی گئیں۔ رومیوں کی ہمت پست ہوئی اور ان کے جنرل نے جنگی کارروائی ملتوی کر دی۔ اُس نے سوچا کہ چند روز میں یہود کے پاس سامان خوراک ختم ہو جائیگا اور اُسوقت وہ خود امان کے طالب ہوں گے۔ محاصرے میں سختی کی گئی۔ شہر والوں کی آمد و رفت کے سب راستے مسدود کر دئے گئے اور محصورین کو رسد کی تکلیف محسوس ہونے لگی۔ جوزیفس نے کئی دن تک شبانہ روز لڑائی کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہودی بے جگری سے لڑتے تھے اور رومیوں کو شکست ہوتی تھی۔ آخر کار دشمنوں کے متحرک پشتے تیار ہوگئے اور اُنکی بلندی

سے قلعہ کی دیوار پر پتھروں کی بارش شروع ہوئی منجنیقوں کی سنگباری سے دیوار کا ایک حصہ کمزور ہو گیا۔ جوزیفس نے ریت سے بھرے ہوئے تھیلے اس مقام پر لٹکائے جہاں دیوار میں رخنے پڑ گئے تھے تاکہ پتھروں کا زور دیوار پر نہ پڑے۔ مگر اس کے جواب میں رومیوں نے بانسوں میں کانٹے لگا کر تھیلوں کے رستے کاٹ دئے۔ عاجز آکر یہودیوں نے دیوار سے کھولتا ہوا تیل اور دہکتی ہوئی آگ دشمنوں پر برسانا شروع کی۔ رومی سراسیمہ ہو کر دیوار کی زد سے دور ہوئے اور منجنیقوں سے سنگ باری مسلسل کرنے لگے۔ تمام رات بغیر کسی وقفے کے پتھروں کی بارش ہوتی تھی۔ دیوار کی حفاظت میں ہزاروں یہودی قتل اور زخمی ہوئے۔ لیکن صبح ہوتے دیوار کا ایک حصہ گر گیا اور رومیوں کے لئے راستہ صاف ہو گیا۔ جوزیفس نے معذوروں اور بوڑھوں کو دیوار کے مضبوط حصے کی طرف تعینات کیا۔ عورتوں کو جو شوروغل کر رہی تھیں مکانوں میں بند کیا۔ اور سب جوان و مضبوط سپاہیوں کو زرہیں پہنا کر شکستہ دیوار کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اور ان کو ہدایت کی کہ جب رومی دستے دیوار کے نزدیک آجائیں تو ان پر گرم تیل پھینکا جائے۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور رومیوں کو ایک مرتبہ پھر شہر سے پسپا ہونا پڑا۔ وسپیسین نے پچاس پچاس فٹ اونچے لکڑی کے مینار بنوائے اور ان پر لوہے کی چادریں جڑوائیں تاکہ آگ ان پر اثر نہ کر سکے۔ اور ان بلند میناروں کو سنگباری کے پشتوں پر کھڑا کر کے شہر میں تیروں اور پتھروں کی بوچھار کر دی۔ یہود کے پاس اس کا کچھ جواب نہ تھا وہ مجبور ہو کر شہر سے نکلے اور دشمنوں پر اس تیزی سے حملہ کیا کہ کچھ دیر کے لئے رومی فتح سے مایوس ہو گئے ہزاروں یہودی اس کوشش میں بھی کام آئے۔ غرض ۴۷ دن تک محاصرے کی سختی قائم رہی اور لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن رومی شہر میں داخل نہ ہو سکے۔ تب ایک بزدل اور کم ہمت یہودی شہر والوں کی آنکھ بچا کر کسی طرح دشمن کے کیمپ میں پہونچا اور مخبری کی کہ شہر کی آبادی بہت تھوڑی رہ گئی ہے کسی حملہ آور سے مقابلہ کا دم نہیں باقی ہے۔ رات

کے آخری حصے میں سب سپاہی تھک کر سو جاتے ہیں اُسوقت دھاوا کیا جائے تو بغیر مزاحمت کے شہر پر قبضہ ہو جائیگا۔ ویسپین کو خیال تھا کہ کوئی یہودی اپنے ہمقوموں سے بیوفائی نہیں کر سکتا اور وہ اس مخبر کی روایت پر اعتماد نکرتا تھا۔ لیکن افسروں کے مشورے سے مخبر کو نظر بند کر کے رات کے آخری حصہ میں شہر پر یکایک حملہ کر دیا گیا۔ سپہ سالار کا دست راست طیطوس پہلا شخص تھا جو ایک رومی دستہ لیکر شکستہ دیوار کے راستے شہر میں داخل ہوا۔ دیوار کی حفاظت کرنے والے حقیقتاً غافل تھے۔ اُن کو فوراً قتل کر دیا گیا اور بقیہ رومی فوج بھی داخل ہوگئی دشمن شہر کے اندر تھا۔ قلعہ فتح ہو چکا تھا۔ سورج نکل آیا تھا۔ لیکن شہر والوں کو خبر نہ تھی۔ وہ ہنوز خواب خرگوش میں تھے۔ بیشتر سوتے ہی مارے گئے جو بیدار ہوے وہ لڑکر قتل ہوئے۔ رومی محاصرے کی طوالت سے پریشان ہو چکے تھے۔ اُنھوں نے یہودیوں کو پکڑ پکڑ کر پہاڑ کے نیچے پھینکنا شروع کیا۔ بدحواسی پھیلی۔ یہود خود یہود کے ہاتھوں مارے گئے۔ ۴۰ ہزار مرد قتل ہوے اور بارہ سو عورتین اور بچے گرفتار ہوئے۔ شہر کی دیواریں مسمار کی گئیں۔ عمارتیں جلاکر خاک سیاہ کی گئیں۔ یہ واقعہ ۶۷ء مطابق ۱۳ سنہ جلوس شہنشاہ نیرو کا ہے۔ جوزیفس اس قتل عام سے بھاگ کر ایک غار میں چھپا اور چند روز کے بعد رومیوں کے لشکر میں طلب امان کے لئے حاضر ہوا۔ اُنھوں نے جان کی امان دی اور نظر بند کیا۔ جوٹاپٹ کی تسخیر کے بعد سامریوں نے ایک پہاڑی پر مورچہ بندی کی۔ انکے گیارہ ہزار چھ سو جوان مارے گئے۔ شہر قیصریہ یونانی باشندوں نے رومیوں کے حوالے کر دیا۔ کل یہودی آبادی قتل کی گئی۔ ٹاریچا نے مقابلہ کیا۔ قتل عام ہوا۔ بہت سے باشندے ہلکی کشتیوں پر سوار ہو کر جھیل کے راستے سے فرار ہوے۔ رومیوں نے تعاقب کیا۔ بھاگنے والوں نے رومیوں پر پتھر پھینکے۔ ساحل پر دشمنوں کی فوج تھی۔ اُس نے تیر برسائے بعض بھاگنے والے برچھیوں کا نشانہ ہوئے۔ کچھ تلواروں سے مارے گئے بعض کشتیاں

دلدل میں پھنس اور کچھ غرق ہوگئیں۔ یہودی پانی سے سر نکالتے تھے تو تیروں کا نشانہ ہوتے تھے دشمن کی کسی کشتی کا سہارا لیتے تھے تو ہاتھ کاٹ دئے جاتے تھے۔ بدحواس ہو کر خشکی کی طرف جاتے تھے تو تلوار سے سر کاٹا جاتا تھا جھیل کا نیلا پانی خوں سے سُرخ ہوگیا۔ ساحل ٹوٹی ہوئی کشتیوں اور لاشوں سے پٹا تھا۔ چھ ہزار آدمی جھیل پر قتل ہوئے۔ بارہ سو بوڑھے اور کمزور شہر میں مارے گئے۔ چھ ہزار غلامی کے لئے یورپ بھیجے گئے اور تیس ہزار بازاروں میں فروخت ہوئے شہر گمالا کا چار مہینہ محاصرہ رہا۔ ۹ ہزار یہودی قتل ہوئے۔ غرض صوبہ گلیلی کے تمام شہر یکے بعد دیگرے رومیوں کے قبضہ میں آگئے اور اب سوائے یروشلیم کے کوئی مقام باغیوں کے پاس نہ رہا۔

محاصرۂ یروشلیم — یہودیں باہم اتفاق ہوتا تو دارالسلطنت کی تسخیر آسان نہ تھی۔ مگر بدقسمتی سے شہر کے اندر مخالف فرقوں میں جنگ شروع ہوگئی۔ اور اس کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا کہ ۷۰ء میں طیطوس[1] رومی نے محاصرہ کر لیا۔ اُسوقت شہر میں تخمیناً دس لاکھ نفوس موجود تھے۔ جن میں سے ۲۴ ہزار مستقل سپاہی تھے۔ رومی فوج اسّی ہزار کے قریب تھی۔ یہود کو اپنے بیرونی بھائیوں سے امداد کی توقع تھی۔ مگر طیطوس نے شہر کو اس طرح سب طرف سے گھیر لیا کہ نہ کوئی بستی کے اندر جا سکتا تھا اور نہ وہاں سے باہر نکل سکتا تھا۔ بیرونی فصیل دشمنوں کی سنگ باری سے مسمار ہوگئی اور یہودی شہر کے اندرونی حصہ میں پناہ گزیں ہوئے۔ سامان خوراک کا ذخیرہ کافی نہ تھا۔ ایک مذہبی تہوار کے سبب سے شہر کی آبادی اُسوقت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ گرانی شروع ہوئی اور لڑائی کی تکالیف کے ساتھ قحط کی مصیبت بھی سر پر آن پڑی۔ جوزیفس نے یہ دردناک داستان بڑے جوش و خروش سے بیان کی ہے اور اُسیکی زبان سے سُننے کے قابل ہے:۔

---

[1] یہ سالار ویسپین ۶۷ء میں روم الکبریٰ کا قیصر ہوگیا تھا۔ وہ اطالیہ چلا گیا اور فوج کی کمان اُس کے بیٹے طیطوس کے ہاتھ آئی۔

قحط کی کہانی جوزیفس کی زبانی

سامان خوراک کی کمی سے شہر والوں کا حال ایسا دردناک تھا کہ اُس کے تصور سے بھی آنکھیں تر ہوتی ہیں۔ سرداروں اور دولتمندوں کے پاس ضرورت سے زیادہ غذا موجود تھی مگر غربا اور کمزور فاقوں سے آہ ونالہ کرتے تھے۔ قحط کی مصیبت نے سب تعلقات فراموش کرادئے تھے۔ شرم وحیا مفقود۔ خودداری اور عصمت نابود تھی۔ جو ہستیاں واجب الاحترام تھیں نفرت خیز ہوئیں جن رشتہ داروں سے محبت تھی بیگانے سمجھے گئے۔ بچے اپنے باپ کے مُنھ سے آخری ریزہ چھیننے کو تیار تھے۔ مائیں خورد سال بچوں سے روٹی چھینکر کھاتی تھیں عزیز ترین قرابت دار تڑپ تڑپ کر مر رہے تھے۔ مگر پاس والوں کو اُن کے ہاتھ سے ایک قطرہ پانی چھین لینے میں تامل نہ تھا۔ اُس پر ستم یہ کہ باغی سپاہی گھر گھر تلاشی لیتے تھے جو کچھ غربا نے چھین جھپٹکر حاصل کیا وہ اُنسے لیجاتے تھے۔

جس دروازے کے کیواڑ بند نظر آئے باغیوں نے سمجھا کہ گھر والے چُھپا کر کھا رہے ہیں مکان پر حملہ کیا۔ درندوں کی طرح کیواڑ توڑے اور گھر میں گھسکر جو کچھ پایا اڑا لے گئے۔ اگر کسی نے روٹی کا ٹکڑا مُنھ میں رکھا تو وہ زبردستی اُس کے حلق سے نکلوایا جاتا تھا۔ بوڑھے مرد روٹی چھپاتے تھے تو مارے جاتے تھے۔ عورتیں اجناس پوشیدہ کرتی تھیں تو ان کے بال نوچے جاتے تھے چھوٹے بچے اُلٹے لٹکائے جاتے تھے اور بیدردی سے فرش زمین پر پھینک دئے جاتے تھے۔ اگر کوئی شخص ان باغیوں سے مزاحمت کرتا تو وہ قانون سے سرتابی کا ملزم تصور کیا جاتا اور سخت وحشیانہ سزاؤں کا مستوجب ہوتا تھا۔ پوشیدہ اجناس کے ذخیرے دریافت کرنے کے لئے باغیوں نے ہولناک طریقے ایجاد کئے تھے۔ بول وبراز کے راستے مسدود کرتے اور ایسے شرمناک ناقابل بیان مظالم کرتے تھے کہ مالک مکان مجبوراً قبول کرتا تھا کہ اُس کے گھر میں روٹی کا ٹکڑا یا ایک مٹھی جَو موجود ہیں۔ یہ مظالم اُس وقت ہو رہے تھے جبکہ سپاہی غذا کے محتاج نہ تھے۔ اگر اُن کے پاس کھانے کو نہ ہوتا اور بھوک کی بیقراری میں وہ ایسے وحشیانہ حرکات کرتے

تو اس قدر افسوسناک بات نہ تھی۔ مگر واقعہ یہ تھا کہ فوج والوں کے پاس کھانا موجود تھا اور وہ غربا پر ظلم اس لئے کرتے تھے کہ اُن سے سامان غذا چھینکر آئندہ کے لئے جمع کریں۔ بعض غربا رات کے وقت شہر سے باہر نکل جاتے اور رومیوں کے لشکر کے قریب تک جاتے تھے کہ جنگل سے جڑی بوٹی جمع کر کے بچوں کے لئے لائیں۔ جب وہ اس خطرناک سفر سے واپس ہوتے تو ظالم باغی اُن سے بھی گھاس پھوس چھین لیتے تھے۔ وہ روتے چلاتے اور خوشامد کرتے کہ بچوں کے لئے رہنے دو۔ خدائے بزرگ کا واسطہ دلاتے مگر یہ ظالم ایک ریزہ بھی اُن کے پاس نہ چھوڑتے تھے۔ بدنصیب خدا کا شکر کرتے کہ سامان گیا تو گیا۔ اِن درندوں سے جان بچی یہی لاکھ نعمت ہے۔

باغیوں کے مظالم کی تفصیل غیر ممکن ہے۔ مختصر یہ ہے کہ جو مصیبت اس زمانے میں شہر پر نازل ہوئی وہ ابتدائے آفرینش عالم سے کسی ملک میں نہ دیکھی گئی اور نہ سنی گئی۔ کسی عہد میں ایسی بدکار نسل نہیں پیدا ہوئی جیسی کہ اسوقت یروشیلم میں تھی۔ اُس نے اپنی سیہ کاریوں اور بداعمالیوں سے عبرانی قوم کو ذلیل کیا۔ اور اجنبیوں کی نگاہ میں ہمیشہ کے لئے اپنے بھائی بندوں کو خطاکار بنا دیا۔ طیطوس رومی کے فوجی دستے شہر پناہ کے قریب تھے۔ اُن پر فصیل سے سنگباری ہوتی تھی۔ سپہ سالار کو خبر ملی کہ شہر والے خوراک جمع کرنے کیلئے رات کے وقت بیرونی گھاٹیوں میں آتے ہیں۔ اُس نے ایک رسالہ کمینگاہ میں بٹھایا۔ اور حکم دیا کہ جو یہودی شہر سے باہر نکلے وہ گرفتار کیا جائے۔ ان باہر نکلنے والوں میں لڑنے والے جوان بہت تھوڑے ہوتے تھے۔ زیادہ تعداد غریبوں کی تھی۔ جن کو شہر میں کسی جگہ خوراک میسر نہ آتی تھی۔ وہ عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر شہر سے فرار نہ ہو سکتے تھے۔ اگر بیوی بچوں کو ساتھ لیکر بھاگتے تو حکومت سے بغاوت کے ملزم قرار دئے جاتے گرفتار ہوتے قتل کئے جاتے اور اگر اہل دعیال کو چھوڑ کر فرار ہوتے تو سب متعلقین موت

کے گھاٹ اُتارے جاتے۔ قحط کی مصیبت میں زندگی سے بیزار ہو کر قوت لایموت کی جستجو میں باہر نکلتے تھے۔ ڈاکوؤں سے چھپکر جاتے اور دشمنوں کے پنجے میں پھنستے تھے۔ رومی سپاہی اُن کا تعاقب کرتے اور وہ حفاظت خود اختیاری کے لئے جنگ پر مستعد ہوتے تھے۔ لڑنے کے بعد زخمی ہو کر رحم کی التجا بیکار تھی۔ وہ گرفتار کئے جاتے اور کوڑوں سے مارے جاتے تھے جب ضربات سے ہلاک ہوتے تو شہر کے دروازے کے سامنے صلیب پر آویزاں کئے جاتی تھے باغیوں پر اس مہیب کارروائی کا کچھ اثر نہ تھا۔ وہ مظلوم گرفتاروں کے اعزہ کو شہر کی دیوار پر لاتے اور یہ خونی منظر دکھا کر سمجھاتے تھے کہ ان لوگوں کو فصیل سے باہر نکلنے اور رومی حدود میں پناہ لینے کی سزا مل رہی ہے۔ کمزور دل والے یہ وحشیانہ سزا دیکھ کر دہل جاتے اور شہر سے فرار ہونیکا خیال چھوڑ دیتے تھے مگر اہل ہمت پھر بھی باہر نکلتے اور کہتے تھے کہ قحط کی روزانہ تکلیف سے ایکدن کی موت بہتر ہے۔

پانچ پانچ سو یہودی ایک ایک دن میں اس طرح صلیب پر لٹکائے گئے۔ طیطوس کو اُن کے حال زار پر رحم آیا۔ لیکن وہ مجبور تھا۔ اگر اس جماعت کو حراست میں رکھتا تو اس کی فوج کا بڑا حصہ حفاظت پر مامور کیا جاتا اور جنگ میں کام نہ آسکتا۔ اس کے علاوہ ایک مصلحت بھی مضمر تھی کہ شہر کے باشندے یہ عبرتناک منظر دیکھ کر خوفزدہ ہوں اور اطاعت قبول کرلیں رومی سپاہی روزانہ ان گرفتاران بلا کو لوہے کی سلاخوں سے صلیبوں پر چڑہاتے تھے۔ یہاں تک کہ محبوسوں کے لئے شکنجے اور شکنجوں کے لئے میدان میں جگہ باقی نہ رہی طیطوس نے اس سفاکی سے تنگ آکر حکم دیا کہ آئندہ جو قیدی پکڑے جائیں اُن کو صلیب نہ دیجائے بلکہ اُن کے ہاتھ کاٹکر شہر پناہ کے قریب چھوڑ دیا جائے اور اُن کی معرفت یروشلیم کے سرداروں کے پاس پیام بھیجا جائے کہ وہ اپنی حماقت سے باز آئیں اور رومیوں کو شہر کے تباہ کرنے پر مجبور نکریں تاکہ اُنکا خوبصورت دارالسلطنت اور مقدس عبادت خانہ بربادی

سے محفوظ رہے۔ اِس کے جواب میں باغیوں نے قیصر روم کو گالیاں دیں اور بہ آواز بلند اعلان کیا کہ وہ موت سے نہیں ڈرتے بلکہ غلامی کی زندگی پر مرگ کو ترجیح دیتے ہیں۔ شہر تباہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ہیکل مقدس مسمار ہو تو کچھ خوف نہیں۔ تمام دنیا خدا کا عبادت خانہ ہے۔ آخری سانس تک وہ بزرگوں کی نشانی کی حفاظت کریں گے اور کسی شرط پر اطاعت منظور نکریں گے اب یہودیوں کا شہر سے باہر نکلنا موقوف ہوگیا اور قحط کی سختیاں بڑھیں۔ ہر ایک قبیلہ اور خاندان پر خوراک کی قلت کا اثر ہوا۔ مکانات کی چھتوں پر عورتیں اور بچے جمع تھے جو بھوک کی تکالیف سے بدحال تھے۔ شہر کی گلیاں بڈھونکی لاشوں سے پٹی ہوئی تھیں۔ جوان اور نوعمر لڑکے بازاروں میں بھوتوں کی طرح پھرتے تھے اور جس جگہ طاقت جواب دیتی وہیں گر کر ٹھنڈے ہو جاتے تھے۔ ان لاشوں کی تجہیز و تکفین محال۔ اور تدفین دشوار تھی۔ جو بیمار تھے وہ اِس خدمت سے معذور۔ جو تندرست تھے وہ احترازاً انکار کرتے تھے۔ بہت سے بندگان خدا دوسروں کو دفن کرتے وقت خود موت کا شکار ہوئے اور کچھ قبروں میں گر کر قبل از وقت دنیا سے رخصت ہوئے۔ ان اموات پر نہ کوئی آہ وزاری کرتا تھا اور نہ کسی گھر سے ماتم کی آواز آتی تھی قحط کی مصیبت ہر غم سے زیادہ جگر دوز تھی۔ مرنے والے مُردوں کو سوکھی ہوئی آنکھ اور کھلے ہوئے مُنھ سے دیکھتے تھے اور خوش تھے۔ تمام شہر میں سناٹا چھایا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دن کو بھیانک رات ہے۔ مصیبت پر مصیبت یہ کہ ڈاکو اور چور اس حالت میں بھی اپنے حرکات سے باز نہ تھے۔ وہ دروازوں کو توڑ کر مکانات میں داخل ہوتے اور بسا اوقات وہاں بجز لاشوں کے کچھ نہ پاتے تھے۔ اُن کو لاشوں سے کفن اوتارنے میں بھی باک نہ تھا۔ وہ برچھیوں۔ بھالوں۔ خنجروں اور تلواروں سے مُردوں پر نشانہ بازی کی مشق کرتے تھے۔ اگر کوئی نیم جان گھر میں ملا اور اُس نے عاجزی سے درخواست کی کہ تلوار سے اُس کا خاتمہ کر دیا جائے تو وہ استدعا کو ٹھکرا کر باہر نکل جاتے اور اُس کو

بھوک کی تکلیف سے ہلاک ہونے کے لئے چھوڑ جاتے تھے۔ یہ مظلوم ہیکل مقدس کی طرف اپنا منھ پھیرے ہوئے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دیتے تھے۔ جب لاشوں کا تعفن شہر میں ناقابل برداشت ہوا تو باغیوں نے حکم دیا کہ بیت المال سے روپیہ خرچ کرکے ان لاشوں کی تدفین کی جائے مگر مردوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ اُس پر عملدرآمد نہ ہوسکا۔ اور لاشیں شہر پناہ کی دیوار سے گھاٹیوں میں پھینکی گئیں۔ ایک دن طیطوس گشت کرتا ہوا اُن گھاٹیوں کے قریب پہونچا وہاں کا عبرتناک منظر دیکھ کر اور غلیظ تعفن سے بدحواس ہوکر آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر اُس نے کہا کہ "اے خدائے لایزال آپ شاہد ہیں کہ یہ فعل میرا نہیں ہے"! بہت سے یہودی مصائب سے عاجز آکر فصیل شہر سے کود پڑے۔ بعض لڑائی کا بہانہ کرکے پتھروں سے مسلح ہوکر شہر سے باہر نکلے اور رومیوں کے لشکر میں امان طلب کرتے ہوئے چلے گئے۔ وہاں تازہ آفت سے دوچار ہوئے یعنی بھوک کی بدحواسی میں رومیوں کے دسترخوان پر اس قدر کھایا کہ اُن کے معدے پھٹ گئے یا مہلک بیماریوں میں مبتلا ہوئے۔ قحط کی مصیبت سے بڑھکر ہولناک آفت یہ نازل ہوئی کہ رومیوں کے لشکر میں خبر پہونچ گئی کہ جو یہودی یروشلیم سے فرار ہوکر آتے ہیں اُن کے پیٹ میں سونا بھرا ہوتا ہے۔ یعنی شہر سے ہجرت کیوقت وہ ڈاکوؤں سے حفاظت کے لئے سونا اور اشرفیاں نگل لیتے ہیں۔ دشمن کے سپاہیوں نے مصیبت زدہ جہاں جرد اور امان طلب کرنے والوں کے شکم چاک کرنا شروع کئے تاکہ اُن سے سونا نکالا جائے ہزارہا نفوس ہلاک ہوئے۔ صرف ایک شب میں دو ہزار یہودیوں کے پیٹ پھاڑے گئے۔ اور اس قدر کثیر مقدار سونے کی رومی کیمپ میں پہونچی کہ بارہ درہموں میں اتنا سونا بکنے لگا جتنا کہ پہلے پچیس درہم میں ملتا تھا۔ شہر پناہ کے باہر یہ آفت تھی اور شہر کے اندر باغی سرداروں نے رعایا کا لہو چوسنے کے بعد ہیکل مقدس کے خزانوں پر ہاتھ صاف کیا۔ مقدس ظروف پگھلا کر چاندی۔ سونا باہم تقسیم کرلیا۔ ہیکل کی دیگیں۔ رکابیاں اور میزیں وغیرہ جنکی روزانہ عبادت

اور نیاز کے لئے ضرورت ہوتی تھی آپس میں بانٹ لیں۔ بادشاہوں نے جو قیمتی سامان نذر چڑھایا تھا اُس پر بھی تصرف کیا۔ ہیکل کی مقدس شراب اور روغن کے برتن بھی خالی کئے اور کہتے تھے کہ وہ خدا کے لئے اور ہیکل کی حفاظت کے لئے جنگ کرتے ہیں۔ لہٰذا لڑائی کا خرچ بھی ہیکل کو برداشت کرنا چاہیئے۔

اس مقام پر میں (جوزیفس) اپنا خیال ظاہر کرنے پر مجبور ہوں کہ اگر رومی اس شہر کو تباہ کرنے میں زیادہ تامل کرتے تو عجب نہ تھا کہ زمین پھٹ جاتی اور یروشلیم والے اس میں دھنس جاتے۔ یا سیلاب آتا اور سب یہودی غرق ہوجاتے۔ یا بجلی گرتی اور سب کے سب خاک سیاہ ہوجاتے۔ کیونکہ یہ بدکار نسل کفروالحاد فسق وفجور میں اُن سب قوموں سے فوق رکھتی تھی۔ جو ازمنہ گزشتہ میں ایسے آفات سے ہلاک کی گئی تھیں۔ حقیقتاً انھیں بدمعاشوں کی دیوانگی کا نتیجہ تھا کہ تمام قوم یہود تباہ اور برباد ہوگئی۔ میرے سامنے ایک شخص نے جو شہر کے دروازے کے قریب تعینات تھا۔ طیطوس سے بیان کیا کہ ماہ نیسان کی چودہ تاریخ (یعنی آغاز محاصرہ) سے تموز کی پہلی تک ایک لاکھ پندرہ ہزار آٹھ سو اسّی لاشیں یہودیوں کی نکالی گئی تھیں۔ یہ تعداد ان لاشوں کی تھی جن کے اُٹھانے کا خرچ بیت المال سے دیا گیا۔ اُس کے علاوہ ہزاروں لاشیں رشتہ داروں نے اپنے خرچ سے پھنکوائی تھیں۔ میرے سامنے کئی معزز اشخاص نے کہا کہ کم از کم چھ لاکھ غریبوں کی لاشیں فصیل سے پھینکی گئیں اور کئی لاکھ گھروں میں بند تھیں کہ اُنکا اُٹھانیوالا کوئی نہ تھا۔ گرانی کا یہ حال تھا کہ ایک مٹھی گیہوں ایک مثقال میں ملتا تھا۔ محاصرے کی سختی بڑھی اور باہر سے جڑی بوٹی لانا بھی مسدود ہوا تو مویشیوں کے گوبر اور سنڈاسوں کے غلیظ سے دانے چن چنکر کھانے لگے۔ پہلے جس غلاظت کا آنکھ سے دیکھنا ناگوار تھا وہ اب بے تکلف حلق سے اتاری جاتی تھی۔ بھوک کی تکلیف سے سوکھی گھاس چباتے اور جوتیوں کا چمڑا کھاتے تھے۔ اگر کسی خوردنی شے کا سایہ بھی نظر آیا تو باہم کشت وخون کی نوبت آتی

تھی۔ اور زبردست کمزور سے چھین کر کھا جاتا تھا۔ میں یہ شرمناک حرکات کیوں بیان کرتا ہوں؟
میں ایسا واقعہ لکھنے والا ہوں جسکی نظیر یونانیوں اور وحشیوں کی تاریخ میں بھی نہیں مل سکتی۔
مجھکو اس قصے کے درج کرنے میں پس وپیش تھا کیونکہ آئندہ نسل شاید اس روایت کو
غلط سمجھے لیکن اسوقت متعدد چشم دید گواہ اس حکایت کے موجود ہیں۔

ماورائے اردن کی ایک شریف اور دولتمند عورت مریم نام عرصہ سے یروشلیم میں مقیم تھی۔
محاصرے کے ایام میں اُس کا اثاث البیت لٹ گیا۔ جو دولت اُس کے پاس تھی چھن گئی۔
کسی قسم کا اناج گھر میں باقی نہ رہا حتیٰ کہ کیواڑ تک ڈاکو اوتار لے گئے۔ وہ عورت سخت
پریشان اور تباہ تھی۔ سپاہی روز اُس کے گھر میں گھستے تھے اور جب کوئی شے نہ پاتے تو
گالیاں دیکر واپس جاتے تھے۔ ایک دن بھوک سے جان بلب ہو کر اُس نے دوزخ بھرنے
کی یہ ترکیب نکالی کہ اپنے شیر خوار بچہ کو سوکھی چھاتی سے چھڑا کر کہا "اے بدنصیب لڑکے
میں اس لڑائی کے وقت تجھکو کس دن کے لئے زندہ رکھوں۔ اگر رومیوں نے قتل نہ کیا تو
غلام بنائیں گے اور اُن کی غلامی کی ساعت آنے سے پہلے ہی قحط میرا اور تیرا خاتمہ کردیگا۔
شہر کے ڈاکو سپاہی غلامی اور قحط کی مصیبتوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔ تو میری خوراک بن
تاکہ یہ قصہ دنیا میں یادگار رہے۔ اور یہودیوں کی مصیبت اور فلاکت عالم آشکارا ہو"
یہ کہکر اُس نے معصوم بچے کو ذبح کیا اور بھونکر نصف خود کھایا اور نصف چھپا رکھا۔ سپاہی
گوشت کی بو پاکر مکان میں داخل ہوئے اور عورت کو دھمکانے ڈرانے لگے۔ عورت بولی کہ مجھکو
آج نفیس گوشت دستیاب ہوا۔ آدھا میں نے کھالیا اور آدھا تمھارے لئے رکھا ہے۔
یہ کہکر اپنے بچے کے جسم کا بقیہ حصہ اُن کے سامنے پیش کیا۔ یہ ہولناک منظر دیکھ کر سپاہی
بدحواس ہوئے اور ایک دوسرے کا منھ تکنے لگا۔ بہادر عورت بولی "یہ میرا ہی بیٹا ہے
مینے ہی اِس کو ذبح کیا ہے۔ آؤ اس میں سے کھاؤ۔ مینے خود کھایا ہے۔ تم عورت سے زیادہ

نرم دل اور ماں سے بڑھکر محبت کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ اگر تم کو اس غذا کے استعمال میں پس و پیش ہو تو جاؤ۔ آدھا میں کھا چکی ہوں۔ یہ بقیہ بھی میرے ہی لئے رہنے دو۔" سپاہی خوفزدہ ہو کر مکان سے بھاگے اور گوشت بدنصیب ماں کے لئے چھوڑ گئے۔

یہ ہولناک واقعہ تمام شہر میں مشہور ہوا۔ ہر شخص کانپ اُٹھا۔ لوگ موت کی تمنا کرتے تھے کہ اس آفت سے نجات ملے اور جو مر چکے انپر رشک کیا جاتا تھا کہ وہ آرام کی جگہ پہونچ گئے۔ یہ المناک خبر رومیوں کے لشکر تک پہونچی۔ اکثر کو یقین نہ آیا۔ بعض غم و اندوہ سے متاثر ہوئے اور بعض کو قوم یہود سے نفرت و عداوت پیدا ہو گئی۔ قیصر روم کو معلوم ہوا تو اُس نے اپنے خدا کے حضور میں معذرت کی اور کہنے لگا کہ مینے یہودیوں کو امن اور آزادی کی دعوت دی تھی مگر انھوں نے بغاوت کو پسند کیا اور اپنی قوم کی بربادی کے خواہشمند ہوئے۔ بچہ کا گوشت کھانا ایسا سنگین جرم ہے کہ اُس کی پاداش میں اُن کی سب بستیاں اُجاڑنا چاہیئے۔ ایسا شہر صفحہ ہستی پر سورج کی روشنی میں باقی رہنے کا مستحق نہیں جہاں کی مائیں یہ ناپاک غذا کھاتی ہوں۔ اب اُس کو یقین آگیا کہ یروشلیم کسی طرح اطاعت پر تیار نہ ہوگا۔ اور ایسی سخت مصیبتیں برداشت کرنے کے بعد وہاں کے رہنے والوں میں اتنی سلامتی حواس اور درستی عقل باقی ہی نہیں رہ سکتی کہ وہ اپنا نیک و بد سوچیں اور طالب امان ہو کر قحط کی آفت سے نجات پائیں۔

تباہی یروشلیم

باوجود مصائب قحط کے جنگ زور شور سے جاری تھی۔ رومی دھاوے کرتے تھے اور پسپا ہوتے تھے آخر کار رومیوں کے قلعہ شکن آلات نے ایک جگہ دیوار میں رخنہ کر دیا۔ طیطوس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اُس مقام پر قبضہ کریں۔ ۱۲ سپاہی بڑھے مگر وہ مغلوب ہوئے۔ دو دن تک کسی کو پیش قدمی کی ہمت نہ ہوئی رات کے وقت ۴ سپاہی اُس شگاف سے داخل ہوئے اور شہر کے ایک محلہ پر قبضہ کر لیا۔ طیطوس نے امن کا اشتہار دیا اور باغیوں کے عفو تقصیر کا اعلان کیا۔ بعض نے اس رحم و کرم سے فائدہ اُٹھایا مگر بیشتر صیہون اور ہیکل مقدس میں پناہ گزیں ہوئے۔ طیطوس نے

سرداران فوج سے مشورہ کیا کہ عبادت خانہ محفوظ رکھا جائے یا تباہ کر دیا جائے۔ بیشتر جنرلوں کی رائے تھی کہ وہ جلا دیا جائے مگر طیطوس نے طے کیا کہ دھاوا کر کے یہودیوں کو خارج کیا جائے اور ہیکل کی خوبصورت عمارت مسمار نہ کی جائے۔ محاصرے کی طوالت سے سپاہی مشتعل تھے۔ ایک دل جلے نے جلتی ہوئی مشعل عمارت پر پھینک دی۔ شعلے بھڑک اُٹھے۔ یہودیوں نے یہ منظر دیکھ کر چیخ ماری اور تلواریں کھینچکر دشمنوں کو مارنے اور ہیکل پر اپنی جانیں قربان کرنے لگے۔ طیطوس فوراً موقع پر پہونچا۔ شور مچایا اور آگ بجھانے کا حکم دیا۔ مگر تلواروں کی جھنکار میں اُس کی آواز کون سنتا سپاہی برابر بڑھتے رہے۔ ہر شخص اندرونی حصے میں داخل ہونے کی کوشش کرتا اور بے پناہ یہودیوں کو قتل کرتا تھا۔ آج قوم یہود پر غضب خداوندی نازل تھا۔ ہزاروں بیگناہ قربانگاہ کے گرد کٹے ہوئے پڑے تھے۔ ہیکل کی سیڑھیوں سے خون کے پرنالے بہ رہے تھے۔ اور لاشیں بہہ بہکر نیچے گرتی تھیں۔ قبل اس کے کہ ہیکل کے مقدس ترین مقام تک آگ کے شعلے پہونچیں طیطوس نے اس کو بچانے کی کوشش کی مگر اُس کی آنکھوں کے سامنے مغلوب الغضب سپاہیوں نے الہام گاہ کے عالیشان دروازے میں آگ لگا دی۔ اور ساری عمارت ایک ساعت میں جلکر خاک کا ڈھیر ہو گئی۔ اس طرح یروشلیم کا خاتمہ ہوا۔ اور جوزیفس کے تخمینے کے مطابق گیارہ لاکھ یہودی مقدس شہر کی حفاظت میں قتل ہوئے۔ بعد ازاں انطاکیہ وغیرہ دوسرے مقامات پر تشدد شروع ہوا۔ یہودی جلائے جاتے تھے اور ان پر وحشیانہ مظالم ہوتے تھے۔ طیطوس نے مزاحمت کی اور سپاہیوں سے جھڑک کر کہا کہ "یہود کا ملک تباہ ہو گیا۔ وہ اب یہاں واپس نہیں آ سکتے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ دنیا میں کسی جگہ اُن کو امن نہ ملے"۔

یہود کی تاریخ ختم ہو گئی۔ بنی اسرائیل کا من حیث القوم وجود باقی نہ رہا۔ کنعانی غلام یورپ اور ایشیا کی بازاروں میں علی الاعلان فروخت ہوئے۔ ایک معمولی گھوڑے کے دام اور ان بدنصیب غلاموں کی قیمت برابر تھی۔ یہودیوں کا ملک ریگستان ہو گیا اور بھیڑیئے اور

درندے اُن شہروں میں رہنے لگے جہاں اسرائیلیوں نے عیاشی اور بدکرداری کی داد دی تھی۔

دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را   چندین امان نداد کہ شب را سحر کند

گیارہواں باب

معاشرت بنی اسرائیل

عقائد احکام

یہودی توحید کے علم بردار تھے۔ اُنھوں نے ملک شام میں خدا پرستی کا چراغ اسوقت جلایا جب تمام دنیا اصنام پرستی میں گرفتار تھی۔ وہ اپنے معبود کو یہواہ کے نام سے یاد کرتے تھے جو ابراہیم اسحاق و یعقوب کا خدا تھا۔ اور بنی اسرائیل کو مصر کی غلامی سے چھوڑا کر لایا تھا۔ وہ ازلی و ابدی حاضر و ناظر۔ حی و قیوم تھا۔ اُس نے تمام عالم اور جمیع مخلوقات کو اپنے حکم سے پیدا کیا۔ فرشتے اُس کے تابعدار۔ چاند۔ سورج۔ ستارے تابع فرمان۔ اُس کی حکومت و قدرت میں کوئی شریک نہیں وہ جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کرے۔ اپنے محبوب پرستاروں کو حضرت موسیٰ کی معرفت اُس نے حسب ذیل دس احکام سُنائے:۔

۱۔ میرے حضور تو غیر معبودوں کو نہ ماننا۔

۲۔ تو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا۔ تو اُنکے آگے سجدہ نہ کرنا اور نہ انکی عبادت کرنا۔

۳۔ خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ نہ لینا۔ اور جھوٹی قسم نہ کھانا۔

۴۔ تو سبت کا دن پاک ماننا اور اُس دن کوئی کام نہ کرنا۔

۵۔ تو اپنے باپ اور ماں کی عزت کرنا۔

۶۔ تو خون نہ کرنا

۷۔ تو زنا نہ کرنا۔

۸۔ تو چوری نہ کرنا۔

۹۔ تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔
۱۰۔ اپنے پڑوسی کے گھر کی یا بیوی کی یا اور کسی چیز کی لالچ نہ کرنا۔
علاوہ ان دس احکام کے جو خداوند قدوس کی بارگاہ سے نازل ہوئے حضرت موسیٰ نے اُن کی تشریح و توضیح میں بہت سے قواعد منضبط فرمائے تھے۔ مثلاً
۱۔ مسافر کو نہ ستانا اور نہ اُس پر ستم کرنا۔
۲۔ کسی بیوہ یا یتیم کو دکھ نہ دینا۔
۳۔ تو جھوٹی بات نہ پھیلانا۔
۴۔ تو کنگال لوگوں کے معاملہ میں انصاف کا خون نہ کرنا۔
۵۔ تو رشوت نہ لینا۔
۶۔ اگر اپنے لوگوں میں کسی کو قرض دے تو اُس سے قرضخواہ کی طرح سلوک نکرنا اور اُس سے سود نہ لینا۔
۷۔ اگر تو کسی وقت اپنے ہمسائے کے کپڑے گرو رکھ لے تو سورج کے ڈوبنے تک اسکو واپس کر دینا۔
۸۔ بوڑھوں کی عزت کرو۔
۹۔ گونگے بہرے کو گالی نہ دو اور اندھے کے راستے میں اینٹ پتھر نہ رکھو۔
۱۰۔ ناپ تول میں کمی نہ کرنا۔ پیمانے اور باٹ ہمیشہ سچے رکھنا۔
۱۱۔ اپنے بھائی سے دلی نفرت نہ رکھنا۔
۱۲۔ پڑوسی کو کبھی نہ جھڑکنا۔
۱۳۔ عورت مرد کا لباس نہ پہنے۔ اور نہ مرد عورت کی پوشاک پہنے۔
۱۴۔ جب تم کوئی نیا گھر بناؤ تو اپنی چھت پر منڈیر ضرور بنوانا۔
۱۵۔ بیل اور گدھے کو ایک ساتھ جوت کر ہل میں نہ چلانا۔
۱۶۔ تم اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دینا۔

۱۷۔ جب تم ہمسایہ کے تاکستان میں جاؤ تو جتنے انگور چاہو پیٹ بھر کر کھاؤ مگر کچھ برتن میں نہ رکھ لینا۔
۱۸۔ چکی کے پاٹ کو کوئی گرو نہ رکھے کیونکہ یہ آدمی کی جان کو رہن رکھنے کے برابر ہے۔

مذہب یہود کا لب لباب اس حکم میں ہے:۔

خداوند ہمارا خدا ایک وہی خداوند ہے۔ تو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا سے محبت رکھ (استثنا۔ باب ۶۔ آیت ۵)

عبادت خانہ یروشلیم کا تفصیلی بیان عہد نامۂ عتیق میں موجود ہے مگر اُس کو نقل کرنا بیسود ہے کیونکہ اب عمارت کا کوئی حصہ سوائے ایک دیوار کے باقی نہیں ہے۔ اور وہ دیوار فلسطین کے باشندوں کے درمیان فتنہ و فساد کی بنیاد ہے۔ البتہ یہ واقفیت مفید ہے کہ اس عبادتگاہ میں ایک قربانگاہ سوختنی قربانیوں کے لئے مخصوص تھی۔ ایک حوض تھا جس میں درگاہ کے خدام فرائض منصبی کی بجا آوری سے پہلے ہاتھ اور پاؤں دھویا کرتے تھے۔ ایک میز تھا جس پہ بارہ بے خمیر کی روٹیاں دو قطاروں میں ہر وقت رکھی رہتی تھیں اور بخور جلتے تھے۔ سبت کے دن وہ روٹیاں اُٹھائی جاتی تھیں۔ خدام اُن کو کھاتے تھے۔ اور دوسری روٹیاں اُن کی جگہ رکھ دیتے تھے۔ عبادتگاہ میں ایک شمعدان تھا جس پر ایک چراغ دن رات روشن رہتا تھا۔ یہود کی عبادت زیادہ تر قربانی اور نیاز کی صورت میں ہوتی تھی۔ دعا اور استغفار کو زیادہ اہمیت نہ تھی۔ البتہ تلاوت توریت کی سخت تاکید تھی۔ نیاز اور کفارۂ گناہاں کی قربانی میں جانور ذبح کئے جاتے تھے۔ مگر شکرانہ کے طور پر نباتات بھی پیشکش ہو سکتی تھی۔ قربانیوں کے ساتھ عموماً غلہ کی کوئی قسم بھی ہوتی تھی۔ اور شراب یا کوئی دوسری پینے کی چیز بھی حاضر کی جاتی تھی۔ قربانی صرف گائے بیل بھیڑ بکری کی درست تھی۔ ہرن اور چیتل وغیرہ کی قربانی جائز نہ تھی۔ پرندوں میں فاختہ اور کبوتر بھی قربانی کے لئے لائے جاتے تھے۔ مگر مچھلی ممنوع تھی۔ نباتاتی نیاز میں آٹا یا بھنا ہوا غلہ ہوتا تھا۔ جو کی بالی عید فطیر کے وقت۔ گیہوں عید مجمع میں۔ زیتون اور انگور عید خیام

میں پیش ہوتے تھے۔ نباتاتی نیاز کے ساتھ شراب اور تیل ضروری تھے۔ نمک ضرور شامل کیا جاتا تھا۔ نذر کے لئے اناج کم از کم اِس قدر ہونا چاہیئے کہ ایک شخص کی ایک دن کی خوراک کے لئے کافی ہو۔ شراب یا کوئی اور نشہ آور چیز عبادت گاہ میں استعمال کرنے کی اجازت نہ تھی۔ شراب جو نذر میں آتی تھی اُس کا ایک حصہ آگ میں ڈالا جاتا تھا۔ قربانیاں روزانہ ہوتی تھیں اور آگ قربانگاہ میں ہر وقت موجود رہتی تھی۔ نذر کی قربانی مسلم جلائی جاتی تھی۔ اور دوسری اقسام کی قربانیوں کا صرف ایک حصہ جلایا جاتا تھا۔

سوختنی قربانی کے لئے "بے عیب نر" ضروری تھا۔ مگر شکرانہ کی قربانی میں "نر" کی قید نہ تھی۔ قربانی کا سینہ اور داہنا بازو خدام درگاہ کا حق تھا۔ اور وہی اُس کو کھاتے تھے۔ سب چربی مع گُردوں اور دُنبہ کی چکتی کے قربانگاہ پر جلادی جاتی تھی۔ کفارے کی کھال۔ سر۔ پیٹ وغیرہ عبادت خانہ کے باہر جلائے جاتے تھے۔ غربا ایک گناہ کے کفارے میں دو فاختہ یا کبوتر نذر کرتے تھے۔ دولتمندوں کے لئے ہر گناہ کے عوض ایک چوپایہ مقرر تھا۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی پر رشک کرے تو عدالت میں مقدمہ دائر کرنے سے پہلے اُس کو رشک و حسد کے کفارہ میں نباتاتی نذر معبد میں لانا لازم تھا۔ دغابازی کے کفارہ میں نر جانور لیا جاتا تھا۔ اگر کوئی شخص بالکل مفلس ہو تو وہ کفارہ کے لئے آٹا بغیر تیل اور بخور کے لا سکتا تھا۔ بنی اسرائیل کا ہر پہلوٹھا بیٹا خدا کے لئے نذر تھا۔ جب وہ ایک مہینہ کا ہو جائے تو معبد میں حاضر کیا جاتا تھا اور وہاں سے والدین اُس کو خرید کر لاتے تھے۔ قیمت برائے نام ہوتی تھی۔ ہر جانور کا پہلا بچہ قربان کیا جاتا تھا اور اُس کا گوشت خدام معبد کھاتے تھے۔ اگر وہ جانور ناپاک ہو تو فروخت کر دیا جاتا تھا۔ خادم عبادت گاہ کو ہر ناپاکی سے دور رہنا لازم تھا۔ وہ مُردے کے پاس بھی نہ جا سکتا تھا۔ بجز اس کے کہ وہ متوفی اُس کا باپ۔ بھائی۔ بیٹا۔ ماں۔ لڑکی یا بن بیاہی بہن ہو اگر خدام کی لڑکی کسی اخلاقی گناہ کی مرتکب ہو تو وہ جلادی جاتی تھی۔ سب لادیوں کو کل پیداوار

زمین کا دسواں حصہ اور مویشیوں میں افزائش کا دسواں حصہ بطور نذر کے سال بسال ملتا تھا۔

قوانین و قصاص

یہود کے یہاں حقوق نفس۔ حقوق مال اور اصلاح اخلاق کی بابت جداگانہ قواعد تھے۔ ہر ایک نوع کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

حقوق نفس

قتل عمد کی سزا موت ہے۔ اگر غفلت یا نادانستگی سے ہلاکت واقع ہو تو قاتل خونبہا ادا کر سکتا ہے۔ مقدس شہروں میں پناہ لے سکتا ہے۔ اس عہد کے متولی اعظم کی زندگی تک خلوت گزین ہو مگر جب نیا متولی سجادہ نشین ہو تو پہلے کے خون معاف ہیں۔ وہ بیخوف اپنے وطن کو واپس آسکتا ہے عام طور پر قصاص کا قانون یہ تھا کہ جان کے بدلے جان۔ آنکھ کے بدلے آنکھ۔ دانت کے بدلے دانت۔ ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ جلانے کے عوض جلانا۔ زخم کے عوض زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ جو شخص اپنے باپ یا ماں کو مارے یا ان پر لعنت کرے وہ جان سے مارا جائے۔ رواج تھا کہ قصاص کا حکم صرف اُن حالات میں دیا جاتا تھا جب بدنیتی سے یا بالارادہ تکلیف پہونچائی ہو ورنہ عموماً جسمانی آزار کے عوض جرمانہ وصول کیا جاتا تھا۔ اگر کسی مقتول کی لاش ملے اور قاتل معلوم نہ ہو تو اکابر اور سردار جائے وقوعہ کے قریب ایک جوان بچھڑا جس نے محنت نہ کی ہو ذبح کرتے تھے۔ اور اپنے ہاتھ دھو کر گیت گاتے تھے۔ یہ قربانی قتل کا معاوضہ سمجھی جاتی تھی کسی شخص کے خلاف ایک ہی گواہ کافی نہ تھا۔ بلکہ دو گواہ یا تین گواہوں کے کہنے سے اثبات جرم ہوتا تھا۔ جرمانہ کسی دوسری سزا کے ساتھ شامل نہیں کیا جاتا تھا۔ تازیانہ کی انتہائی مقدار ۳۹ تھی۔ سزائے موت شاذ و نادر دی جاتی تھی۔

حرام و حلال

مذہب یہود میں حسب ذیل جانوروں اور پرندوں کا گوشت حرام تھا۔

۱۔ اونٹ

۲۔ سور

۳۔ خرگوش

۴- چیل - گدھ - کوا ہر قسم کا -

۵ - باز - عقاب - بگلا ہر قسم کا

۶- شترمرغ - ہدہد

۷ - چمگادڑ - بوم - قاز

جن جانوروں کی پانوں کی انگلیاں الگ الگ اور چری ہوئی ہوں اور وہ جانور جگالی بھی کرتے ہوں اُنکا گوشت حلال ہے - آبی جانوروں میں سے وہ حلال تھے جن کے پر اور چھلکے (سفنے) ہوں - سب رینگنے والے جانور ناپاک تھے - جو جانور اپنی طبعی موت سے مرجائے وہ حرام ہے - مگر پردیسی مسافروں کو یعنی غیر اقوام کو یہ کھلایا جاسکتا ہے - اور انہیں کے ہاتھ فروخت ہوسکتا ہے - درندوں کے پھاڑے ہوے جانور کا گوشت حرام ہے وہ کتوں کے آگے پھینک دیا جائے - غیر ذبیحہ گوشت سب حرام ہے - خون کا پینا حرام چربی حرام بلکہ اعصاب کی موٹی نسین بھی حرام -

غلاموں کے حقوق

غلام خاندان کا ایک رکن ہے - مذہبی تیوہاروں میں شریک کیا جائے - اگر کوئی عبرانی غلام بنایا جائے تو اُس کی غلامی کی مدت صرف ۶ سال ہے - ساتویں برس وہ آزاد ہے - اگر وہ تنہا آیا تھا تو تنہا جائیگا - اگر مالک کے گھر میں شادی کی تو بیوی بچے آقا کے تصرف میں چھوڑکر اکیلا جائیگا - اگر وہ آزادی سے انکار کرے تو دروازے کی چوکھٹ پر اُس کا کان چھیدا جائے اور وہ تمام عمر کے لئے غلام ہے - اگر کوئی شخص بھگا کر کسی آزاد کو غلام بنانے کے لئے لیجائے تو اس کی سزا موت ہے - اگر کوئی آقا اپنے غلام یا لونڈی کو ایسا مارے کہ اُس کی آنکھ پھوٹ جائے یا دانت ٹوٹ جائے - تو آنکھ یا دانت کے عوض غلام کو آزاد کردے - اگر کسی کا بیل غلام کو سینگ سے زخمی کرے تو غلام کے آقا کو بیل کا مالک تیس ثقل چاندی تاوان میں دے اور بیل سنگسار کیا جائے -

اصلاح اخلاق — اصلاح اخلاق کے احکام پہلے درج ہو چکے ہیں۔ چند مزید ہدایتیں یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

۱۔ تو اپنے قوم کے سردار پر لعنت نہ بھیجنا۔

۲۔ اگر کوئی شخص اپنے ہمسایہ کو فریب دے یا جھوٹی قسم کھائے تو جو چیز ظلم سے چھینی ہو یا جس شے کے بارے میں جھوٹی قسم کھائی ہو اُس چیز کو پورا پورا واپس کرے اور اصل کیساتھ پانچواں حصہ بڑھا کر دے۔

۳۔ تم دغا نہ دینا اور ایک دوسرے سے جھوٹھ نہ بولنا۔

۴۔ مزدور کی مزدوری صبح تک رہنے نہ پائے شام ہی کو ادا کر دی جائے۔

۵۔ جو پردیسی تمھارے ساتھ رہتا ہو اُس کو دیسی کی طرح ماننا۔

۶۔ تم جادو منتر نہ سیکھنا اور شگون نہ لینا۔

۷۔ اگر تمھارا بھائی مفلس ہو جائے تو تم اُسے سنبھالنا۔ وہ پردیسی اور مسافر کی طرح تمھارے ساتھ رہے۔ تم اُس سے سود یا نفع نہ لینا۔

۸۔ تم اپنے غریب اور محتاج خادم پر ظلم نہ کرنا خواہ وہ تمھارے بھائیوں سے ہو خواہ پردیسی غروب آفتاب سے پہلے اُس کی اُجرت دینا۔

۹۔ بیٹوں کے بدلے باپ مارے نہ جائیں۔ اور نہ باپ کے بدلے بیٹے مارے جائیں۔

حقوقِ مال — اگر کوئی شخص گڈھا کھودے اور اُس کا مُنہ نہ ڈھانپے اور کوئی بیل یا گدہا اس میں گر جائے تو گڈھے کا مالک تاوان ادا کرے اور مردہ یا زخمی شدہ جانور کو خود لے لے۔ اگر کوئی آدمی بھیڑ یا بیل چُرالے اور اُسے ذبح کر ڈالے یا فروخت کر دے تو ایک بیل کے بدلے پانچ بیل اور ایک بھیڑ کے بدلے چار بھیڑ بطور جرمانہ کے دے۔ اگر چور رات کے وقت سیند لگاتے پکڑا جائے تو اُس کے خون کا قصاص نہیں۔ اگر چور دن کے وقت پکڑا جائے تو اُس کا قتل جائز نہیں۔ چور سے مال مسروقہ واپس ملے تو دو گنا مال لیا جائے۔ اگر چور کے پاس مال نہ ہو تو وہ کسی عبرانی کے ہاتھ غلام بنا کر فروخت کیا جائے۔ یہاں تک کہ جرمانہ ادا کرے۔

گرمیوں کے اختتام پر دوسری فصل کی کاشت سے پہلے کھیتوں کے جھاڑ جھنکار جلا دئے جاتے تھے۔ اگر وہ آگ بھڑک کر دوسرے شخص کے کھلیان یا کھڑی فصل یا کھیت کو نقصان پہونچائے تو جس نے آگ مشتعل کی ہو وہ معاوضہ ادا کرے۔ اگر دو بیل آپس میں لڑیں اور ایک مرجائے تو زندہ رہنے والا بیل فروخت کیا جائے اور اُس کی قیمت دونوں مالکان راس نصف نصف تقسیم کرلیں۔ اگر معلوم ہو کہ ان میں سے کسی بیل کی عادت سینگ مارنے کی تھی اور مالک نے اُس کو باندہ کر نہیں رکھا تو اُس مالک کو بیل کے بدلے بیل دینا ہوگا۔ اور مردہ جانور اُس کو ملیگا۔

مذہبی تہوار

سال میں تین بڑی عیدیں ہوتی تھیں۔ اول عید فطیر۔ دوسری عید مجمع۔ تیسری عید خیام انکے علاوہ دو عیدیں اور تھیں۔ عید تجدید اور عید پیورم۔ عید فطیر۔ پہلے[ل] مہینہ کی پندرہ تاریخ سے شروع ہوتی تھی۔ اور سات دن رہتی تھی۔ یہ نزول توریت کی یادگار تھی۔ عید خیام ساتویں مہینہ کی پندرہویں تاریخ سے شروع ہوتی تھی۔ یہ اُس عہد سرگردانی کی یادگار تھی جب بنی اسرائیل ۴۰ برس تک بیابان و ریگستان میں دشت پیما رہے تھے اور خیموں میں زندگی بسر کی تھی۔ یہ عید آٹھ دن

ل یہودیوں کا سال شمسی تھا اور مہینہ قمری۔ مہینوں کی فہرست حسب ذیل ہے۔

۱۔ ابیب یا نیسان	(تقریباً ماہ اپریل مطابق سنہ عیسوی)	۳۰ یوم	موسم بہار	
۲۔ ضیف	(؍؍ ؍؍ مئی ؍؍ ؍؍ ؍؍)	۲۹ یوم	؍؍ ربیع	
۳۔ سیوان	(؍؍ ؍؍ جون ؍؍ ؍؍ ؍؍)	۳۰ یوم		
۴۔ تموز	(؍؍ ؍؍ جولائی ؍؍ ؍؍ ؍؍)	۲۹ یوم	موسم گرما	
۵۔ آب	(؍؍ ؍؍ اگست ؍؍ ؍؍ ؍؍)	۳۰ یوم		
۶۔ ایلول	(؍؍ ؍؍ ستمبر ؍؍ ؍؍ ؍؍)	۲۹ یوم		
۷۔ تشرین	(؍؍ ؍؍ اکتوبر ؍؍ ؍؍ ؍؍)	۳۰ یوم	عدالتی سال اسی ماہ سے شروع ہوتا تھا۔	
۸۔ بُل	(؍؍ ؍؍ نومبر ؍؍ ؍؍ ؍؍)	۲۹ یوم	موسم کاشت	
۹۔ کسلو	(؍؍ ؍؍ دسمبر ؍؍ ؍؍ ؍؍)	۳۰ یوم		
۱۰۔ تبت	(؍؍ ؍؍ جنوری ؍؍ ؍؍ ؍؍)	۲۹ یوم	موسم سرما	
۱۱۔ شبات	(؍؍ ؍؍ فروری ؍؍ ؍؍ ؍؍)	۳۰ یوم		
۱۲۔ آذر	(؍؍ ؍؍ مارچ ؍؍ ؍؍ ؍؍)	۲۹ یوم		

رہتی تھی۔ عید تجدید نویں مہینہ کی پچیس تاریخ کو ہوتی تھی۔ اور معبد یروشیلم کی دوبارہ تعمیر کی یادگار تھی۔ اس رات کو چراغاں کیا جاتا تھا۔ عید پیورم۔ بارہویں مہینہ کی چودہ اور پندرہ تاریخ کو ہوتی تھی۔ اور ملکۂ استر کی بدولت قتل عام سے نجات کی یادگار تھی۔

پہلی تین عیدوں میں عبادتگاہ سلیمانی کی حاضری واجب تھی۔ عام طور پر جو زائرین عید فطیر کے لئے آتے تھے وہ عید مجمع تک یروشیلم میں حاضر رہتے تھے۔ اور شہر کے باہر دور دور تک خیموں کا جنگل نظر آتا تھا۔ عید فطیر میں سات دن تک یہودی بے خمیر کی روٹی کھاتے تھے۔ اور اُس پریشانی اور سراسیمگی کو یاد کرتے تھے۔ جب اُن کے اجداد کچی پکی روٹی کھا کر مصر سے فرار ہوئے تھے۔ اُس عید کے وقت جو کی فصل تیار ہو جاتی تھی۔ اور دستور تھا کہ جو کی پختہ بالیاں عید کے دوسرے دن قربانگاہ پر چڑھائی جاتی تھیں۔ حکم تھا کہ ایک بے عیب یک سالہ نر بکرا یا بھیڑ ذبح کر کے مسلم بھونا جائے اُس کی کوئی ہڈی ٹوٹنے نہ پائے۔ اور یہ گوشت بے خمیر روٹی کے ساتھ کھایا جائے "عید کے ذبیحہ کی چیز بی صبح تک باقی نہ رکھنا۔" اور "حلوان کو اُس کی ماں کے دودھ میں نہ پکانا۔" اگر کسی عذر سے نیسان کی پندرہ تاریخ کو یہ عید نہ منائی جا سکے تو دوسرے مہینہ کی پندرہ تاریخ کو یہ مراسم ادا کئے جائیں۔ "جب تک تم اپنے خداوند کے لئے چڑھاوا نہ لاؤ نئی فصل کی روٹی یا بھنا ہوا اناج یا ہری بالیں ہرگز نہ کھانا۔" عید مجمع کے وقت فصل ربیع تیار ہوتی تھی۔ گیہوں کے انبار عبادت خانہ میں نذر کئے جاتے تھے۔ پھل اور اناج قربانگاہ پر چڑھاتے شکرانہ کے گیت گاتے اور خدا کی حمد کرتے تھے۔ عید خیام کے موقع پر یہودی خیموں یا جھونپڑوں میں سکونت کرتے تھے انپر کھجور کی شاخیں لپیٹتے۔ مہندی کی ڈالیاں لگاتے اور اجداد کی بادیہ پیمائی کو یاد کرتے تھے اس موسم میں زیتون اور انگور تیار ہوتے تھے اور وہ قربانگاہ پر چڑھائے جاتے تھے۔ ساتویں مہینہ کی چاندرات سے (یعنی ماہ تشرین کی پہلی تاریخ سے) یہودیوں کا عدالتی[۱] اور کاروباری سال

---

[۱] آج کل ہندوستان میں بھی عدالت ہائے مال کا سال اسی ماہ تشرین یعنی اکتوبر سے شروع ہوتا ہے۔

شروع ہوتا تھا۔ اُس دن آرام کا حکم تھا۔ توبہ استغفار کرتے اور عبادت گاہ میں قربانیاں حاضر لاتے تھے۔ نرسنگھا پھونکا جاتا تھا اور آغاز سال کا اعلان ہوتا تھا۔ اسی ماہ کی دسویں تاریخ کفارہ کا دن تھا۔ نویں کی شام سے دسویں کی شام تک ۲۴ گھنٹہ کا روزہ رکھتے تھے۔ پندرہویں تاریخ سے عید خیام شروع ہوتی تھی اور اُس کا آخری دن جشن و ضیافت کے لئے وقف تھا۔ اِن مقررہ تیوہاروں کے سوا ہر چاند رات کے دوسرے دن عید منائی جاتی تھی۔ اُس روز دو سانڈ۔ ایک مینہ اور سات بھیڑیں قربانی کے لئے حاضر کی جاتی تھیں۔ کبھی کبھی ایک بکرا بھی بطور کفارہ کے شامل کیا جاتا تھا۔ ہر اسرائیلی کا خیمہ مسافروں کے لئے کھلا رہتا تھا۔ ہر وارد و صادر کی دعوت کرتے تھے اور جب وہ رخصت ہو تو کچھ دور تک مشایعت بھی واجب سمجھتے تھے۔ ہر فصل میں کھیت کے کنارے کی پیداوار غربا اور مسافروں کے لئے وقف تھی اور یہ کھیت کے ۱/۶ حصہ سے کم نہ ہوتی تھی۔ قاعدہ تھا کہ جو انگور ٹپک کر گر پڑے وہ غریب اور مسافر کا حق ہے۔

اسکو عربی یہودی یوم عاشورہ کہتے تھے

سبت

ہر ہفتہ میں سنیچر کا دن عبادت گزاری کے لئے وقف تھا۔ اُس دن کسی قسم کا دنیوی کام جائز نہ تھا لکڑی چننا اور روٹی پکانا بھی ممنوع تھا۔ شہر کے باہر دو ہزار قدم سے زیادہ چلنے کی اجازت نہ تھی یوم سبت جمعہ کے دن غروب آفتاب سے شروع ہوتا اور سنیچر کے دن غروب کے وقت ختم ہوتا تھا۔ ہر ساتواں سال سبت کا برس کہا جاتا تھا۔ اس سال زمین کو بھی آرام دیا جاتا تھا جوتنے بونے کی اجازت نہ تھی۔ جو فصل کھیتوں میں اُس سال خود بخود پیدا ہو جائے وہ غریبوں کیلئے وقف تھی۔ اس سال کوئی قرضہ اسرائیلیوں سے وصول نہیں کیا جاتا تھا۔ اور آزادی کا اعلان کیا جاتا تھا۔ ہر غلام آزاد ہر رہن واپس۔ ہر قرض منسوخ

پوشاک

شامیون کا لباس زمانۂ حال میں قریب قریب وہی ہے جو قدیم یہود کا تھا۔ کرتا۔ ڈھیلا پائجامہ مع کمربند۔ صدری۔ عبا۔ رومال و سرپیچ۔ اُس کے علاوہ ایک جبہ بکری یا اونٹ کے بالوں کا سر سے پانوں تک ڈھانکنے کے لئے موسم سرما میں استعمال ہوتا تھا۔ وہ اپنے پیراہنوں کے

کنارے جھالر لگاتے اور اُس پر آسمانی رنگ کا ڈوراٹا نکتے تھے۔ حضرت ہارون کا خاندان مذہبی خدمت کے لئے وقف تھا۔ اُن کا لباس زیادہ تفصیل سے معلوم ہے۔ اُن کی عبا سفید رنگ کے کتان کی ہوتی تھی۔ کمر بند نیلا۔ سُرخ یا گلابی ہوتا تھا۔ پاجامہ زانو تک ہوتا تھا۔ پگڑی عبادت کے وقت سر سے اُتاری نہ جاتی تھی۔ متولی اعظم سر پر تاج نما ٹوپی پہنتا تھا اور اُس پر الفاظ "تقدیس خداوند" تحریر ہوتے تھے۔ وہ ایک زرتارا فود کا جُبہ آسمانی رنگ کا زیب تن رکھتا تھا جس پر ۱۲ سلیمانی پتھر ٹکے ہوتے تھے۔ دل کے قریب وہ ایک سینہ بند لگائے رکھتا تھا جس پر بارہ بیش بہا جواہر چار قطاروں میں ہوتے تھے۔ اور ہر پتھر پر ایک سبط بنی اسرائیل کا نام کندہ ہوتا تھا۔

پہلی قطار میں یاقوت سُرخ۔ پکھراج اور گوہر شب چراغ

دوسری قطار میں زمرد۔ نیلم اور ہیرا۔

تیسری قطار میں۔ لشم۔ یشم۔ اور یاقوت

چوتھی قطار میں۔ فیروزہ سنگ سلیمانی اور زبرجد

یہ سینہ بند "عدل" کے لقب سے مشہور تھا۔ اور الہام گاہ میں داخلہ کے وقت اُسکا زیب جسم ہونا لازم تھا۔ اور یہ بارہ پتھر "اوریم اور تمیم" (یعنی انوار و کمالات کا سرچشمہ) کہلاتے تھے۔ جُبّے کے دامن میں چاروں طرف آسمانی۔ ارغوانی اور سُرخ رنگ کے انار بنے ہوتے تھے اور اُن کے درمیان سونے کی گھنٹیاں ہوتی تھیں تاکہ جب متولی اعظم مقدس ترین حصہ معبد کے اندر داخل ہو یا وہاں سے باہر نکلے تو گھنٹیوں کی آواز سے خلقت ہوشیار ہو جائے۔ متولی اعظم کا پورا لباس سینہ بند۔ افود۔ جبہ۔ چارخانہ کا کرتا۔ پائیجامہ۔ کمر بند اور عمامہ تھا۔ وہ عبادتخانہ میں ننگے پاؤں داخل ہوتے تھے۔ عورتیں باریک کتان کا لباس پہنتی تھیں پائیجامہ۔ اوڑھنی یا دوپٹہ دستار۔ نقاب اور برقع معمولی پوشاک تھی۔ اُن کے عام پسند زیورات یہ تھے خلخال جالیاں

---

۵۱ ملاحظہ ہو کتاب شعیا نبی باب ۳ آیت ۱۸ تا ۲۳۔

چاند۔ آویزے پہنچیاں ۔تاج۔ پازیب ۔ ٹیکے ۔عطردان ۔ تعویذ۔ انگوٹھیاں اور حسب وہ شعیا نبی کے قول کے مطابق شوخ چشمی سے خراماں ہوتی تھیں۔ ناز رفتاری کرتی اور پانوں سے گھنگرو بجاتی تھیں

شادی و غمی

بنی اسرائیل نکاح کو فرائض مذہبی میں شمار کرتے تھے۔ کفائت کا لحاظ ضروری تھا۔ غیراقوام میں شادی کی اجازت نہ تھی۔ عورت کا مرتبہ مرد سے کمتر نہ تھا۔ یہودی عورتیں بے تکلف باہر نکلتیں۔ بازاروں اور میدانوں میں پھرتی تھیں۔ اگر کئی بھائی ساتھ رہتے ہوں اور اُن میں سے ایک بے اولاد کے مرجائے تو اُس مرحوم کی بیوی کسی اجنبی سے بیاہ نکرے بلکہ شوہر کا بھائی اُسے اپنی بیوی بنالے۔ اور اس عورت کے جو پہلا بچہ ہو وہ مرحوم بھائی کا بیٹا کہلائے اگر کوئی شخص اپنی بیوہ بھاوج سے بیاہ نہ کرنا چاہے تو اُس کی بھاوج شہر کے پھاٹک پر بزرگوں کے پاس جائے اور کہے کہ میرا دیور اپنے بھائی کا نام بحال رکھنے سے انکار کرتا ہے ۔تب اُس شہر کے اکابر اُس بھائی کو بلوا کر سمجھائیں۔ اگر وہ تب بھی منظور نہ کرے تو اُسکی بھاوج بزرگوں کے سامنے اُس کے پانوں سے جوتی اُتارے اور تھوک دے تب وہ عورت آزاد ہوگی۔ جسکے ساتھ چاہے شادی کرلے۔ جب کوئی اسرائیلی نئی شادی کرے تو حکم تھاکہ وہ سال بھر تک لڑائی کے لئے نہ نکلے بلکہ اپنے گھر میں رہکر بیوی کو خوش کرے اگر کوئی شخص کسی باکرہ کو بیحرمت کرے تو لازم ہے کہ مہر ادا کرکے اُس سے شادی کرلے۔ جو خلاف وضع فطری کام تکب ہو جان سے مارا جائے حسب ذیل رشتہ داروں سے نکاح حرام تھا۔

ماں ۔ باپ کی دوسری بیوی۔ بہن (باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے یا دونوں طرف سے) پوتی۔ نواسی۔ باپ کی بیوی کی بیٹی۔ پھوپھی۔ خالہ چچی۔ بہو۔ بھاوج۔ ماں اور اُس کی بیٹی سے بیک وقت نکاح حرام تھا۔ سالی سے بیاہ اُس کی بہن کی زندگی میں ممنوع تھا۔ غم و مصیبت میں بدن نوچنا ممنوع تھا۔

وراثت

بڑے بیٹے کو باپ کی جائیداد میں دو حصے ملتے تھے۔ بقیہ جائیداد کل اولاد میں بحصہ مساوی

تقسیم ہوتی تھی۔ باپ کو اختیار نہ تھا کہ وہ بذریعہ وصیت کے کسی ایک بیٹے کو دوسرے سے زیادہ دلائے۔ اگر کسی متوفی کے صرف لڑکیاں ہوں تو وہ کل جائیداد کی وارث ہوتی تھیں مگر شرط تھی کہ اپنے ہی خاندان میں شادی کریں۔ اگر کسی متوفی کے لڑکیاں بھی نہوں تو قریبی رشتہ دار وارث ہوتے تھے۔ عبرانیوں کے سب بیٹے برابر تھے۔ کوئی خاندان نسب میں اونچا یا نیچا نہ سمجھا جاتا تھا۔ ذات کی کوئی تفریق نہ تھی۔ شہر کے پھاٹک پر اکابر ایک مقررہ وقت میں جمع ہوتے اور نزاعات کا فیصلہ کرتے تھے۔ باپ کو اپنے بیٹے یا بیٹی پر اُس کی شادی سے پہلے پورا اختیار تھا وہ اگر چاہے تو اپنی اولاد کو چند روز کے لئے رہن بھی رکھ سکتا تھا۔

بنی اسرائیل غروب آفتاب سے دوسرے دن کے غروب آفتاب تک ایک روز شمار کرتے تھے۔ رات تین پہر کی ہوتی تھی۔ پہلا پہر غروب آفتاب سے آدھی رات تک۔ دوسرا پہر نصف شب سے تقریباً ۳ بجے تک اور تیسرا پہر ۳ بجے سے چھ بجے تک۔ اوقات

دن کے بھی تین پہر ہوتے تھے۔ پہلا پہر طلوع آفتاب سے ۱۰ بجے تک۔ دوسرا پہر ۱۰ بجے سے ۲ بجے تک اور تیسرا پہر ۲ بجے سے ۶ بجے تک۔

اسیری بابل سے پہلے یہود میں سکوں کا رواج نہ تھا۔ سونے چاندی کے وزن پر اشیاء کی قیمت ہوتی تھی۔ ایک "ثقل" چاندی زمانۂ حال کے تقریباً ۲؎ کے برابر ہوتی تھی۔ اسی شرح حساب سے "$\frac{1}{2}$ ثقل" "$\frac{1}{4}$ ثقل" "$\frac{1}{20}$ ثقل" وغیرہ وغیرہ اوزان مروج تھے۔ سکے

بابل سے واپسی کے بعد ایرانی درہم و دینار فلسطین میں رائج ہوئے۔ ان سکوں پر ایک طرف شہنشاہ ایران کی تصویر ہوتی تھی۔ ایشیاء کوچک میں سکوں کا رواج ساتویں صدی قبل مسیح سے تھا۔ لیکن فلسطین میں بنی اسرائیل کی واپسی از بابل سے پہلے (یعنی ۵۳۶ قبل مسیح سے پہلے) سکوں کا چلن نہیں ہوا تھا۔ سکندر اعظم کے حملہ کے بعد یہودی مصر کے ٹالمیوں اور شام کے یونانیوں کے ماتحت ہوئے اسوقت یہاں مصر اور علاقہ سواحل کے سکے چلنے لگے۔

شمعون مقابی نے یروشلیم کی خودمختاری کا ۱۴۱ء قبل مسیح میں اعلان کیا تو اُس نے جدید سکے بنائے۔ غالباً یہی پہلے سکے تھے جو یہود نے خود بنوائے۔ ان کا "ثقل" ۲۲۴ گرین کا ہوتا تھا۔ اور اُس پر ایک طرف عبرانی زبان میں "ثقل اسرائیل" کندہ ہوتا تھا اور دوسری طرف تین گلِ لالہ بنے ہوتے تھے۔ جن پر "مقدس یروشلیم" لکھا ہوتا تھا۔

علمائے یہود کے چند زرین اقوال

:(ماخوذ از تالمود):

۱۔ خدا سے رحم کی التجا اُس وقت تک کرتے رہو کہ تم قبر میں جاؤ۔

۲۔ جب تمھاری گردن پر تلوار ہو اُس وقت بھی دعا سے غافل نہ رہو

۳۔ کسی کی بُرائی کرنے یا بُری بات کہنے کے لئے اپنا مُنھ نہ کھولو۔

۴۔ تم دوسروں کے ساتھ ویسا سلوک نہ کرو جیسا تم اپنے ساتھ پسند نہ کرتے

۵۔ پہلے سیکھو تب سکھاؤ۔

۶۔ کم لوگ ہیں جو اپنی غلطیوں کا احساس کرتے ہوں۔

۷۔ جوانی گلاب کے پھولوں کا ہار ہے۔

۸۔ مہندی ریگستان میں ہو تب بھی مہندی ہے۔

۹۔ جو دروازہ غریب کے لئے نہیں کھلتا وہ ڈاکٹر اور حکیم کے لئے کھلیگا۔

۱۰۔ ہوا کے پرند بھی کنجوس سے نفرت کرتے ہیں۔

۱۱۔ اگر تمھارے پاس روپیہ نہ ہو تو نیلام میں نہ جاؤ۔

۱۲۔ معاملت خوش قسمت لوگوں سے کرو

۱۳۔ تیرے دیوار کی کمزوری چور کو مدعو کرتی ہے۔

۱۴۔ کوئی عہدہ انسان کو معزز نہیں بناتا بلکہ آدمی سے عہدہ کی عزت ہوتی ہے۔
۱۵۔ عاجز ترین شخص بھی اپنے گھر کا بادشاہ ہے۔
۱۶۔ اگر لومڑی کو سلطنت ملے تو اُس کی بندگی بجالاؤ۔
۱۷۔ جو ڈاکٹر مفت نسخہ لکھتا ہے۔ وہ دوا بھی واہیات تجویز کرتا ہے۔
۱۸۔ گلاب کے پھول کانٹوں میں ہوتے ہیں
۱۹۔ شراب آقا کی ہوتی ہے۔ لیکن ساقی کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔
۲۰۔ جب مال ایک شہر میں فروخت نہ ہو تو دوسرے شہر میں کوشش کرو۔
۲۱۔ ایک تھیلی میں دو سکے، سو سکوں سے زیادہ شور مچاتے ہیں۔
۲۲۔ جب شراب دماغ تک پہونچتی ہے راز واسرار فرار ہو جاتے ہیں۔
۲۳۔ اونٹ نے سینگوں کی تمنا کی تو اُس کے کان کاٹ لئے گئے۔
۲۴۔ جو علم حاصل کرتا ہے وہ تجارت نہیں کر سکتا۔ تاجر کو کتب بینی سے ذوق نہیں ہوتا۔
۲۵۔ بے نمک گوشت صرف کتوں کی خوراک ہے۔ *
۲۶۔ موت کی ساعت تک اپنے نفس پر اعتماد نہ کرو۔
۲۷۔ جو اپنے جسم پر گوشت بڑھاتا ہے وہ کیڑوں کے لئے خوراک مہیا کرتا ہے۔
۲۸۔ جو کنواں تجھکو پانی دیتا ہے اُس میں پتھر نہ ڈال۔
۲۹۔ سچ بھاری ہے لہٰذا کم لوگ اس بوجھ کو اٹھانے کی ہمت کرتے ہیں۔
۳۰۔ بات کم کرو اور کام زیادہ کرو۔
۳۱۔ جس شخص سے آدمی محبت رکھتے ہیں اُس کو خدا بھی دوست رکھتا ہے۔
۳۲۔ بیوقوف عابد کے قریب نہ جاؤ
۳۳۔ لاش پر چوہا اور بلی دوست ہو جاتے ہیں۔

۳۴ - جو شخص اپنی جائداد کی روزانہ نگرانی کرتا ہے اُس کو روز ایک سکہ ملتا ہے۔

۳۵ - سپاہی لڑتے ہیں اور بادشاہ کی بہادری مشہور ہوتی ہے۔

۳۶ - بیوی انتخاب کرنے کے لئے ایک قدم نیچے اترو۔ دوست بنانے کے لئے ایک قدم اوپر جاؤ

۳۷ - سورج تیری مدد کے بغیر غروب ہو جائیگا۔

۳۸ - رنج و غم کے وقت جو بات زبان سے نکلی ہو اُس کا لحاظ نکرو۔

۳۹ - تم جس گناہ کو دو بار کروگے وہ تیسری بار تم کو گناہ نہ معلوم ہوگا۔

۴۰ - غصہ سے بچو تو گناہ سے بچوگے۔

۴۱ - خریداری اُسوقت کرو جب تم تنہا ہو۔ دوسرے خریدار بھی حاضر ہوں تو تم کچھ نہ کہو۔

۴۲ - جس چور کو سرقہ کا موقع نہیں ملتا وہ اپنے کو ایماندار سمجھنے لگتا ہے۔

۴۳ - کسی شخص سے نفرت نکرو۔ اور کسی کام کو محال نہ سمجھو۔ ہر انسان کے لئے ایک وقت ہے۔ اور ہر شے کے لئے ایک جگہ ہے۔

۴۴ - لوہا پتھر کو توڑتا ہے۔ آگ لوہے کو پگھلاتی ہے۔ پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ بادل پانی کو بھاپ کی شکل میں اُڑاتے ہیں۔ آندھی بادل کو بھگاتی ہے۔ آدمی آندھی سے مقابلہ کرتا ہے۔ خوف آدمی پر حکومت کرتا ہے۔ شراب خوف کو دفع کرتی ہے۔ نیند شراب پر غالب ہے۔ اور موت نیند کی مالک اور آقا ہے۔ لیکن خیرات موت سے بھی بچا سکتی ہے۔

۴۵ - یاد رکھو کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ کہاں جاؤگے؟ اور کس کے سامنے افعال کی جوابدہی کرنا ہے!!

۴۶ - ہر دن کو اپنی زندگی کا آخری دن سمجھو۔ عبادت گزاری اور افعال نیک سے موت کے لئے تیار رہو۔

۴۷ - عبادت میں بہ آواز بلند دعا مانگنا کچھ مفید نہیں۔ دل خدا کی طرف ہونا چاہیئے

۴۸۔ عورت کی موت کا اُس کے شوہر سے زیادہ کسی کو غم نہیں ہوتا۔

۴۹۔ جو شخص اپنی بیوی سے محبت کرے اور اُس کی عزت کرے وہ سعادت مند اولاد پائیگا۔

۵۰۔ اُس شخص سے دوستی نہ کرو جو اپنی بیوقوفیوں کو چھپانے کے لئے عابد وزاہد بنا ہو۔

۵۱۔ جہانداری کتب شریعت کے مطالعہ سے زیادہ سود مند ہے۔

۵۲۔ سب سے اچھا واعظ تیرا دل ہے۔ سب سے اچھا اُستاد" وقت ہے" سب سے اچھی کتاب" دنیا" اور سب سے اچھا دوست خدا ہے۔

خاتمہ

افسانہ ختم۔ داستان گو رخصت۔ شمع خاموش۔ محفل برخاست۔

چند مہینے بزرگوں کی پاک مجلس میں حاضری کا شرف رہا۔ بادشاہوں کی جہانداری دیکھی۔ بہادروں کی کشورکشائی کی سیر کی۔ قوموں کے عروج وزوال سے عبرت حاصل کی۔ علما واحبار کے اقوال ونصائح سے لطف اندوز ہوا۔ کبھی داود وسلیمان کے شان وشکوہ سے باغ باغ ہوا۔ اور کبھی یروشلیم کی تباہی سے کلیجے پر داغ لگے۔ افراسیاب و کیخسرو۔ سخاریب وبخت نصر سکندر رودارا سے ہم نشینی کا لطف اُٹھایا یوشع وشموئیل اشعیا وارمیا۔ دانیال وعزرا کے متبرک ملفوظات کا مطالعہ کیا۔ مصر وبابل۔ ایران وتوران کی قدیم تاریخ کے ورق اُلٹے۔ توریت وزبور۔ امثال وصحائف کی تلاوت کی لیکن اب کتاب مقدس بالائے طاق۔ تواریخ موقوف۔ تالمود برطرف!!

احباب کہتے ہیں کہ مولف نے شغل لایعنی میں عمر عزیز کا ایک حصہ ضائع کیا۔ تباہی بنی اسرائیل کی تاریخ لکھنا تھی تو اسباب زوال پر بحث لازم تھی۔ قصص وحکایات

نقل کرنے کا شوق تھا تو جنگ و جدال کی تفصیل لا حاصل تھی۔ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا یہ تو اثر کچھ بھی نہیں۔

فقیر عرض پرداز ہے کہ دوستوں کو فتوحات و کشورستانی کی روداد سے اختلاف ہو تو اسباب زوال کی خشک بحث کون سنتا۔ تاریخ باستانی داستان کی طرح بیان نہ ہوتی تو اس طویل تحریر کو کون پڑھتا۔ ارباب دانش واقعات سے اسباب و نتائج خود دریافت کر سکتے ہیں۔ اور کہانیوں کے قدرشناس اقوام قدیمہ کی تاریخ لڑائیوں کی تفصیل داستان سے حذف کر سکتے ہیں۔

بہرحال جامع اوراق کی دلچسپی کا ایک مشغلہ تھا جو ہاتھ سے جاتا رہا۔ عہد قدیم کے مصنفوں اور مولفوں کی معصوم صحبت تھی جو خواب و خیال ہو گئی۔

زندگی کے بقیہ ایام کیونکر بسر ہونگے۔ یہ صرف عالم الغیب کو معلوم ہے۔

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میرؔ
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

فقیر امیر احمد علوی

ادیب سحر طراز جناب منشی محمد امیر احمد صاحب علوی بی اے
کی
تصانیف کی فہرست

تاریخ اندور۔ خاندان ہولکر کے اولوالعزم تاجداروں کے کارنامے ... ۱۲ر

تذکرہ رند۔ خواجہ آتش کے نامور شاگرد نواب سید محمد خان رند کے حالات ... ۴ر

خواب پریشان۔ شکسپیر کے مشہور ڈرامہ مڈسمر نائیٹس ڈریم کا ترجمہ ... ۸ر

سفر سعادت۔ روزنامچہ سفر حجاز بابت ۱۹۲۹ء ... ۴ر

طرۂ امیر۔ حضرت امیر مینائی کے سوانح حیات اور کلام پر تبصرہ، اور مرزا داغ سے موازنہ ... ۸ر

گوتم بدھ۔ ہندوستان کے نامور مذہبی پیشوا مہاتما بدھ کے حالات اور اُن کی تعلیمات ... ۴ر

یادگار انیس۔ جناب انیس کے حالات اور کلام پر تبصرہ ... ۶ر

شاہان مالوہ۔ سلاطین مالوہ و گجرات کے حالات خاندان تغلق کے آخری زمانہ سے شہنشاہ اکبر کے عہد تک ۸ر

داستان زوال۔ بنی اسرائیل کی تباہی کی دردناک داستان ... ۸ر

یادگار امیر۔ مختلف مضامین کا مجموعہ ... (زیر طبع) ... ۶ر

مثنویات۔ اردو زبان کی مشہور مثنویوں پر تبصرہ ... ۱۲ر

ملنے کا پتہ

محمد ذکی احمد علوی آنریری لائبریرین امیر محل لائبریری نصیر باغ کاکوری